

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُسْلِمَانِ خَاوند

اور  
عکس  
مُسْلِمَانِ بیوی

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن



مولانا محمد ادریس انصاری

مکتبہ دینیات

بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع راولپنڈی





TECHNICAL SUPPORT BY  
**CHUGHTAI**  
PUBLIC LIBRARY



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر شادی شدہ مسلمان کیلئے یہ کتاب پڑھنی مفید ہے

# مُسْلِمَانِ خَاوَنَد

از

محمد ادریس انصاری



## مکتبہ ادینیات

تبلیغی مرکز، راستے وند ضلع لاہور۔ فون ۶۲



# فہرست مضامین

نمبر صفحہ	نام مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	نمبر شمار
۲۹	بیوی کے حقوق اور بعض	۲۲	۴	تمہید	۱
۳۱	دینداروں کی کوتاہی	۲۳	۵	بہترین عورتیں	۲
۳۲	آداب رشتہ	۲۴	۶	عورت مرد کیلئے امتحان ہے	۳
۳۴	برتھ کنٹرول	۲۵	۷	تین آدمی جنکی مدد اللہ کے ذمہ ہے	۴
۳۵	خلاف وضع فطری صحبت کرنا	۲۶	۸	لڑکی کیلئے رشتہ کا معیار	۵
۳۶	تاجدارِ مدینہ کا مہر	۲۷	۹	محبت کا سب سے بڑا ذریعہ	۶
۳۷	فہرست مہربان بیت صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸	۱۰	سب سے زیادہ بابرکت نکاح	۷
۳۸	مہر کی مقدار	۲۹	۱۱	نیک بیوی کی تعریف	۸
۳۹	صحابہ کرام کی سادگی اور انکا مہر	۳۰	۱۲	عشق مجازی کا آسان علاج	۹
۴۱	بلا اجازت دعوت میں جانا	۳۱	۱۳	پاک نظری کی تعلیم	۱۰
۴۲	بغیر بلائے دعوت میں جانا	۳۲	۱۴	حرام کاری کیسے رک سکتا ہے	۱۱
۴۳	دعوت ولیمہ	۳۳	۱۵	پاک نظری کا مٹرہ	۱۲
۴۴	دعوت قبول کرنیکی ہدایت	۳۴	۱۶	رشتہ سے پہلے لڑکی دیکھنا	۱۳
۴۵	بدترین کھانا	۳۵	۱۷	نامحرم کو دیکھنا	۱۴
۴۶	کھانے کے آداب	۳۶	۱۸	بالغ لڑکی پر جبر کرنا	۱۵
۴۷	فضول خرچی والی مجلس میں شرکت کرنا	۳۷	۱۹	لڑکے کی ذمہ داری	۱۶
۴۸	فاسق کی دعوت	۳۸	۲۰	جوان لڑکی کی ذمہ داری	۱۷
۴۹	شہنی خوروں کی دعوت	۳۹	۲۱	شادی کے موقع پر لڑکیوں کے گیت	۱۸
۵۰	نام آوری کرنیوالوں کی دعوت	۴۰	۲۲	تاریخ نکاح کی بدشگونیاں لینا	۱۹
۵۱	اپنی عورتوں میں انصاف کرنا	۴۱	۲۳	شادی کے موقع پر گانا	۲۰
۵۲	حضور کی سفری سنت	۴۲	۲۴	نکاح کس جگہ پڑھانا چاہیے	۲۱



نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۴۲	بیویوں کے حقوق میں خدا کا خوف	۶۲	۶۰	بیوی پر بدگمانی نہ کرو	۸۸
۴۳	حضور کا قابل تعلید عمل	۶۴	۶۱	نسب بدلتا کفر ہے	۸۹
۴۴	قیامت کے روز فالج زدہ شخص	۶۵	۶۲	ذات بدلنے والے پر	۸۹
۴۵	عورتوں کی اصلاح کا طریق	۶۶		جنت حرام ہے	
۴۶	عورت کی زیادتی پر	۶۸	۶۳	بیوی پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنا	۹۰
	صبر کرنے کی تعلیم			مرد قیامت کو ذلیل کیا جائیگا	
۴۷	عورت کو بے دردی	۶۸	۶۴	بد دیانت عورت جنت	۹۰
	سے مارنے کی ممانعت			میں نہ جائے گی	
۴۸	عورت کے جذبات کا		۶۵	خاوند کی پیوری	۹۳
	لحاظ رکھنا چاہیے		۶۶	مال میں سب سے زیادہ حقدار	۹۵
۴۹	سرکار کا برتاؤ	۷۰	۶۷	بیوی کی خوراک و پوشاک	۹۵
۵۰	آنحضرت کی بے تکلفی	۷۲	۶۸	بیوقت کھانا دینے کی ممانعت	۹۶
۵۱	بہترین انسان	۷۴	۶۹	مملوک کو مارنے کی تنبیہ	۹۷
۵۲	کامل مومن کی پہچان	۷۴	۷۰	تمازی کے مارنے کی ممانعت	۹۸
۵۳	بیوی کو کس طرح رکھیں	۷۵	۷۱	نوکر و عورت کو دن میں	۹۹
۵۴	قابل تعلید واقعہ	۷۸		ستر مرتبہ معاف کرو	
۵۵	طلاق دینی کس وقت حرام ہے	۸۰	۷۲	نوکر و عورت پر اتنا بوجھ رکھو	۹۹
۵۶	ایک دفعہ میں تین طلاق دینے والا			جس کو وہ برداشت کر سکیں	
	شخص رسول اللہ کی نظر میں	۸۳	۷۳	بچہ کا حق دار کون ہے	۱۰۰
۵۷	طلاق دینی اللہ کو پسند نہیں	۸۴	۷۴	زبردستی عورت سے اس کا	۱۰۲
۵۸	طلاق بغیر نیت کے			بچہ چھین لینا بڑا جرم ہے	
	بھی ہو جاتی ہے	۸۶	۷۵	عورت میں کیا کیا صفات	۱۰۲
۵۹	زبردستی کی طلاق	۸۷		دیکھنی چاہئیں	



## تمہید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ - اما بعد - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج کے آخری خطبہ میں امت کو بہت سی وصیتیں فرمائی کتنیں ان میں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ تم لوگ اپنی عورتوں کے حقوق میں کوتاہی نہ کرنا لیکن زمانہ جوں جوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا گیا توں توں ہماری مذہبی تباہ حالی ترقی کرتی گئی اور ہم باوجود اسلام کے مدعی ہونے کے اسلامی قانون سے دور ہوتے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نہ حقوق اللہ کا خیال ہا اور نہ حقوق العباد کی چنداں پروا رہی۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا تہم

ہمارا سارا بدن داغ داغ ہو گیا۔ روئی کہاں کہاں رکھی جاٹے۔ زمانہ حاضرہ میں غریب عورتوں کو اپنے جاہل مردوں کی طرف سے جو جو مظالم برداشت کرنے پڑتے ہیں انکو سن کر سننے والوں کے دل ہل جاتے ہیں اور آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ پڑتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہندوستان کی لاکھوں مظلوم عورتیں یا تو اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ جاتی ہیں یا زیادہ تنگ ہو کر نہاروں مسلمان عورتیں اسلام جیسا مذہب چھوڑ کر عیسائیت کے دامن میں پناہ لیتی ہیں اور کفر کے ساتھ حرام موت مرتی ہیں جس کی تمام تر ذمہ داری ان کے خاوندوں پر ہوتی ہے۔ اس لیے ہر شادی شدہ مسلمان کو اس کی طرف توجہ دلانے کیلئے کتاب مسلمان خاوند لکھی گئی تاکہ اس کو پڑھ کر مسلمان خاوند اپنی



ذمہ داری کا احساس کرے اور صحیح معنوں میں مسلمان خاوند کہلاتے کا مستحق ہو۔ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرمادیں۔ اور ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین والسلام محمد ادریس الضاری  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا كُلُّهَا  
مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا  
الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تُشْكَلُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا  
وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا  
فَأُظْفَرِيذَاتِ الدِّينِ تَرَبِّتُ  
بِذَاكَ (بخاری و مسلم)

معنی میں مرد کے حقوق ادا کر سکتی ہے خوبصورت اپنے حسن و جمال پر اور خاندانی عورت کو اپنے خاندان پر مال دار کو اپنی مال داری پر غرور ہوتا ہے جو باہمی تعلقات کے لیے مضر ہوتا ہے۔

(۱) فرمایا حضور

**بہترین عورتیں** صلی اللہ علیہ وسلم

نے دنیا کی تمام چیزیں عارضی فائدہ مند ہیں اور دنیا کی بہترین فائدہ اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا فائدہ پائدار اور ہمیشہ رہنے والا ہے (مسلم)

(۲) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

عورت سے نکاح کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں (۱) مال داری (۲) ثرائف فاندانی (۳) خوبصورتی (۴) دینداری لیکن تم کو چاہیے کہ دین دار عورت تلاش کرو کیونکہ دین دار عورت ہی صحیح



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ  
نِسَائِكُنَ الْإِبِلُ صَالِحُ نِسَاءِ  
قُرَيْشٍ أَحْنَأُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرٍ  
وَأَرْحَاكَ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ  
يَدٍ (بخاری و مسلم)

(۳) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کہ عرب کی بہترین عورتیں قریش کی نیک  
بخت عورتیں ہیں کیونکہ وہ اپنے بچوں  
پر ان کے بچپن میں بہت زیادہ شفیق ہوتی  
ہیں اور اپنے خاوند کے اس مال کی جو انکے  
قبضہ میں ہوتا ہے بہت زیادہ حفاظت

کرتی ہیں یعنی اپنے خاوند کے مال کو فضول ضائع نہیں کرتیں۔ حدیث سے معلوم  
ہوا کہ جس عورت میں دو خوبیاں ہوں وہ تمام عورتوں میں بہتر ہے (ابو بکر پر  
شفقت کرے اور ان کی پرورش سے اکتے نہیں) (۲) خاوند کا مال ضائع نہ  
کرے بلکہ نہایت احتیاط کے ساتھ خرچ کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَلَدُنِيَا حُلُوَّةٌ خَضِرَةٌ  
تُورَانُ اللَّهُ مَسْتَحْلِفُكُمْ فِيهَا  
فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَأَتَقُوا الدُّنْيَا  
وَأَتَقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ  
بَنِي إِسْرَءِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ  
(رواہ مسلم)

## عورت مرد کے لیے امتحان ہے

(۴) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور اللہ نے اس  
دنیا کو تمہارے حوالے کیا ہے تاکہ تمہاری  
آزمائش کرے کہ تم اس کو کس طرح  
استعمال کرتے ہو پس تم کو چاہیے کہ  
اس کو جائز طریقہ پر استعمال کرو۔ اسی

طرح عورت بھی تمہاری آزمائش کی چیز ہے۔ پس تم کو چاہیے کہ عورت کو بھی



جائز طور پر استعمال کرو کیوں کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے برپا ہوا تھا۔ (مسلم شریف)

یعنی انھوں نے اپنی عورتوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے دل لگایا اور ان کے ساتھ منہ کالا کیا۔ اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم جبارین سے جہاد کرنے کے لیے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر کنعان پہنچے تو بلعم ابن باعور کی تدبیر کے موافق اس قوم کی خوبصورت نوجوان لڑکیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں چلی گئیں۔ ایک لڑکی کو بنی اسرائیل کے ایک سردار نے دیکھا اور دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت موسیٰ کی خدمت میں لے گیا اور حضرت سے کہا۔ کیا یہ عورت میرے اوپر حرام ہے حضرت نے فرمایا ہاں! اس کے پاس ہر گز نہ جانا۔ اس سردار نے کہا کہ تمھاری بیویات نہیں مانوں گا۔ پھر اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے جا کر اس سے بدکاری کی۔ اس پر اللہ کا غضب جوش میں آیا اور آن کی آن میں بنی اسرائیل کے ۷۰ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ دیکھئے ایک آدمی کے زنا کرنے سے کیسی تباہی آئی اور ہمارے کتنے بھائی جو اپنے گھر کی عورتوں کو چھوڑ کر غیر عورتوں سے اپنا منہ کالا کرتے ہیں اور پھر اپنی تباہی و بربادی کا گلہ کرتے ہیں۔ (مسلم شریف)

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ثَلَاثَةٌ حَقُّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمْ  
الْمُكَاتِبُ الَّذِي يُرِيدُ الْإِدَاءَ

(۵) فرمایا

حضرت

صلی اللہ

علیہ وسلم نے لازم ہے اللہ پر تین امور

تین آدمی جن کی مدد کا

اللہ ذمہ دار ہے۔

اللہ پر تین امور



کی مدد کرنا۔  
(۱) وہ مکاتب جو ادا کرنے کی نیت رکھتا  
وَالنَّالِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَاةَ  
وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ -  
ہو۔ (رواہ الترمذی)

(۲) وہ نکاح کرنے والا مرد جو اس نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا  
ہو۔ (۳) مجاہد جہاد کرنے والا۔ یعنی اس شخص کی نیت نکاح کرنے میں یہ ہو  
کہ میں نامحرم عورت پر نظر نہیں کروں گا، اس سے بدکاری نہ کروں گا۔ بلکہ  
جائز طریقہ پر صرف اپنی بیوی پر نظر رکھوں گا۔ اسی سے اپنی خواہش پوری کروں گا  
تو ایسے شخص کا امدادی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! جس کی امداد خدا خود  
اپنے ذمہ لے لے وہ پھر کس کا محتاج ہوگا۔

لڑکی کے لیے رشتہ کا معیار  
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خُطِبَ  
إِلَيْكُمْ مَن تَوْضُونَ دِينَهُ  
وَحُلُقَهُ فَرَوْحُهُ إِنْ كَلَّا  
تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ  
وَفَسَادٌ عَرِضٌ (رواہ الترمذی)  
(۶) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تے جب  
تمہارے پاس کسی دیندار اور بااخلاق  
لڑکے کا رشتہ آئے تم اس رشتہ کو قبول  
کر لو ورنہ زمین میں فتنے اور بڑے  
بڑے فسادات ظاہر ہوں گے۔ یعنی اگر ایسے شخص سے نکاح نہ کرو گے بلکہ  
مال دار حیکہ تلاش کرو گے تو ایسی صورت میں بہت سی لڑکیاں اور بہت  
سے لڑکے بلا شادی کے رہ جائیں گے جس کے باعث دنیا میں زنا کی کثرت  
ہوگی جس کا نتیجہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔



اس زمانہ میں زیادہ تر مال داری کو دیکھا جاتا ہے جس کے باعث بعض گھرانوں میں بے زبان لڑکیاں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور ان کی عمر لاکھوں حسرتوں کے ساتھ خاک میں مل جاتی ہے اور بہت سی لڑکیاں تنگ آ کر کسی کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں اور پھر ماں باپ کی اچھی طرح عزت ہوتی ہے۔ اس واسطے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکی میں صرف دنیاوی دیکھنی چاہیے۔ رزق جو مقدر میں ہوگا وہ اسکو ضرور پہنچے گا۔ بہت سی لڑکیاں فقیر گھر میں گئیں اور انھوں نے وہ عیش برتنے جو قابلِ تنگ ہیں اور بہت سی لڑکیاں باغیاں ہو کر یہاں گئیں لیکن اپنی تقدیر کے باعث ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہوئیں۔ (ترمذی)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِمُتَحَابِّينَ  
مِثْلُ النِّكَاحِ (البوداؤد)

(۷) فرمایا  
محبت کا سب سے بڑا ذریعہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے میاں بیوی  
میں نکاح کے ذریعہ محبت ہو جاتی

ہے۔ ایسی کوئی محبت دیکھنے میں نہیں آئی یعنی جو باہمی محبت نکاح سے  
پیدا ہوتی ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اور محبت کا خاصہ یہ ہے کہ وصال  
محبوب میں ہر طرح کی تکلیف خوشی کے ساتھ برداشت کی جاتی ہے۔ تو اگر  
شوہر فقیر ہے اور بالفرض محال دونوں کی تقدیر بھی خراب ہے تو عورت  
کو چٹنی روٹی میں وہ لذت نصیب ہوگی جو اعلیٰ درجہ کے کھانوں میں بھی  
نہیں ہوتی۔ اور تجربہ شناس ہرے کہ دین دار اور خوش اخلاق شوہر چٹنی  
محبت اپنی بیوی کے ساتھ کرتے ہیں دوسروں کو اس کا سوال حقہ بھی



نصیب نہیں پچھرم مال دار لڑکوں کی تلاش میں لڑکیوں کی زندگی کیوں خراب کرتے ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْبَرَ النَّكَاحِ  
بِرْكَهَ الْيَسْرَةِ مُوْنَةً۔

(ردا ہما البیہقی فی شعب الایمان)

(۸) سب سے زیادہ بابرکت نکاح

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑی بکت والا وہ نکاح ہے جو آسان ہو محنت میں یعنی نہ اس کے رشتہ میں زیادہ تکلیف ہو اور نہ اس کے بیاہ شادی

میں کوئی بار ہو۔ اب ہمارے یہاں اول تو رشتہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے دوسرے شادی میں تو اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں کہ بہت سے لوگ تو قرض لے کر اور بہت سے اپنی جائیداد فروخت کر کے شادی کی فضول رسومات میں خرچ کرتے ہیں اور آئندہ لُٹ کر فقیر ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے تو اب کے نکاحوں میں برکت نہیں رہی۔ کیوں کہ جس معاملہ میں ایک فریق کا بھی دل دکھا۔ دیکھا یہی گیا ہے کہ وہ معاملہ پھلتا پھولتا نہیں۔ اس لیے ہم کو اپنی شادیوں میں نہایت ہی سادگی اختیار کرنی چاہیے تاکہ ہمارے نکاح برکتوں سے لبریز ہوں اور ان کا انجام اچھا ہو۔ (بیہقی)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّهُ يَقُولُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ

(۹) فرمایا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے لیے



تقویٰ خداوندی کے بعد نیک بخت  
عورت سے زیادہ کوئی چیز بہتر نہیں  
اگر یہ مومن اس کو کوئی حکم کرتا ہے  
وہ اس کی اطاعت کرتی ہے اور اگر  
اس کو دیکھتا ہے تو اس کو خوش کرتی  
ہے اور اگر اس کو کسی بات پر قسم  
دیتا ہے تو پوری کرتی ہے چاہے وہ

بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ خَيْرَ الْاَلَةِ  
مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ  
اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ  
اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ  
عَلَيْهَا اَبْرَتْهُ وَاِنْ غَابَ  
عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا  
وَمَالِهَا (ابن ماجہ)

عورت کے نزدیک اچھی مویا بُری۔ بہر صورت اپنے خاوند کی خواہش کو  
پورا کرتی ہے اور خاوند کی غیر حاضری میں اپنی حفاظت کرتی ہے اور خاوند  
کے مال کو دیکھ بھال کرتی ہے اور اس میں خیانت نہیں کرتی۔  
عورت کی یہ صفات ایسی ہیں کہ مرد کے لیے ایسی بیوی کا ہونا دنیا میں  
جنت کے ہم معنی ہے۔ دیکھا عورت کی یہ خوبیاں جن پر جتنا بھی قربان ہوں تھوڑا ہے  
اور ہمارے نزدیک عورت میں یہ خوبیاں ہونی چاہئیں (۱) حسین ہو (۲) گانا  
جانتی ہو (۳) تاج میں ماہر ہو (۴) بے پردہ پھرنے میں عار نہ کرتی ہو (۵) ہاتھ میں  
ہاتھ ڈال کر بازاروں اور تفریح گاہوں میں بے تکلف چلی جاتی ہو۔ خواہ کیر کٹر  
کٹنا ہی خراب ہو۔ ایسے مسلمانوں پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ (ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ  
الْمَرْأَةَ تُقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ

(۱) عشق مجازی کا آسان علاج فرمایا  
محذور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت آتی



ہے شیطان کی صورت میں اور جاتی ہے  
شیطان کی صورت میں جب تم کو  
کوئی عورت اچھی لگے اور اس کی محبت  
و خیال دل میں بیٹھ جائے اسکا علاج  
ہے کہ فوراً اپنی بیوی کے پاس جائے  
اور اس سے صحبت کرے کیوں کہ یہ  
(رواہ مسلم)

صحبت اس کی نفسانی خواہش اور دل کی بے کلی کو دور کر دے گی۔ یعنی جس  
طرح شیطان گمراہ کرتا ہے اسی طرح اجنبی عورت کا دیکھنا بھی باعث فساد و گمراہی  
ہے اسی بنا پر قرآن پاک میں ان مردوں عورتوں کی تعریف کی گئی جو اپنی نگاہوں  
کو بچی رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ دیدہ یازی ہی عشق و جنون کا سنگ بنیاد ہے۔ شعر

دیکھنے سے شوق پیدا۔ شوق سے پید اطلب

دل کی دشمن آنکھ کھتی۔ دل دشمن جاں ہو گیا

اور رب العزت کا منشاء یہ ہے کہ مرد خاص اپنی بیوی کا ہو کر رہے جس  
طرح یہ سلیم الفطرت یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی خالص میری ہو کر رہے اگر  
خدا نخواستہ آپ کی نظریں اجنبی عورتوں پر ہوں۔ پھر اخلاقاً آپ کی بیوی  
بھی آپ کی پابند نہیں ہو سکتی اور نہ ہی آپ اس کی آزادی میں قفل انداز  
ہونے کا کوئی حق رکھتے ہیں۔ جب آپ خالص اس کے نہیں وہ کیسے آپ  
کے لیے ہو سکتی ہے۔ (مسلم شریف)

قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ رَأَى امْرَأَةً

(۱۱) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم



تُعْجِبُهُ، فَلْيَقُمْ إِلَى أَهْلِهِ  
فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا

(دارمی)

نے جو انسان بھی کسی عورت کو دیکھے اور  
وہ اس کو اچھی معلوم ہو تو اس کو  
چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے

اور اس سے صحبت کرے کیونکہ جو چیز اس اجنبی عورت کے پاس ہے وہی  
اس کی بیوی کے پاس بھی ہے۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علاج  
بتلایا کہ اس طرح پر تم خالص اپنی بیوی کے رہ سکتے ہو۔ اجنبی عورت کا  
پسند آنا شہوت کے باعث تھا۔ اب اس شہوت کو جائز محل میں پوری کر لو۔  
گناہ سے بچ گئے اور علاج بھی ہو گیا۔ (دارمی)

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِعَلِيِّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ  
النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْآدُولِي  
وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔

(ترمذی ابوداؤد)

(۱۲) فرمایا

رسول اللہ

پاک نظری کی تعلیم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علیؓ غیر عورت  
پر دوسری بار نظر نہ ڈالنا کیوں کہ  
پہلی نظر جو اچانک پڑ گئی اس کا کوئی  
خرج نہیں البتہ دوسری مرتبہ قصداً

نہ دیکھو کیوں کہ اب نفسیات کو دخل ہے۔ میرے ذہن میں حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ کو مخاطب بتانے کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ کو اس زمانے کے  
بعض جاہل صوفیوں کا حال معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت علیؓ سلسلوں کے تمام  
بزرگان دین کے پیشوا ہوں کے تو اس خصوصیت سے اشارہ تھا۔ اس  
بات کی طرف کہ جیسے علیؓ تمام صوفیاء کے پیشوا کو اجنبی عورت پر نظر



ڈالنے کی اجازت نہیں تو اسے جاہل صوفیا کیا تمہارا مرتبہ حضرت علیؑ جیسے پرہیزگار صحابی سے بھی بڑھ گیا۔ ان کو دوسری مرتبہ نظر کرنی بھی جائز نہیں اور تم غلط طریقہ پر سلسلہ کو بدنام کر کے اپنی مریدنیوں کے ساتھ تہجد پڑھو اور ان سے کہو کہ ہم ان کے مرشد باپ کی مانند ہیں۔ ٹانگیں دبواؤ لیف ہے ایسے پیروں پر اور ایسے بے غیرت مریدوں پر کہ اپنی بہو بیٹیوں کو بے حجاب ان کے سامنے کر دیں۔

(ابوداؤد شریف - ترمذی شریف - دارمی شریف - مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اجنبی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا کیوں کہ عورت کے جسم کا مرد کے جسم سے لگنا ہی ظلم ہے جوں ہی بدن سے بدن لگا کر ٹٹ دوڑا۔ کیا لعنہ اللہ اس زمانہ کے جاہل پر حضورؐ سے بھی زیادہ پرہیزگار ہیں۔

(۱۳۳) فرمایا  
حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم

حرام کاری کیسے  
رک اسکتی ہے

نے جن عورتوں کے خاوند باہر گئے ہوئے ہوں ان عورتوں کے پاس علیحدگی میں نہ جاؤ کیوں کہ شیطان ان کی رگ رگ میں اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلْجُوا  
عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ  
يَجْرِحُ مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى  
الدِّمِ قُلْنَا وَصْنُكَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ وَمِثِّي وَلَكِنَّ اللَّهَ اعَانَنِي  
عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ (رواه الترمذی)



عرض کیا کیا آپ پر بھی شیطانی اثر ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں واؤں تو مجھ پر بھی چلاتا ہے لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا۔ میں اس کے اثر سے محفوظ رہتا ہوں۔ وہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اب سوچنا چاہیے کہ جب شیطان لعین حضور جیسی ہستی پر بغیر اثر کے نہیں چوکتا تو آج کے جاہل پیر یا ہمارے نوجوان اس کے اثر سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے **الْإِسَاءُ حِيَالَةُ الشَّيْطَانِ** عورتیں شیاطین کے پھندے اور جال ہیں۔ ان کے ذریعہ مردوں کو پھانستے ہیں۔

**پاک نظری کا ثمرہ** (۱۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسلمان کی کسی اجنبی عورت کے حسن و جمال پر نظر پڑی اس نے محض اللہ کے لیے اپنی نظر نیچی کر لی۔ ایسے ایماندار مرد کو اس کے بدلے میں ایسی عبادت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مُحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوْ لَمَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحَدَّثَ اللَّهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حِلَّالًا وَتَهَا (ماواہ احمد)

نصیب ہوگی جس کی عبادت اور شیرینی اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ اگر حسن و جمال کا نظارہ کرنا ہو تو اپنی بیوی کو دیکھے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ آپ کی نظریں صرف اپنی بیوی کے لئے مخصوص ہوں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ شادی سے پہلے بیوی کو دیکھ کر پسند کر لیا جائے اور پھر حسب پسند شادی کی جائے۔ لیکن آج کل لڑکیوں



کے دلی ان کو اتنا چھپا کر رکھتے ہیں کہ سسرال والوں کو ان کی ہوا ہی نہ لگے۔ اسی سے تولعہ کو خرابیاں پڑتی ہیں۔ پھر کمبوں نہ لڑکوں اور لڑکیوں کا رشتہ کرنے سے پہلے آپس میں دکھا دیا جائے تو عورت اور مرد کی زندگی ہمیشہ کے لئے اچھی طرح گزرے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ  
فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى  
مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ  
(مسواہ ابوداؤد)

(۱۵) رشتہ سے پہلے لڑکی دیکھنا فرمایا

حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے رشتہ کرنے سے پہلے اگر ممکن ہو تو اس لڑکی کو دیکھ لیا کر دینا چنانچہ علماء نے لکھا ہے جس لڑکی سے رشتہ کرنے کا خیال ہو تو پیغام

ڈالنے سے پہلے اس لڑکی کو دیکھ لینا مستحب ہے کیوں کہ اگر وہ مرغوب الطبع یعنی من کو بھاگئی تو نکاح کے بعد اس کے باغث زنا سے بچا رہے گا کیونکہ نکاح کی اصلی غرض یہی ہے کہ مرد ہر صورت سے بیوی کا ہو کر رہے۔ آنکھ سے دیکھے تو بیوی کو دیکھے لطف اٹھائے تو صرف بیوی سے حسن و جمال کی تعریف سنے تو صرف اپنی بیوی کی خواہش پوری کرے تو صرف اپنی بیوی کے ساتھ چل کر جائے تو صرف اپنی بیوی کے ساتھ (ابوداؤد)

(۱۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ  
قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ  
لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے رشتہ پیغام ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس پر



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے  
اس کو دیکھ بھی لیا؟ میں نے عرض کیا  
نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خیر۔ اب ضرور  
دیکھ لو۔ کیوں کہ اس وقت کا دیکھنا

(رواہ احمد والترمذی نسائی)  
آئندہ تمہاری محبت کا بہت بڑا

ذریعہ ہے۔ یعنی دیکھنے کے بعد اگر دل کو بھاگئی تو نکاح کے بعد محبت زیادہ  
ہوگی کیوں کہ اپنی پسند کے بعد جو نکاح ہوتا ہے۔ دیکھا یہی گیا ہے کہ اس  
میں باہمی تعلقات نہایت اچھے رہتے ہیں اور میاں بیوی کی زندگی نہایت  
پرسکون گزرتی ہے اور ہر مرد کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی  
حسن و جمال کی دیوی ہو۔ اور ہندی کی ایک مثال ہے۔ موہی سہاگن  
کہلائے جو پی کے من کو بھائے۔ لیلیٰ نے خلیفہ سے کہا تھا ہے

دیدہ مجنوں اگر بودے ترا ہر دو عالم بے قدر بودے ترا  
جب خلیفہ نے لیلیٰ کو دیکھا تو وہ نہایت بد شکل اور کالی تھی اس  
پر خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا۔ ارے کجنت میں تو سمجھتا تھا کہ تو بہت حسین ہوگی جو  
مجنوں تجھ پر ایسا دیوانہ و فریفتہ ہے لیکن تو تو چڑیل ہی نکلی۔ تیرے سے لاکھ  
درجہ بہتر لاکھوں عورتیں موجود ہیں۔ لیلیٰ نے بادشاہ کو جواب دیا حضور!  
میری قدر میرے مجنوں سے پوچھئے۔ اس کے نزدیک دونوں جہان میں  
بھی مجھ سے زیادہ کوئی عورت حسین نہیں۔ جو پی کو بھائے وہی سہاگن  
کہلائے۔ سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہیں کہ معشوق میں درحقیقت کوئی



بھی خوبی نہیں لیکن اس کے عاشق کے دل سے پوچھئے کہ سارا جہان اسکی نظروں میں پہنچ ہے سب کی خوبیوں سے اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں اور معشوق کی برائیاں بھی اس کی نظروں میں محبوب و مرغوب ہوتی ہیں۔ وہ گالیاں دیتا ہے اس کو لذت آتی ہے۔ خوب سمجھ لو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سے یہی منشاء ہے کہ مسلمانوں کے ازدواجی تعلقات بالکل عاشق کی حیثیت اختیار کر جائیں۔ تاکہ دنیا بھر کی حسین عورتیں اسکی بیوی کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ رکھیں اور میاں بیوی کی زندگی حقیقی عیش و مسرت کی زندگی بن جائے۔ (ابن ماجہ - ترمذی - نسائی)

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ  
بَلَّغْنِي أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ  
اللَّهُ الْغَاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ  
(رواہ البیہقی)

(۱۷) فرمایا حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم  
نامحرم کو دیکھنا  
نے خدا تعالیٰ لعنت کرے اس شخص  
پر جو اپنی عورت کے علاوہ کسی اجنبی  
عورت کو قصداً دیکھے۔ اسی طرح

لعنت کرے اللہ اس پر جو اپنے آپ کو بلا ضرورت کسی نامحرم کو دکھلائے  
کیوں کہ اس نظر بازی میں اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مرد کو کوئی غیر  
عورت پسند آجائے۔ اسی طرح عورت کو کوئی اجنبی مرد پسند آجائے اور  
یہ ذریعہ ہو جائے زوجین میں تفریق اور دل سے اتر جانے کا ہمارے  
نوجوانوں کو اور بالخصوص عورتوں کو چاہیے کہ وہ غیر مردوں کو نہ جھانکیں  
ورنہ مستحق لعنت ہوں گی۔ عورتیں اس معاملہ میں بالکل احتیاط نہیں



کرتیں۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر اکثر کوٹھوں پر چڑھ کر بارات والوں کو جھانکا کرتی ہیں۔ یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم تو ان کو دیکھ رہی ہیں اور کوئی ہم کو نہیں دیکھتا۔ حالاں کہ بارات میں بعض شرعیہ النفس ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی نظریں کوٹھوں پر لگی رہتی ہیں۔ تاکہ کوئی اچھی عورت نظر پڑ جائے یا درکھنا حدیث میں صاف آگیا۔ دیکھنے والے پر لعنت ہے اور دکھاتے والی پر بھی لعنت۔ تعزیروں کے موقع پر بھی بہت سی عورتیں کوٹھوں پر چڑھ جاتی ہیں تاکہ وہ تعزیروں کو دیکھیں۔ یا درکھنا ان کا یہ فعل قطعاً حرام ہے۔ آئندہ کے لیے توبہ کرنی چاہیے۔

**بالغ لڑکی پر حبر کرنا** (۱۸) حضرت ابن عباسؓ

فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔

میرے باپ نے زبردستی شادی کر دی اور مجھے وہ لڑکا پسند نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا پھر تجھے اختیار

ہے چاہے اس نکاح کو قائم رکھ یا توڑ دے۔ بالغ لڑکی کا زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

**لڑکے کی ذمہ داری** (۱۹) فرمایا حضورؐ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَانَّ جَارِيَةً يَكُرُّ اَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ اَنْ اَبَا هَازِجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواه ابوداؤد)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ  
فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ، وَأَدَبَهُ،  
فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ  
بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ  
إِثْمًا فَإِنَّمَا لُثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ

(رواہ بیہقی)

علیہ وسلم نے جس شخص کے لڑکا پیدا  
ہو اس کے تین فرض ہیں (۱) اچھا  
نام رکھے (۲) تعلیم دے جو دین دنیا  
میں مفید ہو (۳) جب بالغ ہو جائے  
اس کا نکاح کر دے اور اگر لڑکا بالغ  
ہو گیا اور اس کا نکاح نہیں کیا اور

اس لڑکے سے کسی قسم کی بدکاری ہو گئی تو لڑکے کی اس بدکاری کا گناہ اس  
کے باپ پر ہوگا۔ کیوں کہ باپ تیسرے فریضہ کا تارک اور تصور دار ہے۔  
اس لیے ماں باپ کو لڑکے کے بالغ ہوتے ہی اس کا نکاح کر دینا چاہیے  
فضول انتظار میں شریعت کا بھی بار ہے اور دنیاوی حیثیت سے بھی  
نقصان ہے کیوں کہ اکثر لڑکوں کی صحت آوارگی اور بدچلنی کے باعث  
اسی زمانہ میں خراب ہو جاتی ہے۔ روپیہ الگ خراب، صحت علیحدہ خراب  
اور ماں باپ کی عزت و آبرو الگ برباد۔ (بیہقی)

(۲۰) جوان لڑکی کی ذمہ داری فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توراۃ میں  
لکھا ہوا ہے۔ جس لڑکی کی عمر بارہ سال  
کی ہو جائے اور اس کے ماں باپ  
اس کی شادی نہ کریں تو اب اگر

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَّ  
ابْنَ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
فِي التَّوْرَةِ مَكْتُوبٌ مَنْ  
بَلَغَتْ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ  
سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاصْبَتْ



اِثْمًا فَاتُّمُ ذَلِكَ عَلَيْهٖ

(رواہ بیہقی)

اس لڑکی سے کوئی گناہ ہوگا تو اس

کے ذمہ دار اس کے ماں باپ ہونگے

غور کیجئے کہ کس قدر ذمہ داری کی چیز ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ پرواہ تک نہیں کرتے۔ حالاں کہ روزِ مرہ کے واقعات اس کے شاہد ہیں کہ لڑکی کی

زیادہ عمر کرنی ہر صورت سے نقصان دہ ہے ہزاروں لڑکیاں زیادہ عمر کی ہو کر یا تو بدنام ہو گئیں یا حمل رہ گئے یا کسی کے ساتھ بھاگ گئیں

یہ سب ہمارے احساس نہ کرنے کا نتیجہ ہے اور شریعتِ مطہرہ کی ہدایات کے پابند نہ ہونے کا ثمرہ ہے۔ جب لڑکی بالغ ہو گئی۔ اس کو اپنے گھر

بٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں اگر چہیز دینے کو نہیں تو نہ دیجئے۔ چہیز کوئی ضروری نہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ جو دونوں جہاں کی شہزادی ہیں ان کو دونوں

جہان کے بادشاہ نے کیا دیا؟ کیا ہماری لڑکیاں مرتبہ میں حضرت خاتونِ جنت سے بھی بڑھ گئیں؟ پس دیندار بااخلاق لڑکا تلاش کر کے فوراً اس

فریضہ سے سبکدوش ہو جائیے۔ (بیہقی)

عَنْ رُبَيْعِ بْنِ مَعُوذٍ

عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ

حَيْثُ بَنِي عَلِيٍّ فَجَلَسَ عَلَى

فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي

فَجَعَلَتْ جُورِيَّاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ

(۲۱) ربیع

بنت معوذ

بن عفراء

شادی کے موقع پر  
لڑکیوں کے گیت

ایک صحابی عورت ہیں وہ اپنی شادی

کا واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ جب

میں رخصت ہو کر اپنے دولہا کے یہاں



بِالدَّفِّ وَيَنْدُبُنْ مَنْ قُتِلَ  
مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ  
قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ  
يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعْنِي  
هَذِهِ وَقُولُوا بِالَّذِي كُنْتُ  
تَقُولِينَ -

(رواہ البخاری)

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ یعنی ہمارے یہاں ایسے نبی ہیں جو کل ہو نبی الی  
بات کو جانتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اس جملہ کو چھوڑو اور وہی کہو  
جو پہلے کہہ رہی تھی۔ کیوں کہ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔  
البتہ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہ اپنے رسولوں کو بتلا دیتا ہے۔ اس حدیث  
سے دو باتیں معلوم ہوئیں (۱) جو اشعار کہ ان میں جھوٹ نہ ہو ان کا پڑھنا  
جائز ہے (۲) شادی کے موقع پر اگر لڑکیاں اکٹھی ہو کر گائیں بجائیں یہ بھی  
جائز ہے۔ علامہ اکمل الدینؒ نے لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اسی طرح دولہا  
کے گھر دف بجاتا جائز ہے۔ اسی طرح ختنوں میں اور عیدین کے موقع پر  
اور حبابِ جمع ہوں تو ان کے لیے بھی دف بجانا درست ہے۔

(بخاری شریف)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَفَّتْ  
امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

آئی تو مبارک بادی کے لیے حضورؐ  
تا جدار مدینہ تشریف لائے اور میرے  
بستر پر بیٹھ گئے اتنے میں ہماری کنبہ  
کے رشتہ کی جو لڑکیاں اتفاق سے  
وہاں جمع تھیں انھوں نے دف بجانا  
اور گیت گانے شروع کر دیے۔

اچانک ان میں ایک لڑکی کہنے لگی

وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ یعنی ہمارے یہاں ایسے نبی ہیں جو کل ہو نبی الی  
بات کو جانتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اس جملہ کو چھوڑو اور وہی کہو  
جو پہلے کہہ رہی تھی۔ کیوں کہ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔  
البتہ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہ اپنے رسولوں کو بتلا دیتا ہے۔ اس حدیث  
سے دو باتیں معلوم ہوئیں (۱) جو اشعار کہ ان میں جھوٹ نہ ہو ان کا پڑھنا  
جائز ہے (۲) شادی کے موقع پر اگر لڑکیاں اکٹھی ہو کر گائیں بجائیں یہ بھی  
جائز ہے۔ علامہ اکمل الدینؒ نے لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اسی طرح دولہا  
کے گھر دف بجاتا جائز ہے۔ اسی طرح ختنوں میں اور عیدین کے موقع پر  
اور حبابِ جمع ہوں تو ان کے لیے بھی دف بجانا درست ہے۔

(۳۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

کہ ایک انصاری عورت کی رخصتی



(شادی) ہوتی۔ در شادی نہایت  
سادگی تھی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا  
کیا تمھارے ساتھ ڈھول وغیرہ تفریحی  
سامان نہیں ہیں۔ کیوں کہ انھارے  
فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ  
ثَانِ الْأَفْصَادُ يُعْجِبُهُمُ اللَّهُ  
(رواہ البخاری)

موقع پر گلے بجانے کو بستہ کرتے ہیں۔ یہ ہے اسلامی شادی کا نمونہ لیکن  
ہم نے بجائے اسلامی رسومات کے نکاح جیسے مقدس فریضہ میں بھی اپنی  
طرف سے ایسی ایسی رسومات ایجاد کیں جن کی شریعت میں کوئی اصل  
نہیں۔ چنانچہ حضرت آدم بنوریؒ نے اپنی کتاب علم الہدیٰ میں اسی طرح  
لکھا ہے کہ نکاح میں ایسی بہت سی رسومات شامل کر لی ہیں جن کا کرنا  
کفر ہے۔ کچھ ایسی رسومات ہیں جن کا کرنا بدعت ہے۔ پس ایسی رسومات  
جن نکاح میں کی جاتی ہیں وہ نکاح اسلامی نہیں ہوتا اور اس نکاح سے  
جو اولاد ہوتی ہے وہ حرامی ہوتی ہے۔

(۱) یہ کہ کچھ سرسوں۔ اسپندانہ۔ ہلدی۔ لڑہے کی انگوٹھی لے کر ان  
سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر دولہا دولہن کے ہاتھ پر باندھتے ہیں اسکو  
ہندو کنگنا کہتے ہیں۔ یہ صریح کفر ہے۔ اس کا کرنے والا اور اس پر راضی  
ہونے والا کافر ہوتا ہے۔

(۲) یہ کہ منگی پر چھوڑ باندھتے ہیں اور صندل گھس کر اس پر لگاتے ہیں۔  
یہ رسم آتش پرستوں کی ہے

(۳) یہ کہ دولہن کو اور اسی طرح بارات کو غور میں منخلات گالیاں مکتی ہیں۔



(۴) دولہا کے سر پر ماں یا بہن اپنے دوپٹے کا آنچل ڈالتی ہیں اور دولہن کے سر پر مرد کی پگڑی صاف رکھ دیتی ہیں۔ اور یہ دونوں ملعون ہیں۔ کیوں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ خدا کی لعنت ہے اُس مرد پر جو مشابہت کرے عورتوں کی۔ اسی طرح خدا کی لعنت ہے اس عورت پر جو مشابہت کرے مردوں کی۔

(۵) دولہن کا آنکھوٹھا دودھ اور پانی کے ساتھ دھوتے ہیں اور اسکا نیگ نائن کو دیتے ہیں۔ جس کو آنکھوٹھا دھلائی کتے ہیں۔ یہ رسم بھی مجوسیوں کی ہے اور اس میں اندیشہ ہے کفر کا۔

(۶) بعض جگہ فقرہ بندگالیاں دیتی ہیں جس میں مسجد، محراب اور شمع کی حقارت ہوتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔

(۷) مرد کو دولہا بنا کر کاجل اس کی آنکھوں میں ڈالتی ہیں۔ یہ بھی اچھا نہیں۔

(۸) بالغ لڑکیاں اکٹھی ہو کر ناچتی ہیں۔ زور زور سے گاتی ہیں جس کی آواز باہر جاتی ہے اور نامحرم اس کو سنتے ہیں۔ یہ بالاتفاق حرام ہے۔

(۹) کاغذ کے پھول وغیرہ بنا کر مکان کو سجاتی ہیں۔ یہ بھی اسراف میں داخل ہے اور حرام ہے۔

(۱۰) دولہا کے سہرا باندھتے ہیں یہ بھی مشرکین کی رسم اور ناجائز ہے۔

(۱۱) چاندی کا کڑا ہاتھ میں اور چاندی کی منہلی دولہا کے گلے میں



ڈالتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

(۱۲) دولہا کو گھوڑے پر سوار کر کے بازاروں میں اور گلیوں میں پھرانا۔

(۱۳) بارات باجہ گاجہ اور نفیری کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۱۴) یہ کہ آتش بازی جلائی جاتی ہے۔

(۱۵) چاندی یا سونے کے برتن میں دولہا یا دولہن کو شربت یا دودھ

پلانا۔

(۱۶) دولہا کو سونے کی انگوٹھی پہنانا یہ سب رسوم حرام ہیں۔ ان سے

ہر مسلمان مرد و عورت کو بچنا چاہیے۔ اور اپنی شادیوں کو اسلامی شادی

بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (مظاہر حق ص ۳ ج ۳)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنِي بَنِي

فِي شَوَّالٍ فَأَمَّتْ نِسَاءَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ أَحْظَىٰ عِنْدَكَ مِنِّي

(رواہ مسلم)

(۲۳)

حضرت

عائشہ

فرماتی

تاریخ نکاح میں بدشگونی

بے ہودہ فعل ہے

ہیں کہ میری شادی اور میری شخصتی

شوال کے مہینہ (عید کے چاند) ہوئی

اب تم دیکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی بیویوں میں مجھ سے زیادہ کون سی صاحب نصیب تھیں۔ اس سے

معلوم ہوا کہ جو نادان عورتیں اور مرد عید کے چاند نکاح کرنے کو منحوس

خیال کرتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ عید کے چاند نکاح و شادی کرنا مستحب ہے



جیسے اس زمانے کے جاہلوں کا عقیدہ ہے کہ فلاں مہینے میں نکاح نہ کرنا چاہیئے  
 فلاں دن نہ کرنا چاہیئے۔ فلاں تاریخ کو نہ کرنا چاہیئے۔ یہ سب فضول و اہمیات  
 ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ کے جاہلوں کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اس عقیدہ کو  
 توڑنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح و رخصتی انھی تاریخوں میں  
 کرائی۔ اور حضرت عائشہؓ کا بھی اس حدیث کے بیان کرنے سے یہی  
 منشا ہے۔ (مسلم شریف)

### شادی کے موقعوں پر گانا (۲۴) حضرت

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس انصار  
 کی ایک لڑکی رہتی تھی۔ میں نے اسکی  
 شادی کر دی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔  
 اے عائشہؓ! تم گانا نہیں کرنا کہ  
 یہ انصار کو کو پسند کرتی ہے۔

(ابن حبان)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ  
 عِنْدِي جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ  
 زَوَّجْتُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ  
 أَلَا تُغْنِيَنَّ فَإِنَّ هَذَا الْحَيَّ  
 مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّونَ الْغَنَاءَ  
 (رواہ ابن حبان)

اس سے آج کل کی طرح گانا، بجانا، ڈھول، باجا، گاجا بار مونسیم وغیرہ  
 مراد نہیں بلکہ اس سے عمدہ اشعار دف کے ساتھ مراد ہیں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُنْكَحْتُ  
 عَائِشَةَ ذَاتَ تَرَايَكٍ لَهَا مِنَ  
 الْأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ

(۲۵) حضرت ابن عباسؓ فرماتے

ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ایک انصاری  
 لڑکی کی شادی کی جو حضرت عائشہؓ کی



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
أَهْدَيْتُمْ الْفِتَاةَ قَالُوا نَعَمْ  
قَالَ أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغْنِي  
قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُنَّ  
الْأَنْصَارُ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ  
فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ  
أَنَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ  
فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ

(رواہ ابن ماجہ)

یعنی آئے ہم تمہارے پاس۔ اللہ تم کو بھی سلامت رکھے اور ہم کو بھی  
سلامت رکھے۔ اس کا دوسرا شعر یہ ہے :-

وَكَوْلَا الْجَنْظَةُ السَّمَرَاءُ كَمْ كَسَمْنُ عَذَارَاكُمْ  
وَكَوْلَا الْعَجْوَةُ السُّودَاءُ مَا كُنَّا بِوَادِي كُمْ

اگر سرخ گیہوں نہ ہوتے تو تمہاری بیٹیاں موٹی نہ ہوتیں۔ اگر کالی  
کھجوریں نہ ہوتیں ہم تمہارے مکالوں میں نہ رہتے۔ یہ شعر عام طور پر  
انصار کی شادیوں میں پڑھے جاتے تھے۔ (ابن ماجہ)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ  
وَدَخَلْتُ عَلَى قَرْظَةَ بِنِ كَعْبٍ

(۲۶) عامر بن سعدؓ نے فرمایا  
کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود

رشتہ دار بھی تھی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا  
کیا تم نے اس کے ساتھ کسی گلے  
والے کو بھی بھیجا۔ عائشہؓ نے جواب  
دیا نہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ انصاری قوم کی  
گلے کی طرف زیادہ رغبت ہے  
کاش تم دولہن کے ساتھ اس شخص  
کو بھی بھیج دیتیں جو یہ گا کر سناتا۔  
شعر اَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ



وَآيُ مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِي  
 فِي عُرْسٍ وَ اِذَا جَوَارِ بُغْيَيْنِ  
 فَقُلْتُ اَيُّ صَاحِبِي رَسُولِ  
 اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَ اَهْلُ بَدْرٍ يُفْعَلُ هَذَا  
 عِنْدَكُمْ فَقَالَ اجْلِسْ اِنِّي  
 نَسِيتُ فَاَسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ نَسِيتُ  
 فَادْهَبْ فَاِنَّهُ قَدْ رُخِّصَ لَنَا  
 فِي اللّٰهُوَ عِنْدَ الْعُرْسِ  
 (رواه النسائي)

انصاری کی خدمت میں ایک شادی  
 کے موقع پر حاضر ہوا۔ میں نے وہاں پہنچ  
 دیکھا کہ چند لڑکیاں گیت گارہی ہیں  
 اس پر میں نے ان سے کہا: اے حضور  
 کے صحابیو! اے جنگِ بدر میں شریک  
 ہونے والو! تمھاری موجودگی اور  
 یہ گانا بجانا اور پھر تم اس مجلس میں  
 موجود ہو۔ اس پر مجھے یہ جواب ملا کہ  
 ہمارے ساتھ تم بھی سنو یا چلے جاؤ۔  
 کیوں کہ شادی کے موقعوں میں گانے

بجانے کی ہم کو اجازت ہے۔ (نسائی شریف)

نوٹ: یاد رکھو باجہ گاہہ ہمارے مونیم کے ساتھ ہر وقت ہی حرام ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ  
 رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ اَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ  
 وَاجْعَلُوا فِي الْمَسَاجِدِ وَاضِرًا  
 عَلَيْهِ بِاللَّذُّنُوفِ

(۲۷۱) | **نکاح کس جگہ کرنا چاہیے**  
 فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرو  
 تم نکاح کا یعنی شہرت دو۔ اور اس کو  
 مسجد میں کرو اور نکاح کے وقت

(ترمذی و قال حدیث شریف)

دف بجاؤ۔ چنانچہ جمعہ کے دن مسجد  
 میں نکاح کرنا بہتر اور باعثِ ثواب اور بابرکت ہے۔



## بیوی کے حقوق اور بعض دین داروں کی کوتاہی

(۲۸)

فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح  
کی شرط پوری کرنے کا سب سے زیادہ  
خیال رکھو۔ یعنی مہر ادا کرو۔ اس کو

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَابِرٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُؤْتُوا  
بِهِ مَا اسْتَحَلَّكُمْ بِهِ الْفُرُوجُ  
(متفق علیہ)

کھانے پینے کو دو۔ ان کو رہائش کے مکان دو۔ ان سے اچھا برتاؤ کرو خوش  
اخلاقی سے پیش آؤ۔ بعض لوگ ناحق بیوی کو تنگ کرتے ہیں کہ تجھ کو میرے  
ماں باپ کے پاس رہنا پڑے گا۔ ان کے شامل کھانا ہوگا۔ اگر بیوی خوشی  
کے ساتھ منظور کر لے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ درندہ اس معاملہ میں اس پر جبر  
کرنا اور زبردستی اس کی پابندی لگانا جائز نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ  
والدین کی وجہ سے بیوی کے معاملہ میں زیادتی اور اس کے حقوق کو تلف  
کرتے ہیں جتنی کہ بعض دین دار عالم بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ ان کی  
سخت غلطی ہے اسی طرح نفقہ کے معاملہ میں بھی افراط تفریط سے کام لیا  
جاتا ہے۔ پس اگر کسی شخص کی اتنی آمدنی ہے کہ اگر وہ ماں باپ پر خرچ کرے  
تو وہ بیوی کو نہیں دے سکتا اور اگر بیوی کو دے تو ماں باپ کو نہیں بچتا  
ایسی صورت میں بیوی پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ اور ماں باپ کو دینا  
اس پر ضروری نہیں۔ خوب سمجھ لو اس مسئلہ کی جہالت کے باعث سینکڑوں  
گھر برباد ہو گئے ہیں بعض سائیں نہایت ہی بے رحم اور ظالم ہوتی ہیں  
جو بات بات پر بہو سے بگڑ بیٹھتی ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ اپنے بیٹوں



کے کان بھر کر آپس میں کشیدگی پیدا کر دیتی ہیں۔ جس کے باعث یا تو بیچاری بہو سسرال کے ناجائز مظالم برداشت کرتی ہے یا باپ کے گھر چلی جاتی ہے۔ مردوں کی یہ سخت غلطی ہے اور ان کو اللہ کے یہاں اسکی جواب دہی کرتی پڑے گی چنانچہ بہشتی گوہر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہو کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے۔ اور بیوی کا حق ہے کہ شوہر سے اس کے ماں باپ سے علیحدہ اور جدا رہنے کا مطالبہ کرے۔ پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو اپنے ساتھ شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے شامل رکھے بلکہ شوہر یہ واجب ہے کہ اس کو جدا رکھے۔ اگر ماں باپ کہیں کہ تو بلا وجہ شرعی بیوی کو طلاق دے دے تو ماں باپ کی اطاعت واجب نہیں۔ ماں باپ اگر کہیں کہ تو ساری کمائی ہم کو دیا کر۔ اس میں بھی ان کی اطاعت ضروری نہیں۔ اگر ماں باپ اس پر جبر کریں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ مَالُ

أَمْرًا إِلَّا بِطَيْبِ نَفْسٍ قَنَهُ (بہشتی زیور ص ۱۵۶ ج ۱۱)

اور وہ حدیث کہ اگر تیرا باپ تجھے کو حکم دے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو تو طلاق دے دے اور اس قسم کی دوسری احادیث



جوہاں باپ کے حقوق میں آئی ہیں ان کے مفصل جوابات بہشتی زیور حصہ  
 ۱۱ ص ۱۵۶ میں حضرت اٹھانوہی نے مفصل لکھ دیے ہیں۔ کیوں کہ یہ مجموعہ نہایت  
 ہی مختصر ہے۔ اس لیے اس میں اتنے پر ہی اکتفا کیا گیا۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنی  
 ہو تو بہشتی زیور میں دیکھیے۔ یہ حدیث بخاری شریف و مسلم میں بیسان کی  
 گئی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ  
 عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكَحَ  
 أَوْ يَتْرُكَ

(بخاری و مسلم)

۴۹۹ فرمایا  
 حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہ رشتہ بھیجو تم کسی رشتہ پر  
 یہاں تک کہ وہ رشتہ یا تو چھوٹ جائے  
 یا نکاح ہو جائے۔ یعنی اگر کسی شخص کا  
 رشتہ کسی لڑکی سے ہو رہا ہو اور لڑکی

والے اس رشتہ پر رضا مند ہوں تو اس صورت میں دوسرے کو رشتہ  
 بھیجنا جائز نہیں۔ کیوں کہ دوسرے رشتہ میں اس امر کا احتمال ہے کہ شاید  
 پہلا رشتہ چھوٹ جائے جس کے باعث مسلمانوں کو اذیت پہنچے گی۔ اس  
 لڑکے کو الگ اور اس رشتہ میں کو ششمن کرنے والوں کو الگ رنج ہوگا  
 اور ایذا مسلم حرام ہے۔ اس لیے کسی رشتہ پر اپنا رشتہ بھیج دینا حرام ہوا۔  
 البتہ اگر پہلے رشتہ کا کوئی فیصلہ ہو جائے یا تو نکاح کی صورت میں یا جواب  
 دینے کی صورت میں تو اس شکل میں دوسرا پیغام ڈالا جاسکتا ہے کیونکہ  
 اس وقت میں ایذا ران کی جانب سے نہیں ہوگی اور اگر دوسرا رشتہ



پہلے رشتہ کے فیصلہ کے بغیر بھیج دیا اور دوسرا رشتہ منظور کر کے اس سے نکاح ہو گیا تو نکاح درست ہو جائے گا۔ لیکن دوسرا رشتہ بھیجنے والے اس میں ستکارش کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔ (بخاری و مسلم شریف)

عزل (۳۰) حضرت جابرؓ فرماتے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا  
آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ لِي  
جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَأَنَا  
أَطْوَنُ عَلَيْهَا وَأَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ  
فَقَالَ رَاعِزِلْ عَنْهَا إِنَّ تَشْتِ  
فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قَدَّرَ لَهَا  
فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثَمًّا أَنَا فَقَالَ  
إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبَلَتْ فَقَالَ  
قَدْ أَخْبَرْتُكَ إِنَّهُ سَيَأْتِيهَا  
مَا قَدَّرَ لَهَا (رواه مسلم)

ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے پاس ایک باندی ہے میں اس سے صحبت کر لیتا ہوں۔ لیکن اس کے حاملہ ہو جانے کو مناسب نہیں سمجھتا۔ کیوں کہ وہ مجھے گھر کا تمام کام دھند کرتی رہتی ہے اگر وہ حاملہ ہو جائے تو کون گھر سنبھالے گا گویا کہ یہ صحابی عزل

کی اجازت چاہتے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر تمہارا منشا یہی ہے تو تم کو اختیار ہے لیکن ہو گا وہی جو اللہ نے پہلے سے لکھ دیا اس کے لکھے ہوئے کو کوئی تدبیر ٹال نہیں سکتی۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد وہی شخص دوبارہ واپس آیا۔ اور حاضر ہو کر کہنے لگا حضور باندی تو حاملہ ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ ہوتا وہی ہے جو اللہ نے



لکھ دیا ہے۔ (مسلم شریف)

(۳۱) حضرت ابو سعید خدریؓ

فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ بنی المصطلق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

جہاد کرنے کے لیے گئے ہوئے تھے

اس موقع پر ہم نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے عزل کے متعلق

دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کیا ہم ایسی تدبیریں

کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے حمل نہ

ٹھہر سکے۔ مثلاً انزال سے پہلے اپنے

عضو تناسل کو عورت کے اندام نہانی

سے نکال لیں یا کوئی مانع حمل دوا

کھالیں جس سے حمل نہ ٹھہرے یا

فریج لیدر استعمال کر لیں۔ اس پر

آپ نے فرمایا تمہارا عزل نہ کرتے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ قیامت

تک جس روح کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ روح پیدا ہو کر

رہے گی چاہے تم پر تھکنٹر ول کرو یا نہ کرو۔ جس کو اللہ پیدا کرنے کا

فیصلہ کر چکا ہے تم لاکھ تدبیریں کرو وہ روح ضرور پیدا ہوگی یعنی تم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخَدْرِيِّ

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصْبْنَا

سَبِيًّا مِّنْ سَبْيِ الْعَرَبِ

فَأَسْتَهْيَيْنَا النِّسَاءَ وَاسْتَدَّتْ

عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَآخَيْنَا الْعِزْلَ

فَارَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا

نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا

قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْتَنَا

عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ

لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ لَسْمَةٍ كَأَنَّكَ

إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ الْوَاهِي

كَأَنَّكَ۔ (بخاری شریف)



یہ خیال کرتے ہو کہ منی کا قطرہ اندر نکلنے سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے اور اس قطرے کے اندر گرتے سے روکنے پر بچہ پیدا نہ ہوگا یہ غلط ہے اور ہر منی کے قطرے سے بچہ نہیں ہوتا کیوں کہ اکثر اوقات منی گرتی ہے لیکن بچے اس سے پیدا نہیں ہوتے۔ اور بعض اوقات بچے پیدا نہ ہونے کی سبب کڑوں تدابیر کر لی جاتی ہیں لیکن پھر بھی بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس بچوں کی پیدائش اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے۔ نہ کہ منی کے قطروں پر۔ اسی طرح نہ ہونا بھی موقوف ہے اس کے ارادہ پر نہ کہ عزل پر لیکن مادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ بچہ نطفہ سے پیدا ہوتا ہے پس یہ ہو سکتا ہے کہ عزل کی صورت میں بے اختیار کوئی قطرہ منی رحم میں جا پڑے اور بچہ بن جائے اور اگر تقدیر الہی میں پیدا ہونا ہی ہے تو وہ بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (مسلم شریف)

(۴۴) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے بچہ پر خوف کرتا ہوں یعنی وہ بچہ کو دودھ پلاتی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ  
اَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ إِنِّي أَعْزِلُ عَنْ امْرَأَتِي  
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ تَفْعَلُ  
ذَلِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَشْفَقُ  
عَلَى وَلَدِهَا فَقَالَ رَسُولُ



اس سے عزل نہ کروں تو اس کو حمل  
ٹھیر جائے گا اور دودھ کم اور فاسد  
و خراب ہو جائے گا۔ اس پر حضورؐ  
نے فرمایا کہ اگر دودھ پلانے کے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو کان ذلک ضاراً أضراً  
فارس و الروم۔  
(رواہ مسلم)

زمانے میں صحبت کرنا بچہ کے لیے مضر ہوتی تو اہل فارس اور اہل روم  
کو ضرور نقصان پہنچاتی کیوں کہ وہ لوگ اس زمانہ میں صحبت کر نیکے  
عادی ہیں۔ اور جب ان کو نقصان نہیں پہنچتا تو عزل کرنا اس خیال  
سے کہ عورت حاملہ ہو جائے گی فضول ہے۔ اب بھی بہت سے لوگ  
ایسا خیال کرتے ہیں اور عورت کے پاس نہیں جاتے۔ حالانکہ اس  
زمانہ میں عورت کو بہت زیادہ شہوت ہوتی ہے۔ لیکن وہ شرم کے  
باعث کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اس لیے اس کی خواہشات و جذبات کو پامال  
نہ کرنا چاہیے۔ (مسلم شریف)

(۳۳) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے

ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے عزل کی  
بابت دریافت کیا گیا کہ یہ کیا جائے  
یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہر منی کے قطرہ  
سے بچہ کی پیدائش ضروری نہیں  
اور جب اللہ کسی کے پیدا کرنے کا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ لَخُذْ رِيءُ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ  
الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ  
يَكُونُ الْوَلَدُ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ  
خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَنْعَهُ شَيْءٌ۔  
(رواہ مسلم)



ارادہ فرمالتا ہے تو کوئی تدبیر اس کے ارادے سے اس کو روک نہیں سکتی۔  
(مسلم شریف)

(۳۴) حضرت جدامنہ فرماتی ہیں  
کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوئی۔ آپ بہت سے  
اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے  
اور یہ فرما رہے تھے کہ میں نے چاہا  
تھا کہ میں غیلہ کی ممانعت کر دوں  
لیکن پھر میں نے روم اور اہل فارس  
کو دیکھا کہ وہ لوگ غیلہ کرنے کے  
عادی ہیں اور ان کے بچوں کو کوئی  
نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کے بعد صحابہ  
کرامؓ نے عزل کی بابت دریافت  
کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ عزل کرنا دراصل پوشیدہ

عَنْ جَدَّ امَّةٍ بَنَتْ وَهَبٍ  
قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ لَعَنَ  
هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغِيلَةِ  
فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ  
فَإِنَّهُمْ يُغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ  
فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ ذَلِكَ  
شَيْئًا ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ  
الْوَادُ الْخَفِيُّ وَهُوَ  
إِذَا الْمَوُودَةُ سُئِلَتْ (رواه مسلم)

طور پر زندہ درگور کرتا ہے اور یہ خصلت  
مصدق ہے۔ یعنی جس بچہ کو زندہ درگور کر دیا گیا اللہ تعالیٰ اس سے  
دریافت فرمائیں گے تو کس گناہ کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔ حدیث سے  
معلوم ہوا کہ عزل کرنے والے حقیقتاً اس رسم کو جاری کر رہے



ہیں جو زمانہ جاہلیت کے عرب میں جاری تھی اور پھر ہم تو اس معاملہ میں عرب کی اس جاہلانہ رسم سے جس کی قرآن اور حدیث میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور بھی زیادہ بڑھ گئے۔ کیوں کہ وہ تو صرف لڑکیوں کو زندہ درگودہ کرتے تھے اور لڑکوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن عزل کے حامی اور حامل نہ لڑکوں کی پرواہ کرتے ہیں نہ لڑکیوں کی جو شرعاً حرام ہے۔ اس بنا پر عزل کے حامی، اس کے حامل، اس کی دوائیں دینے والے ڈاکٹر و حکیم، اس کی دوائیں تیار کرنے والے دوا ساز اس کے متعلق کتابیں لکھنے والے حضرات سب گنہگار ہیں۔

(مسلم شریف)

نوٹ: غیلہ کے معنی ہیں کہ دودھ پلانے کے زمانہ میں اپنی بیوی سے جماع کرنا۔ جاہل عرب اس سے احتیاط کرتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا اس میں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوْحِيَ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۳۵) حضرت  
ابن عباسؓ

خلاف وضع فطری  
صحبت کرنا



وَسَلَّمَ نِسَاءُكُمْ حَزَّتْ لَكُمْ  
فَأَتَوْحَدُّكُمْ أَلَايَةً أَقْبَلُ  
وَأَذْبُرُ وَاتَّقِ الدُّبُرَ  
وَالْحَيْضَةَ

(رواہ الترمذی)

فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس آؤ تم اپنی کھیتوں

میں اگلی جانب میں اگلی طرف سے اور

پچھلی جانب سے اگلے حصّہ میں۔ اور بچو تم پاخانہ کی جگہ میں صحبت کرنے سے جس طرح حالت حیض میں پیشاب کی جگہ سے بچنا ضروری ہے۔ یعنی جس طرح سے حالت حیض میں پیشاب کی جگہ صحبت کرنی حرام ہے اسی طرح ہر زمانہ میں پچھلے حصّہ میں صحبت کرنا حرام ہے۔ (ترمذی شریف - دارمی شریف) آج کل بہت سے شہوت پرست مسلمان اس فعل میں مبتلا ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے۔

عَنْ حُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَنْحِي مِنَ  
الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي  
أَذْيَارِهِنَّ۔ (رواہ احمد)

(۳۶) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق ظاہر کرنے سے اللہ تعالیٰ کو شرم نہیں آتی۔ نہ بد فعلی کرو تم اپنی عورتوں سے یعنی ان کے پچھلے حصّہ میں صحبت نہ کرو۔ (مسند احمد)

حیا اس تغیر و تبدیلی کو کہتے ہیں جو انسان کو لاحق ہو عیب لگے اور برائی کہے جانے کے خوف سے اور تبدیلی اللہ تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس اللہ کے بارے میں حیا کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے مراد ترک



اور چھوڑنا ہوتا ہے۔ جو حیا کا مقصود ہے۔ تو اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا حق کہنے کو اور اس کے اظہار کو۔ اور اس جملہ سے شرع فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ فعل بہت برا اور حرام ہے۔ اور یہ کلام اس قسم کا ہے اس کا ذکر کرنا اور زبان پر لانا بھی ٹھیک نہیں۔ اگرچہ روکنے کی وجہ سے ہی ہو۔ لیکن بغیر حکم شرعی کے ظاہر کرنے کے چارہ بھی نہیں اور وہ یہ ہے کہ تم اپنی عورتوں سے پچھلے حصہ میں صحبت نہ کرو کیوں کہ یہ حرام ہے اور جب اپنی بیوی سے حرام ہے تو لڑکوں سے انعام اور بھی زیادہ حرام ہوا۔ جیسے پیل کھانا، گدھ کھانا حرام ہے اور خنزیر کھانا بھی حرام ہے لیکن پیلے کی نسبت خنزیر اور سور کھانا زیادہ حرام ہے۔

(۳۷) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون ہے وہ شخص جو بد فعل کرے اپنی بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں ملعون کے معنی دنیا و دین میں خدا کی رحمت سے دور اور خدا کی پھٹکار تو کے قریب ہے۔ آج کل کے وہ نوجوان (رواہ احمد و ابوداؤد)

جو اس منحوس فعل میں ہمیشہ یا گاہ بگاہ مبتلا رہتے ہیں۔ ان پر آخرت میں لعنت ہوگی اور دنیا میں بھی ملعون و مردود ہیں۔ نیز طبی نقطہ نظر سے بھی یہ فعل نہایت ہی مضر ہے عضو تناسل کی طاقت کچھ ہی روز میں گھٹنی شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ابتداءً سستی کا مرض



لاحق ہرگز کر آخر کو نامرد بنا دیتا ہے۔ پھر میاں صاحب تو نامرد ہو گئے اور  
غریب عورت اپنی خواہشات کیسے پوری کرے۔ بس پھر یہی ہوتا ہے  
کہ غیر مردوں سے ان کی آنکھیں ملتی ہیں اور مطلب پورا ہوتا ہے۔ اَللّٰہُ  
مَآئِنَا اللّٰہُ ایک فی صدی شاید بچ سکے۔ جب اس کا پیٹ نہ کھیرا پھر وہ  
کیا کرے اے اللہ تو ہماری بھی حفاظت فرما۔ آمین۔ اور ہماری غوزیل  
کی بھی حفاظت فرما۔ آمین۔ (مسند احمد۔ ابو داؤد شریف)

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الَّذِي  
يَأْتِي امْرَأَتَكَ فِي دُبُرِهَا  
لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ  
(رواہ فی شرح السنۃ)

(۳۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی بیوی سے  
پچھلے مقام میں بد فعلی کرتا ہے اللہ  
تعالیٰ اپنی نظر عنایت کو اس سے  
پھیر لیتا ہے یعنی اللہ کی خاص رحمتیں  
اور مہربانی ختم ہو جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى  
رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً  
فِي الدُّبُرِ۔

(۳۹) دوسری روایت میں  
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نظر  
کرتے اس شخص پر جو کسی لڑکے یا  
عورت کی پاخانہ کی جگہ صحبت اور  
بد فعلی کرے۔ یعنی خدا کی رحمتوں  
سے وہ دور ہوتا ہے۔

(رواہ الترمذی)



میرے ذہن میں اس کی تعبیر اس طرح کرنی چاہیے کہ ایک شخص نے کسی تقریب کے موقع پر اپنی تمام برادری کو دعوت دی تاکہ ان کو کھانا کھلائے اور شیرینی تقسیم کرے۔ اب اس موقع پر تمام برادری جمع ہو جاتی ہے اور برادری میں سب طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے جو اس کے نزدیک قابلِ عزت و احترام، کچھ دوست، کچھ دشمن۔ اس کا جو برتاؤ دوستوں اور باعزت لوگوں سے ہوگا یقیناً اپنے دشمن کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں ہوگا۔ بالخصوص جب کہ دشمنی انتہائی شکل اختیار کر گئی ہو تو ایسی صورت میں اس کے ساتھ یقیناً وہ ایسا معاملہ کرے جو اس کی ذلت کا باعث ہو۔ مثلاً اس کو سلام علیک نہ کرے۔ اس کی بات نہ پوچھے۔ اس کی طرف رخ نہ کرے۔ جب کھانے اور تقسیم کا وقت آئے تو اس کو نہ بلائے تو اس کو کس قدر ذلت اور رسوائی ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں سب اولین و آخرین قیامت کے دن جمع ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو باعزت طریقہ پر دیکھے گا۔ ان سے ملاقات کرے گا۔ ان کو عزت کی جگہ بٹھائے گا۔ ان کی خاطر مدارات فرمائے گا اور اپنی عنایات سے جنت میں داخل کرے گا۔ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ جنت کے دسترخوان پر جنت کے پھل چن کے کھلائے گا۔ اور جو لوگ اگلام کرنے کے عادی و خوگر ہوں گے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نہ دیکھے گا نہ ان پر اس کی رحمت ہوگی نہ عرش کے سایہ میں ان کو جگہ ملے گی اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ کیوں کہ یہ جماعت قانون شکن جماعت



ہے۔ پس خدا کی دشمن ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اس فعل بد کی وجہ سے برباد و تباہ کر دی گئی۔ ان کے شہروں کو اگٹ دیا گیا۔ ان پر پتھروں کی بارش کی گئی اور ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ وَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَامْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً وَسِيلًا اس فعل بد سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نوبہ کرنی چاہیے۔ ایسا شخص دنیا میں کبھی نہ کبھی ضرور ذلیل ہو جاتا ہے اور اس کا یہ فعل مشہور ہو جاتا ہے۔ اور غورتوں کو چاہیے کہ ان کے مرد اگر اس قسم کی فرمائش کریں تو ان کو روک دیں اور ہرگز نہ ہرگز ان کے مقابلہ میں اپنے مرد کی اطاعت نہ کریں۔ کیوں کہ یہ فعل حرام ہے اور اس کا کرنے والا اور کرنے والی دونوں گنہگار ہیں۔ اور آئندہ کے لیے دونوں کا نقصان ہے۔ کیوں کہ اس فعل کا کرنے والا کچھ ہی روز میں نامرد ہو جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ  
عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لَازِوًا  
ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أَوْ قِيَّةً وَنَشِ  
قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشِ قُلْتُ  
لَا قَالَتْ نِصْفُ أَوْ قِيَّةٍ فَتِلْكَ  
خَمْسُ مِائَةٍ دِرْهَمٍ  
(رواہ مسلم)

(۴۰) حضرت  
تاجدارِ مدینہ کا مهر  
فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت  
عائشہؓ سے دریافت کیا کہ  
تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
کتنا مهر تھا آپ نے فرمایا پانچ سو درہم یعنی  
ہمارے موجودہ زمانہ کے ایک سو اکتیس  
روپے چار آنہ (۱۳۱ روپے ۴ آنہ) موتے ہیں۔  
(مسلم شریف)



حضور تاجدارِ مدینہ دونوں جہاں کے بادشاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کے برابر تو کیا ان کے قدموں کی خاک کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے اپنے آپ جتنے نکاح کئے ان سب میں ہر پانچ سو درہم مقرر ہوا جس کے انگریزی سکے کے حساب سے کل ایک سو اکتیس روپے چار آنے (مالہ ۱۳۱) ہوتے ہیں۔ اور آپ کی تمام صاحبزادیوں کا ہر علاوہ حضرت خاتونِ جنت کے بھی یہی ۱۳۱ روپے چار آنے کا تھا۔ نقشہ ذیل سے آپ کے اہل بیت کا ہر معلوم کیجیے۔

فہرست ہر اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی صاحبزادیوں کا ہر	ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ	ہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
درہم	دینارِ طلانی	مقالِ نقرہ
روپیہ انگریزی	مالہ ۱۳۱	روپیہ انگریزی

ہر کی مقدار

(۴۱) فرمایا عمر بن

الخطاب رضی اللہ

عنہ نے خبردار رہو عورتوں کا ہر زیادہ

نہ باندھو کیوں کہ اگر زیادتی ہر دنیاوی

عزت کا سبب اور اللہ کے نزدیک اتقا

کا باعث ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے لئے ہر اعتبار سے زیادہ موزوں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

أَلَا تَتَنَافَلُونَ أَصْدُقَةَ النِّسَاءِ

فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرَمَةً فِي

الدُّنْيَا وَتَقَرَّرِي عِنْدَ اللَّهِ

لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

عَلِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



تھے۔ مجھے جہاں تک معلوم ہے یہی ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوج  
مطہرات و ساجرا دیوں کا ہر بارہ  
اوقیہ سے زیادہ نہیں کیا۔ حدیث  
عائشہؓ ملا کر کل تعداد انچہ پڑی ہے یہ  
سے ایک سو اکتیس روپے چار آنے  
بنتی ہے۔

(۴۲) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جس شخص نے اپنی عورت کے مہر  
میں دونوں ہاتھ بھر کر ایک در  
ہٹ ستویا بھجور دے دی پس اس  
نے حلال کر لیا اپنی عورت کو اور  
بغیر اس کے اس کی بیوی حلال

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ  
نِسَائِهِ وَلَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ  
بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرِ مِنْ اثْنَتَيْ  
عَشْرَةَ أَوْقِيَّةً

(رواہ احمد و الترمذی)

ابوداؤد و النسائی

(ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَنْ أَعْطَى فِي صَدَاقِ  
امْرَأَتِهِ مِائَةً كَفَيْهِ سَرِيقًا  
أَوْ ثَمَرًا فَقَدْ اسْتَحَلَّ

(رواہ ابوداؤد)

نہیں مادیہ وہ مہر ہے جس کو معجل کہتے ہیں بندہ کے ناقص خیال میں  
ہمارے یہاں جو منہ دکھائی دولہا دیتا ہے وہ مہر معجل ہی ہوگا لیکن  
اب اس کا خیال بالکل نہیں کرتے۔ اس لیے ہر دولہا جو منہ دکھائی اپنی  
دولہن کو دے وہ مہر کی نیت کر لیا کرے۔ نیز پھر اس قدر زیادہ مہر  
باندھنے کی آخر غرض کیا ہے۔ کیا آپ کی لڑکیاں حضور سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے بھی زیادہ ہو گئیں کہ آپ کسی جگہ پانچ



ہزار کہیں دو ہزار کہیں ہزار کہیں پانچ سو۔ یہ سب رسومات جاہلیہ ہیں اور مہر کی تعداد مرد کی حیثیت کے موافق بخیرینہ کی جائے۔ اور اپنی برادری کا مہر اس طرح پر طے کر لیا جائے کہ حسب حیثیت ہو۔ ایک کالی بد شکل امیر کی کا مہر بھی پانچ ہزار اور خوبصورت، حسین سلیقہ مند کا بھی ہی ہو۔ یہ فلسفہ ہمارے خیال سے بالاتر ہے۔ جہاں تک ہونے کے ہر ہلکے پھلکے باندھنے کی کوشش کریں۔ سب سے زیادہ مٹنے کی، قربان ہونے اور پاپند ہونے کی چیز تو وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو نہ کہ برادری کی رسومات۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ حضور کا اتباع کرے۔ ہر فاطمی باندھے پھر دیکھے کہ اس نکاح میں کتنی برکت ہوتی ہے میاں بیوی کی کیسے گزرتی ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں کو وہ کام تو کرنے ہی نہیں جو حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہترین زمانہ میں کئے ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔

**نوٹ :** ایک سو اکتیس روپے سے زیادہ مہر باندھنا جائز تو ہے لیکن افضل راوی وہی ہے جو عام طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات و صاحبزادیوں کا مہر باندھا ہے۔ ہم کو بھی اپنی برادری کی تمام رسومات چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہیے۔

(ابوداؤد)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى

صحابہ کرام کی سادگی | (۴۳)  
اور ان کا مہر | حضرت



انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوفؓ کے کپڑوں پر زعفران کا رنگ لگا ہوا دیکھا۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ کیا؟ حضرت عبدالرحمنؓ نے جواب دیا کہ حضور میں نے شادی کی ہے اور اس کا مہر لوپنے سولہ ماشے سونا قرار پایا ہے۔ عنہ ر فی تولہ کے حساب سے ۲۸ یا ۲۹ روپے حد سے حد تیس روپے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برکت فرمادے۔ تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ ہی ہو اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) عبدالرحمن بن عوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص صحابیوں میں سے تھے اور صحابہ کے جو تعلقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ ماں باپ عزیز واقارب دوست احباب سے بدرجہا بہتر اور برتر تھے۔ باوجود ایسے شیر و شکر ہونے کے شادی کرنے میں کوئی اہتمام نہیں۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کو بھی اگلے روز دریافت کرنے پر معلوم ہوا سبحان اللہ اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا۔ (۲) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بہت زیادہ رئیس تھے۔ حتیٰ کہ ان کے تجارتی منافع میں ان کے مکان کے گوشے اس طرح بھر لوپ ہو جاتے تھے۔ جس طرح ایک بڑے زمیندار کا گھر فصل کے موسم میں اجناس سے بھر جایا کرتا ہے۔ باوجود اس قدر

عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ  
أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هَذَا  
قَالَ رَأَيْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً  
عَلَى ذَرْنِ نَوَاطٍ مِّنْ ذَهَبٍ  
قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَيْمُ  
وَكُوَيْشَاةٍ - (متفق علیہ)



ریاست کے نکاح میں استدر سادگی کہ مدینہ میں نکاح ہو اور حضور تک کو خیر نہ ہو۔ پھر ہر اس قدر قلیل کہ کل مہر کی مقدار پرتے سولہ ماشہ سونا ہو۔ (۳) یہ صحابی باوجود اتنی رفاقت کے کہ تمام جنگوں میں حضورؐ کیساتھ ان کی شرکت رہی حتیٰ کہ احد میں ان کے بیس زخم آئے اور پھر بھی ثابت قدم رہے اور حضورؐ کے ساتھ لڑائی میں جمے رہے لیکن شادی کی اطلاع نہ دینے پر بھی آپ کو گراتی نہ ہوئی۔ بلکہ شادی کا حال معلوم کر کے آپ نے اظہارِ مسرت فرمایا اور یارک اللہ لک سے دعادی اور پھر اس پر حضورؐ نے کوئی تکبر نہیں فرمائی۔ (۴) ولیمہ میں سادگی کہ زیادہ سے زیادہ ایک بکری کافی ہے۔ ہمارے یہاں ولیمہ کے لیے تمام برادری آئے۔ ورنہ کنبہ تو ضرور ہی ہوتا چاہیے۔ خواہ قرض لے کر ہی ہو۔ حالانکہ پہلے زمانے کا بڑے سے بڑا ولیمہ ایک بکری ذبح کر کے کھلا دینے کا نام تھا۔

(بخاری و مسلم)

(۴۴) حضرت انسؓ فرماتے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا

شاندار ولیمہ حضرت زینبؓ کے نکاح

میں کیا اتنا اپنی کسی شادی میں بھی

نہیں کیا حضرت زینبؓ کے نکاح

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهِ

مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ

بِشَاةٍ - (بخاری و مسلم)

میں ایک بکری کے ساتھ ولیمہ کیا۔ لیجئے یہ ولیمہ سردار و دوہماں کا سب سے

بڑا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولیمہ میں بکری ذبح کر دینا



بڑا ولیمہ ہے۔ سردارِ دوجہاں کا دوسرا ولیمہ ذیل کی حدیث سے معلوم کیجئے۔

(بخاری و مسلم)

عَنْ النَّبِيِّ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنِي عَلَيْهِ بِصَفِيَّةٍ فَلَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِالْأَنْطَاجِ فَلَبِطَتْ فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْأَقِطُ وَالسَّمْنُ

(رواہ بخاری)

دستر خوان بچھایا گیا۔ دسترخوان پر کچھ کھجوریں۔ کچھ پنیر کے ٹکڑے اور گھی بچن دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کے لئے خاص تکلفات کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو کچھی سہولت سے مہیا ہو جائے۔ ولیمہ کر دے۔ (بخاری شریف)

افسوس حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا راس کس طرح ہم نے چھوڑا۔ کوئی بھی تو اللہ کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا کہ حضور کی سنت

(۴۵) یہ ہی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ اور خیبر کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات قیام فرمایا اور وہاں پر حضرت صفیہؓ سے شادی ہوئی پھر میں نے مسلمانوں کو ان کے ولیمہ کی دعوت دی۔ دونوں جہاں کے بادشاہ نے اپنے اس ولیمہ میں نہ روٹی کا انتظام فرمایا اور نہ گوشت کھاتے کو دیا بلکہ آپ نے چمڑے کے دسترخوان بچھانے کا حکم فرمایا۔ حسبِ ارشاد سرکارِ والا کے

دستر خوان بچھایا گیا۔ دسترخوان پر کچھ کھجوریں۔ کچھ پنیر کے ٹکڑے اور گھی بچن دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کے لئے خاص تکلفات کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو کچھی سہولت سے مہیا ہو جائے۔ ولیمہ کر دے۔ (بخاری شریف)

افسوس حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا راس کس طرح ہم نے چھوڑا۔ کوئی بھی تو اللہ کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا کہ حضور کی سنت



کے موافق شادی کرے۔

(۴۶) حضرت صفیہ بنت شیبہؓ

فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ صرف دوسیر

بجہ کے ساتھ کر دیا۔ دیکھا آپ نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی۔

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ

أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ

بِمُدَّيْنٍ مِنْ شَعِيرٍ

(رواہ البخاری)

مسلمانو! اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر معاملہ میں خیال رکھو

کہ کتنی پاکیزہ زندگی تھی اور تکلفات سے کس قدر دور تھی کیا آپ کی اب بھی

آنکھ نہیں کھلے گی۔ اب نکاح غریب کے لیے وبالِ جان بن گیا۔ اور

بہت سے نکاح ان ہی تکلفات کے باعث ہوتے ہی نہیں۔ دیکھیے آپ

حضورؐ کی امت کو اپنی جاہلانہ رسومات کے باعث کتنا کم کر رہے ہیں۔

اسلام تکلفات سے پاک، پیغمبر اسلام کی زندگی سادی صحابہ کرام کی زندگی

رسومات سے مبرا۔ تو آپ کس طرف جا رہے ہیں۔

نرسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میری تبرکستان است

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ

قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ

الْاَنْصَارِ يُكْنَى اَبَا شُعَيْبٍ

كَانَ لَهُ غُلَامٌ لِحَافٍ

فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا

بِلا اجازت دعوت میں جانا

(۴۷) حضرت ابو مسعود انصاریؓ

فرماتے ہیں۔ ابو شعیب انصاری کا

ایک غلام تھا جو طبّاخی کا کام کرتا تھا۔



اس سے انھوں نے فرمایا کہ میرے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا پکا دو۔ میرا خیال ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اس طباخ نے کچھ مختصر سا کھانا تیار کر لیا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی چار آدمیوں کے ساتھ دعوت کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمائی اور ابو شعیبہ کے ساتھ ہو لئے اس وقت ایک اور آدمی آپ کے ساتھ ہو گیا۔

يَكْفِيْ خَمْسَةً لِّعَلِيٍّ اَدْعُو  
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ  
فَصَنَعَ لَهُ طَعِيْمًا ثُمَّ اَتَاهُ  
فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا شُعَيْبٍ  
اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ  
سِئْتِ اَذِنْتَ لَهُ وَاِنْ  
سِئْتِ تَوَكَّلْتَ فَقَالَ  
لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهُ

(بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شعیبہؓ کے گھر پہنچ کر ان سے فرمایا اے ابو شعیبہؓ ہمارے ساتھ ایک آدمی اور ہے اگر تم اجازت دو تو وہ مکان کے اندر آ جائے ورنہ اس کو دروازہ پر چھوڑ دو۔ ابو شعیبہؓ بولے کہ حضور میری طرف سے ان کو بخوشی اجازت ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں (۱) کسی شخص کے یہاں دعوت میں جانا بغیر اس کی اجازت کے جائز نہیں (۲) مکان کو جائز نہیں کہ بغیر اہل خانہ کی اجازت کے اپنے ہمراہ کسی کو دعوت میں لائے



اسی طرح اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان کو کوئی گہرائی نہ ہوگی تب کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) اگر مخصوص جماعت کی دعوت کرے اور ان کے ساتھ کوئی آدمی چلا آئے تو مہمانوں کو چاہیے کہ اس کے لئے صاحب خانہ سے اجازت لیں۔ (۴) مستحب ہے اہل خانہ کو کہ اس کو نہ روکے۔ البتہ اگر کسی قسم کا حرج ہو تو نرمی کے ساتھ واپس کر دے۔ اور شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جس شخص کی دعوت نہ ہو اس کو وہاں پہنچ کر از خود کھانا حلال نہیں۔

### بغیر بلائے دعوت میں جانا

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جس شخص کی دعوت کی گئی اور اس نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو شخص بغیر بلائے دعوت کھانے آئے تو وہ چور ہو اکیوں کہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغْتَابًا

(رواہ ابو داؤد)

بغیر صاحب خانہ کی اجازت کے آنا ایسا ہے جیسے چھپ کر چور آتا ہے بس یہ گنہ گار ہوا چور کی طرح اور نکلا اس کے گھر سے ڈکیتی ڈال کر کیونکہ جب یہ اندر گھس گیا تو صاحب خانہ طوعاً و کرہاً اپنی بد اخلاقی کا دھبہ دھونے کے باعث اس کو کچھ نہ کہے گا لیکن حدیث میں وارد ہے کہ کسی



کا مال بغیر اس کی خوشی و رضا مندی لینا جائز نہیں۔ گویا کہ جس طرح ڈاکو جبراً مال لوٹ لے جاتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی اس کا کھانا جبراً کھا گئے الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اچھی عادتوں کی تعلیم دی اور بری عادتوں سے روکا دعوت کا بلا عذر قبول نہ کرنا دلالت کرتا ہے تکبر اور رعونت اور محبت کے نہ ہونے پر اور کسی کے یہاں بغیر بلائے چلے جانا دلالت کرتا ہے حرص اور طمع پر اور حصول ذلت پر۔ اس بنا پر روکا گیا۔ اس زمانہ میں یاہ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہیں طفیلی ہو کر اور کسی جگہ چھپ کر خوب مزے لے کر کھا لیتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ  
إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا  
مُتَفَقٍّ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ  
مُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ  
أَوْ نَحْوَهَا -

(۴۹) حضرت  
عبداللہ بن عمرؓ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم ولیمہ  
کی دعوت میں بلائے جاؤ۔ پس  
چاہیے کہ اس میں شرکت کرو۔  
(بخاری)

مسلم شریف کی روایت میں اس طرح آیا ہے۔ پس چاہیے کہ ضرور قبول کرو خواہ وہ شادی کی ہو یا اور کوئی دعوت ہو۔ مثلاً عقیقہ ختنہ وغیرہ ولیمہ میں شرکت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض علماء اس دعوت کے قبول کرنے کو واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے



ہیں۔ اور یہ واجب و مستحب شرکت کرنا ہے۔ کھانا ضروری نہیں اور ولیمہ کے علاوہ باقی دعوتیں قبول کرنا مستحب ہیں۔ اگر قبول کرے گا ثواب ہوگا ورنہ کوئی گناہ نہیں اور دعوت کا وجوب یا استحباب کئی وجوہ سے ساقط ہو جاتا ہے (۱) جب کہ کھانا شبہ کا ہو یعنی اس کے حلال ہونے کا یقین نہ ہو۔ (۲) اس دعوت میں مال داروں کی خصوصیت ہو۔ (۳) دعوت میں ایسا شخص شریک ہو کہ اس کے باعث دعوت قبول کرنے والے کو جسمانی یا روحانی اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (۴) جب دعوت میں ایسے لوگ شریک ہوں جن میں اس کا بیٹھنا غیر مناسب ہو۔ (۵) جب کہ اس کی دعوت کرنے والے کا مقصد یہ ہو کہ میں جب ان کی دعوت کرونگا تو وہ میری باطل اور ناحق بات پر امداد کریں گے۔ (۶) جب کہ اس مجلس میں کوئی ممنوع چیز ہو مثلاً تاج، گانا، بجانا یا فوٹو وغیرہ اس کمرہ میں ہوں اور اس زمانہ کی اکثر و بیشتر مجالس ایسی چیزوں سے خالی نہیں۔ اگر سب نہیں تو بعض ان میں ضرور پائی جاتی ہیں لہذا اس وقت ضروری ہے کہ دعوتوں میں شرکت نہ کی جائے۔ البتہ اگر کوئی مجلس ان امور سے خالی ہو تو اس وقت دعوت قبول کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ مدارس اور خانقاہوں میں اور مسجد کے امام و مولویوں میں اس کی بالکل احتیاط نہیں کی جاتی اور یہ ہی وجہ ہے کہ حرام لقمہ کھا کر ہماری نورانیت اور روحانیت کمزور ہی نہیں بلکہ منفقہ و اور ناپسید ہوتی جاتی ہے۔ نہ رشوت کا خیال کیا جاتا ہے نہ سود کا۔ شراب کے ٹھیکہ داروں کے یہاں یہ پہنچ جائیں۔ سینما کے ملازموں



اور میجر وں کے یہاں جانے میں ان کو عار نہیں۔ رنڈیوں کے مکان داروں کے یہاں کھانے میں ان کو شرم نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ

فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ - (رواه مسلم)

(۵۰)

فرمایا

دعوت قبول کر نیکی ہدایات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم کو کھانے کی دعوت دے تو چاہیے کہ اس کو قبول کر لو اور چلے جاؤ۔ آگے تم کو اختیار

ہے کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ البتہ اگر راستہ خطرناک ہے یا دعوت کی جگہ دور ہے تو اس صورت میں قبول کرنا ضروری نہیں۔ (مسلم شریف)

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاجِبٌ أَقْرَبُهُمَا بَابًا وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَاجِبُ الَّذِي سَبَقَ -

(۵۱) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو دعوت کرنے والے جمع ہو جائیں تو اسی شخص کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ تمہارے مکان کے زیادہ قریب ہو اور اگر ایک نے پہل کر لی تو اس شخص کی دعوت قبول کر لو جس نے پہل کر لی۔

(رواه احمد و ابوداؤد)

(ابوداؤد شریف)

ظاہر ایہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ایک وقت میں دونوں کی دعوت نہیں کھا سکتا۔ اگر دونوں کی دعوت بغیر گہرائی کے کھا سکتا



ہے تو دونوں کی دعوت قبول کر سکتا ہے۔ اور یہ حکم تو ہمسایہ اور پڑوسی کا ہے اور اگر اہل شہر دعوت کریں تو وہاں ترجیح اور طرح ہوگی مثلاً تعلقات کی خصوصیت یا ایک دونوں میں مال دار ہے۔ ایک دیندار ہے تو دیندار کو ترجیح ہوگی۔ اور اگر دونوں دعوت کرنے والے دیندار ہوں تو ان میں جو زیادہ دیندار ہو اس کی دعوت کو ترجیح دے۔

(۵۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بدترین کھانا

بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں دولت مند تو مدعو ہوں اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے ولیمہ کی دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ (متفق عليه)

لہذا ایسی دعوت میں شرکت بھی نہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح وہ کھانا بھی بدترین ہے جو تنہا کھا لیا جائے۔ قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی دعوتوں میں صرف مال داروں اور بڑے بڑے آدمیوں کو بلاتے اور ان کو اچھے اچھے عمدہ عمدہ کھانے کھلا دیتے اور غریبوں کی بات بھی نہ پوچھتے۔ اس سے روکا گیا۔ اس وقت بھی اس مرض میں بہت سے مسلمان مبتلا ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۵۳) فرمایا

حضرت صلی

کھانے کے آداب



اللہ علیہ وسلم نے جب تم اپنے مسلمان بھائی  
کے گھر آؤ تو اس کی تواضع کو قبول کر لو۔  
یعنی اگر وہ کھانا لاکر رکھے کہ کھا لیجئے تو تم  
کھا لو۔ لیکن اس سے یہ نہ پوچھو کہ تمہاری

وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ  
عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَلْيَاكُلْ مِنْ  
طَعَامِهِ وَلَا نَسْأَلْ وَلَا يَشْرَبْ  
مِنْ شَرَابِهِ وَلَا نَسْأَلْ

کمانی حرام ہے یا حلال ہے اور اس کی چاء پانی وغیرہ پی لے اور یہ دریافت  
نہ کرے کہ یہ کیسی کمانی کلبہ ہے اور کس طرح پر آیا ہے۔ بلکہ خاموشی سے کھالے  
کیوں کہ مسلمان کو اس صورت میں اذیت اور تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے اور  
یہاں وہ مسلمان مراد ہے جو دین دار محتاط ہے۔ البتہ اگر فاسق مسلمان ہو تو  
اس صورت میں کھانے کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔ اگر ایک شخص کی کمانی  
مخلوط ہے کچھ حلال اور کچھ حرام تو ایسی صورت میں یہ دیکھے کہ زیادہ کمانی اسکی  
حلال سے ہے یا حرام سے۔ اگر زیادہ حصہ حلال ہے تو کھائے ورنہ نہ کھائے  
اور کچھ نہ پوچھے۔

عَنْ سَفِينَةَ أَنَّ رَجُلًا  
صَافَ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ  
فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ  
فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ

(۵۴)

حضرت

سفینہ

سے

اَسْرَافُ فُضُولِ خُرَجِي وَالِي  
مَجَالِسِ مِثْلِ شَرِكْتِ كَرْتَا

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَأْكُلُ كُلُّ مَعْنَا فَدَعَوْهُ فَبَاءَ  
فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى عِضَادَتِي

روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت علیؓ  
کے یہاں مہمان ہوا۔ حضرت علیؓ نے  
اس کے لیے کھانا تیار کرایا تو اس پر



حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کیا اچھا ہو کہ حضورؐ  
تشریف لے آئیں اور ہم ان کے ساتھ  
کھانا کھائیں چنانچہ آپ کو دعوت دی  
گئی اور آپ تشریف لائے اور آپ  
دونوں ہاتھوں کو دروازہ کی دونوں چمکھٹوں  
پر رکھتے ہیں کہ سامنے سے ایک منقش  
پر وہ نظر آتا ہے جو حضرت فاطمہؑ کے

الْيَابِ فَرَأَى الْقِدَامَ قَدْ  
ضُرِبَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ  
فَرَجَعَ قَالَتْ وَفَاطِمَةُ  
فَتَبِعَتْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
مَا رَدَّكَ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ لِي  
أَوْلِيَنِي أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا  
مُزَوَّقًا (رواہ احمد وابن ماجہ)

مکان کے کسی گوشہ میں سجاوٹ کی غرض سے بٹرا ہوا تھا۔ آپ یہ دیکھ کر  
واپس ہوتے لگے۔ حضرت فاطمہؑ یہ دیکھ کر آپ کے پیچھے دوڑیں اور حضورؐ  
سے عرض کرنے لگیں یا بنی اللہ! آپ واپس کیوں تشریف لے جا رہے ہیں  
آخر واپسی کا سبب کیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے لیے مناسب  
نہیں کہ میں زینت والے گھر میں داخل ہوں (مسند احمد وابن ماجہ تشریف)  
سبحان اللہ! کیا سادگی تھی۔ کاش کہ وہی سادگی ہم میں پھر آجلے جس  
سادگی کی ہمارے آقا سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی۔  
اس کے برعکس ہم دعوتوں اور شادیوں کے موقعوں پر اپنے مکانوں کو کس  
قدر سجاتے ہیں اور غضب ہے اب تو مسجدوں کو بھی دولہن بنا یا جاتا ہے  
ٹائل لگاتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے رنگ روغن کرتے ہیں۔ یاد رکھنا یہ سب فضول  
خرچی اور اسراف میں داخل ہے اور ناجائز ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بہت  
زیادہ احتیاط کرنی چاہیے اور ایسی مجلسوں میں شرکت کرنا بھی گناہ



خیال کریں۔

## فاسق کی دعوت

(۵۵) عمران

بن حصین

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ  
زَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَنْ إِجَابَةِ طَعَامِ  
الْفُسِّيقِينَ (بیہقی)

فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مانعت فرمائی فاسقوں کی دعوت

قبول کرنے کی۔ فاسق سے مراد مطلق فاسق ہے۔ فاسق لغت میں اس  
شخص کو کہتے ہیں جو طریق حق اور صلاح سے نکل گیا۔ مثلاً شرابی، سود خوار،  
ڈاڑھی منڈانے والا، فحش اور گالیاں بکنے والا وغیرہ وغیرہ تو ایسے اشخاص  
کی دعوت قبول نہ کی جائے۔ (بیہقی)

ہمارے علماء و طلباء خیال کریں۔ حدیث کیا کہہ رہی ہے اور ان کا

عمل کیا ہے۔

## شیخی خورس کی دعوت

(۵۶)

فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْمُتَبَارِكِينَ لَا يُجَابُونَ وَلَا  
يُؤْكَلُ طَعَامُهُمْ (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو  
شخص آپس میں بڑائی کی غرض سے

کھانا تیار کر اٹھیں نہ ان کی دعوت قبول کرو اور نہ ان کا کھانا کھاؤ یعنی  
ضد بحث میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں۔ مثلاً ایک نے  
تین کھانے تیار کرائے تو دوسرا اس کے مقابلہ میں چار قسم کے کھانے  
تیار کرائے۔ یا ایک شخص نے پچاس آدمیوں کی دعوت کی دوسرا اس کے



مقابلہ میں تنہو کو کھانا کھلائے۔ اور درحقیقت یہی تباہی کا سبب ہے۔ (بہیقی)

نام آوری کرنے والے کی دعوت

(۵۷) فرمایا

رسول اللہ

صلی اللہ علیہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ  
وَلَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ  
وَلَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ  
وَمَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ -

وسلم نے شادی کے موقعہ میں پہلے دن  
کا کھانا حق ہے۔ دوسرے دن کا سنت  
ہے۔ تیسرے دن کا یہ کاری اور شہرت  
و نام آوری کے باعث ہے تاکہ لوگ

(رواہ القرمذی)

سین کہ یہاں فلاں آدمی نے تین دن تک کھانا دیا اور تین دن تک بارات  
رکھی۔ اور جو شخص نام آوری اور شہرت کی غرض سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ  
اس کو ربا کاری کی سزا دیتا ہے۔ (ترمذی)

تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا حرام ہے۔ لہذا اس کو قبول بھی نہ  
کیا جائے (۱) ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح شادی کے موقع پر کھلایا  
جاتا ہے۔ یہ سنت ہے کھانا اور اس کا کھلانا (۲) بچہ پیدا ہونے کے وقت  
(۳) فتنہ کے وقت (۴) مکان تعمیر ہونے کی خوشی میں (۵) سفر سے آنے کے  
وقت (۶) مصیبت کے دفعیہ کے لیے (۷) عقیقہ بچہ کا نام رکھنے وقت  
(۸) جو کھانا بلا کسی سبب تیار کیا جائے اور اس میں دعوت کی جائے یہ  
سب اقسام مستحب ہیں۔ کرو ثواب ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ حلال کمائی  
سے ہو اور نیت ثواب کی ورنہ یہ کھانے بھی جائز نہ ہوں گے۔ (مجمع البحار)



عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ كَانَتْ  
يُقْسِمُ مِنْهُنَّ لَثْمَانِ -

(بخاری و مسلم)

(۵۸) حضرت

ابن عباس رضی

فرماتے ہیں

کہ جب حضور کی وفات ہوئی تو آپ کی

نوبتیاں تھیں جن کو چھوڑ کر آپ اس

دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ ان میں سے آٹھ کے لیے برابر تقسیم فرماتے

تھے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں: (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت سودہؓ،

حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت میمنہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت جویریہؓ

ان میں سے آٹھ کے لیے نوبت اور برابری کی تقسیم تھی اور حضرت سودہؓ نے

بڑھاپے کی وجہ سے بخوشی اپنے حقوق حضرت عائشہؓ کے لئے بخش دیے تھے۔

اس بنا پر ایک عورت اپنی سوتن کے حق میں دست بردار ہو سکتی ہے بشرطیکہ

وہ اس کی رضامندی کے ساتھ ہو۔ نیز پھر اگر چاہے تو اپنا حق واپس بھی کر

سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس کے ذمہ

واجب ہے کہ ان میں انصاف کرے اور ہر عورت کو برابر حصہ پہنچائے مثلاً

ایک رات ایک عورت کے پاس گزارے دوسری رات دوسری کے یہاں

یا ایک ہفتہ ایک کے یہاں اور دوسرا ہفتہ دوسری کے یہاں اور تقسیم کرنے

کے بعد جو دن یا جو ہفتہ جس عورت کے حصہ میں آئے اس میں بلا رضامندی

اس کے دوسری عورت کے یہاں رات گزارنی جائز نہیں اس طرح ایک



رات میں دو عورتوں کا جمع کرنا بھی درست نہیں۔ البتہ اگر دونوں کی رضامندی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور سفر میں خاوند جس کو چاہے اپنے ساتھ قرعہ ڈال کر لے جاسکتا ہے اور دن رات کے تابع ہوگا۔ یعنی جس کے لیے رات ہے اسی کے لیے دن بھی ہے۔ اسی طرح پہنانے اور کھلانے میں مکان میں اور خرچہ میں برابری کرے۔ مثلاً اگر بیوی کو پچاس روپیہ ماہوار دیتا ہے تو دوسری کو بھی اتنا ہی دینا ضروری ہے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں۔ اگر ایک بیوی کو دو روپیہ گز کا کپڑا بنا کر دیا ہے تو دوسری کو بھی اسی قیمت کا بنا کر دینا واجب ہے یہ نہیں کہ ایک کو بیڑھیا بنا کر دیا۔ دوسری کو محمولی بنا کر دے دیا۔ اگر ایک بیوی کے مکان میں بجلی کا پنکھا ہے اور دوسری کے نہیں تو اس صورت میں گھنگار ہوگا۔ علمائے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر ایک بیوی کے یہاں مغرب کے بعد آیا دوسری کے یہاں عشا کے بعد گیا تو ایسی صورت میں بھی گھنگار ہوگا۔ ایک بیوی کی نوبت میں دوسری سے جماع کرنا بھی جائز نہیں کہ موقع پا کر جماع کرے۔ اسی طرح ایک کی نوبت میں دوسری کے یہاں رات کو جانا بھی درست نہیں۔ البتہ اگر دوسری بیمار ہو تو صرف اس کی عیادت اور تیمارداری کے واسطے ضرور جاسکتا ہے۔ اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیمار ہو تو ہر ایک عورت کو اس کی باری میں بلانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ایک بیوی سے خدمت کرائے۔ کیوں کہ اس شکل میں خدمت کی وجہ سے ایک کی محبت بڑھ جائے گی۔ اور دوسری کی محبت گھٹ جائے گی اور اس سے برابری میں فرق پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہے۔ (درمختار)



حضرت اقدس مولانا تھانویؒ کی درپیریاں تھیں۔ بندہ نے ان کی خانقاہ میں خود دیکھا ہے کہ نراز و لٹکی ہوئی تھی۔ جب بھی کوئی چیز آتی تو اس کو آدھی آدھی کر کے دونوں گھر میں بھجوا دیتے۔ ایک ہفتہ ایک کے یہاں قیام فرماتے اور ان کے یہاں کھانا پینا ہوتا۔ دونوں کے مکان علیحدہ علیحدہ تھے۔ فرمایا کرتے کہ میں اپنی آمدنی کے تین حصّہ کر لیتا ہوں ایک حصّہ ایک گھر میں اور ایک حصّہ دوسرے گھر میں اور ایک حصّہ میں خود اپنے لیے رکھ لیتا ہوں۔ مؤثّق ذائع سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدسؒ اپنے حصّہ کو بیواؤں اور طالب علموں میں تقسیم فرماتے تھے اور باوجود اس قدر مساوات اور برابری کے فرمایا کرتے تھے کہ بھائی میرا ذاتی مشورہ اپنے دوستوں کو یہ ہی ہے کہ دو نہ کرنی چاہئیں امن اور چین کی زندگی ایک ہی بیوی کے ساتھ گزرتی ہے۔ البتہ اگر وہ بیمار ہو اور اس کے بال بچہ پیدا نہ ہو تو بشرطیکہ مساوات پوری پوری کر کے تو اس صورت میں دوسری کر لے۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ  
سَلَمَةَ وَأَصْحَبَتْ عِنْدَهُ  
قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ  
هُوَ إِنْ شِئْتَ سَبَعْتُ  
عِنْدَكَ وَسَبَعْتُ عِنْدَهُنَّ

(۵۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہؓ سے شادی کی تو رات گزرنے کے بعد صبح کو ان سے فرمایا تیری وجہ سے تیرے خاندان پر کوئی دھبہ تو نہیں آئیگا۔ اگر تیرا منشا ہو تو سات رات تیرے پاس رہوں اور سات رات دوسری بیویوں کے یہاں اور اگر تو یہ چاہے کہ میں تین رات



تیرے پاس قیام کروں۔ اور اسی طرح  
باقی بیویوں کے پاس دورہ کروں تو  
حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ حضور میرے  
پاس تین راتیں قیام فرمائیے۔ (مسلم ترمذی)  
وَإِنْ شِئْتَ ثَلَاثُ عِنْدَكَ  
وَدُرْتُ قَالَتْ ثَلَاثُ وَنِي  
رَوَايَةٌ إِنَّهُ قَالَ لَهَا لِلْبَكْرِ  
سَبْعٌ وَلِلنَّبِيِّ ثَلَاثُ (رواه مسلم)  
تمہارے خاندان پر دھبہ نہیں آئے گا یعنی یہ جو تقسیم کر رہا ہوں یہ اس  
بنا پر نہیں کہ تم سے مجھ کو بے رغبتی ہے بلکہ اس بناء پر کہ شرعی حکم اسی طرح ہے  
کہ برابر تقسیم کروں۔

### حضور کی سفری سنت (۶۰) حضرت عائشہؓ

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں  
کے نام پر قرعہ ڈالا کرتے تھے۔ اب  
قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ان کو اپنے  
ہمراہ سفر میں لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ  
بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ فَيَقُولُ  
اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ  
فَلَا تَكُنْ لِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ  
(ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

### بیویوں کے حقوق میں عاتشہؓ فرماتی ہیں حسد کا خوف

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے  
درمیان برابر تقسیم کرنے لگے تھے اور اس میں



ہر طرح کی برابری فرماتے تھے ذرا سی کمی پیشی نہیں فرماتے اور اس کے ساتھ یہ فرماتے۔ اے اللہ جس قدر میری طاقت تھی۔ میں نے اپنی بیویوں کے درمیان برابری کی تقسیم کی اور جو میرے قبضہ میں نہیں اس کا تو مالک ہے۔ اسمیں میری پکڑ نہ کرنا میں انسان ہوں بشر ہوں اگر کچھ بھی کوئی کمی رہ جائے تو معاف کرنا کیوں کہ دل تیرے قبضہ میں ہے۔ محبت کم زیادہ ہو سکتی ہے۔  
(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی شریف)

### حضور کا قابلِ تقلید عمل (۶۲) حضرت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ آيْنَ آيْنَا غَدًا أَيُّ يَوْمٍ عَائِشَةُ فَاذْنُ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ وَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا

(رواہ البخاری)

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس بیماری میں آپ نے رحلت فرمائی اس میں ہر روز اپنی بیویوں سے دریافت فرماتے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا۔ جس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ عائشہؓ والا دن کب آئے گا۔ کیوں کہ حضرت عائشہؓ سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ اور یہ

جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس تھیں اتنی اور کوئی نہ تھیں اور بجا یہ کافائدہ یہ ہے کہ اس کے تیمار دار جس قدر مزاج شناس اور طبیعت سے واقف ہوں گے۔ اس کو اتنی ہی راحت پہنچے گی۔ اور بیماری کی شدت کم ہوگی۔ اسی بار بار دریافت پر آپ کی تمام ازواج مطہرات نے بخوشی آپ کو اختیار دیدیا کہ



جہاں مناسب خیال فرمائیں تشریف رکھیں۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی اجازت مل جانے پر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضورؐ نے وفات پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ اب غور کیجئے کہ سرکارِ بجاہ ہیں بے چین ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ عائشہؓ بیمار داری کریں لیکن سرکار ہیں کہ اشارتاً یہ تو دریافت فرماتے ہیں کہ کل میں کہاں ہوں گا لیکن صاف نہیں فرماتے کہ عائشہؓ کے یہاں جانے کی اجازت دے دو۔ تاکہ ازواج مطہرات حکم نہ سمجھ جائیں اور خوشی خوشی اجازت نہ ملے اور پھر عائشہؓ کے یہاں رہتا و قیام کرنا جائز نہ ہو۔ سبحان اللہ! کیا شان تھی کہ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ لیکن شریعت کا دامن پھر بھی ہاتھ سے نہ چھوٹا اگر آپ میں اس درجہ کی قوت و طاقت نہیں تو دو شادیاں کرنی جائز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ  
فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَامِعَ  
يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَشَقَّهٗ  
سَاقِطٌ

(۶۳) حضور  
صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا  
جس کی دو عورتیں ہوں۔ اور ان دونوں  
کے درمیان انصاف نہیں کیا وہ قیامت  
کو اس حالت میں آئے گا کہ اس کا

آدمہا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔ یعنی مفلوج ہوگا۔ (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ۔ نسائی شریف)  
اور یہ سزا دو ہی عورتوں کی بے انصافی کرنے پر موقوف نہیں ہے اگر تین  
ہوں یا چار ہوں اور ان میں بے انصافی کر لے تب بھی اسی سزا کا مستحق ہوگا  
اور نئی اور چڑانی مسلمان عورت اور غیر مسلم کتابیہ بھی اس میں برابر ہیں یعنی



ہر ایک کے لئے برابری کرنی ضروری ہے۔ ورنہ اگر ایک تو نئی عمر کی ہے اور دوسری زیادہ عمر کی اور خاوند نئی عمر والی کے یہاں زیادہ آنا جاتا ہے اور پرانی کے یہاں آنا جانا اس سے کم ہو تو خاوند اس صورت میں گنہگار ہوگا۔ یا مثلاً ایک شخص کے نکاح میں ایک میم عیسائی عورت ہے اور دوسری مسلمان۔ اب وہ مسلمان عورت کے یہاں زیادہ آتا جاتا ہے اور میم کو کافر سمجھ کر اس کے یہاں کم آتا جاتا ہے وہ بھی گنہگار و مستحق سزا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ  
خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ  
وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ  
أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ  
كَسْرَتَهُ وَإِنْ تَرَكَتَهُ لَمَّ  
تَزَلْ أَعْدَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ  
(متفق علیہ)

عورتوں کی اصلاح کا طریق (۶۴) فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حقوق میں بھلائی کرنے کی بابت میری وصیت قبول کرو اس لئے کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئیں اور وہ ٹیڑھی ہے اور سب زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے پس اگر تو پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اسکے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی

رہے گی پس تم قبول کرو عورتوں کے حقوق میں میری وصیت۔ کیونکہ حضرت خواجہ حضرت آدمؑ کی اوپر کی پسلی سے پیدا کی گئیں اور وہ سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے پس عورتوں کی اصل میں کچی ہے۔ کوئی اس کو متغیر نہیں کر سکتا ٹیڑھی پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو گے



تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ اسی طرح عورتوں کا حال ہے کہ ان کے اندر پیدائشی  
 ونیچرل طریقہ سے ائمال و اخلاق، عادات و اطوار میں کجی ہے۔ اگر مرد چاہیں کہ  
 اس کو بالکل سیدھا و درست کریں تو اس کا نتیجہ یہ ہی نکلے گا کہ اس کو توڑ ڈالیں گے  
 یعنی طلاق پر نوبت پہنچے گی۔ لہذا ان سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں جب تک  
 ان کی کجی پرستیم پوشی اور ان کے ٹیڑھے پن کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ حاصل یہ ہوا  
 کہ شریعت کے دائرہ میں ان سے اپنے معاملات اچھے رکھو اور ان کے ٹیڑھے پن  
 پر صبر کرو اور ان سے یہ توقع نہ رکھو کہ وہ سب کام تمہاری مرضی کے موافق کریں۔  
 (بخاری و مسلم شریف)

(۶۵) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی  
 اور عورت تمہارے بتلائے ہوئے راستہ  
 پر کبھی سیدھی نہ ہوگی۔ پس اگر تم عورت  
 کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو اس حالت  
 میں فائدہ اٹھا سکتے ہو کہ اس کا ٹیڑھا پن  
 اس میں باقی رہے۔ لیکن اگر تم یہ چاہو کہ  
 اس کی کجی دور کر کے پھر فائدہ اٹھاؤ تو  
 سیدھا کرتے کرتے اس کو تم توڑ دو گے اور  
 اس کا توڑنا اس کی طلاق ہے۔ یعنی اس کے حالات ضرور بدلتے رہیں گے۔  
 کبھی خوش ہوگی کبھی ناخوش۔ کبھی شکر گزار ہوگی اور کبھی نہیں۔ کبھی تمہاری  
 (دواۓ مسلم)

اس کا توڑنا اس کی طلاق ہے۔ یعنی اس کے حالات ضرور بدلتے رہیں گے۔  
 کبھی خوش ہوگی کبھی ناخوش۔ کبھی شکر گزار ہوگی اور کبھی نہیں۔ کبھی تمہاری



اطاعت کرے گی کبھی نہیں۔ کبھی تھوڑے پر صبر کرے گی کبھی طمع اور حرص کرے گی اور بات بات پر طعنہ دے گی۔ اور تمھاری نافرمانی کرے گی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرُكَ  
مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا  
خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۔

(۶۶) فرمایا

رسول اللہ

صلی اللہ

عورت کی زیادتی  
پر صبر کی تعلیم

علیہ وسلم نے نہ بغض رکھے کوئی مسلمان  
مرد اپنی عورت سے کیوں کہ اگر کوئی بات

(رواہ مسلم)

اس کی ناگوار ہوگی تو دوسری ضرور اس کو خوش کر دے گی۔ کیوں کہ  
عورت کی تمام عادات و اخلاق بُرے نہیں اگر کچھ افعال بُرے ہوتے  
ہیں تو کچھ اچھے بھی ضرور ہوتے ہیں۔ پس ہم کو اس کے اچھے اخلاق اور اسی  
بھلائیوں پر نظر کرنی چاہیے اور اس کی بد عادتوں پر صبر کرنا چاہیے اور انکی  
اذیتوں اور نقصانات کو برداشت کرنا چاہیے اور اچھی طرح ان کے ساتھ  
زندگی بسر کرنا اور اس حدیث میں اس امر کا اشارہ ہے کہ بے عیب دوست  
ملنا ناممکن و محال ہے اور اگر کوئی شخص بے عیب رفیق تلاش کرے گا تو وہ  
ہمیشہ بے رفیق رہے گا اور ایسے شخص کا گھر کبھی آباد نہیں ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ ذَمْعَةَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ

أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ

(۶۷)

فرمایا

حضور

عورت کو بے ددی سے  
مارنے کی ممانعت

صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مارو تم اپنی عورت



کو جس طرح تم اپنے غلام کو مارتے ہو اور  
پھر رات کو اس سے صحبت کرنے لگو یعنی  
(بخاری و مسلم)

یہ مناسب نہیں کہ جس کے ساتھ دن میں یہ بات ہو اور رات میں وہ پس اپنی  
بیوی کے ساتھ اتفاق و سلوک سے رہنا چاہیے۔ بعض خاوند تہایت پیدروی  
سے اپنی بیویوں کو مارتے ہیں اور بات معمولی ہوتی ہے مثلاً نمک کڑوا کیوں  
ہے۔ سالن میں مرچ زیادہ کیوں ڈالی۔ وقت پر روٹی تیار کیوں نہیں کی یاد  
رکھیے عورت آپ کے سالن اور روٹی کی ذمہ دار نہیں۔ مردوں پر عورتوں  
کا یہ احسان ہے کہ وہ روٹی پکا دیتی ہیں۔ بستر بچھا دیتی ہیں۔ کپڑے صاف  
کر دیتی ہیں۔ ورنہ شرعاً ان کے ذمہ یہ نہیں۔ لہذا ان باتوں میں ان پر کسی  
قسم کی سختی کرنی درست نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ  
بِالنِّسَاءِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَابُ  
يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ  
يَنْقِمُ عَنْهُ فَيُسَرُّهُنَّ إِلَى  
فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ. (متفق عليه)

(۶۸) حضرت  
عائشہ رضی  
فرماتی ہیں

عورت کے جذبات  
کا لحاظ رکھنا چاہیے

کہ میں حضور کے گھر میں گڑیوں کے ساتھ  
کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی  
میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب حضور  
تشریف لاتے تو میری سہیلیاں شرم کے

باعث آپ سے چھپ جاتیں اور ہمارا کھیلنا بند ہو جاتا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے ہم پھر کھیلنا شروع کر دیتے۔ (بخاری و مسلم شریف)



اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ خورتوں سے اچھی طرح پریشاں نہ ہونا چاہیئے اور ان کے جذبات و خیالات اور دلداری کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

سرکارِ کابرتاؤ (۶۹) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

خدا کی قسم میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا کہ میرے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے حبشیوں کی برچھے بازی کو دیکھ رہے تھے اور آپ کی یہ کیفیت تھی کہ اپنی چادر مبارک سے میری اوٹ کر رہے تھے تاکہ میں آپ کے کندھے اور کانوں کے بیچ سے حبشیوں کے اس کھیل کو دیکھوں اور آپ اسی حالت میں میری وجہ سے بہت دیر تک کھڑے رہے تاکہ میں جی بھر کر اچھی طرح تماشہ دیکھ لوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يُلْعَبُونَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَرِي بِرِذَائِهِ لَا تَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ بَيْنَ أُذُنِهِ وَعَاتِقِهِ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجَلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرَفْتُ فَقَدْ رَوَاهُ أَبُو جَرِيرٍ فِي الْحَدِيثِ السَّنَنِ الْحَرِصَةِ عَلَى اللَّهِ (متفق عليه)

اور جب تک میرا جی نہ بھر گیا۔ آپ برابر چادر کی اوٹ کر کے کھڑے رہے اور مجھ کو تماشہ دکھلاتے رہے۔ جب میرا ہی دل بھر گیا اور میں نے دیکھنا چھوڑ دیا۔ آپ اس وقت وہاں سے واپس ہوئے۔ اور یہ واقعہ آیت حجاب کے قبل ہوا۔

اس واقعہ سے حضور کی اپنی ازواج کے ساتھ خوش اخلاقی اور بے تکلفی



اور دلداری ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا ہم کو بھی اپنی بیویوں کی دلداری جس قدر ممکن ہو کرنی چاہیے۔ یہ ہی چیز ایسی ہے جس سے ہمارے تعلقات بہتر سے بہتر ہو سکتے ہیں اور زندگی پُر سکون گزر سکتی ہے۔ ہم ان کی دلداری اور پاسداری کریں وہ ہماری کریں۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ہم اپنے ہر معاملہ میں اٹھنے میں بیٹھنے میں سونے میں جاگنے میں بیرونی معاملات اور خانگی معاملات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر والہانہ نظر رکھیں اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنا معمول بنائیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(۱۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عائشہؓ جب تو میرے سے ناراض ہوتی ہے اس کا بھی مجھ کو علم ہو جاتا ہے اور جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تب بھی مجھے علم ہو جاتا ہے۔ میں نے دریافت کیا حضور کس بات سے آپ پہچان جاتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو اس طرح پر قسم کھاتی ہے۔ لَا وَدَبَ مُحَمَّدٌ۔ یعنی اس طرح کہ قسم ہے محمدؐ کے رب کی۔ اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو اس طرح پر قسم کھاتی ہے۔ لَا وَدَبَ إِبْرَاهِيمُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي فَقُلْتُ مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا وَدَبَ مُحَمَّدٌ وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي قُلْتُ لَا وَدَبَ إِبْرَاهِيمُ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَجْهَرُ إِلَّا اسْمُكَ (متفق علیہ)



یعنی قسم ہے ابراہیم کے رب کی۔ میں نے عرض کیا بے شک اسی طرح ہے خدا کی قسم یا رسول اللہ جب آپ سے ناراض ہوتی ہوں تو صرف آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔ البتہ آپ کی محبت سے دل ہمیشہ لبریز رہتا ہے اور اس میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ یہ حدیث آپ کی بے تکلفی پر ولادت کرتی ہے۔ نیز اس امر پر بھی کہ میاں بیوی کا معاملہ کچھ اس قسم کا ہے کہ اس میں کبھی نہ کبھی کشیدگی پیدا ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔ جب حضور جیسے بااخلاق اور حضرت عائشہ جیسی سمجھ دار میں ہو سکتی ہے تو ہم کیا اور ہمارے اخلاق و ولداری کیا۔ لہذا اس قسم کی کشیدگی پر دونوں میاں بیوی کو خیال نہ کرنا چاہیئے۔

### آنحضرت کی بے تکلفی

(۱) حضرت عائشہ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رَجُلٍ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي قَالَ هَذَا بَيْتُكَ السَّبَقَةِ

(ابوداؤد)

فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھی۔ مجھے کیا سوچھی کہ حضور کے ساتھ دوڑنا شروع کیا۔ آخر کار میں حضور سے آگے نکل گئی۔ اس کے بعد

جب میں کچھ بھاری ہو گئی تھی پھر ہماری

آپس میں دوڑ ہوئی اس وقت حضور مجھ سے آگے نکل گئے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ میرا اس وقت تجھ سے بڑھ جانا اس لیے ہوا کہ پہلے تو مجھ سے آگے نکل گئی تھی۔ اب میں تجھ سے آگے نکل گیا۔

اس حدیث سے بھی آپ کا حسن خلق اور بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ اور



تے کھفی ثابت ہوتی ہے تاکہ مسلمان خاوند آپ کی اتباع اور پیروی کرے۔ آج کل کے خاوندوں کی طرح نہیں کہ رعب ہی رعب میں بیوی کو آدھا کر دیں۔

(۷۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اور میرے

گھر کے ایک طاق میں پردہ پڑا ہوا تھا اتفاقاً ہوا چلی اس سے پردہ کا ایک کونہ

اٹھ گیا اور وہاں پر میری گڑیاں رکھی ہوئی تھیں آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ اے

عائشہؓ یہ کیا میں نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ میری گڑیاں ہیں۔ اور ان میں ایک گھوڑا

بھی رکھا ہوا تھا اور اس کے دو پر تھے اس پر بھی حضورؐ کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے

فرمایا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ گڑیوں کے اندر اور کیا چیز رکھی ہوئی ہے۔ عائشہؓ کہتی

ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ حضورؐ یہ گھوڑا ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ گھوڑے

کے بھی پر ہوتے ہیں؟ یہ پر کیسے؟ عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ نے سنا نہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ حَنِينَ وَفِي  
سَهْوَتِهَا سَتْرُ فَهَتَّ رِيحٌ

فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ  
بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لَعِبَ فَقَالَ

مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِي  
وَرَأَى يَدْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ

جَنَاحَانِ مِنَ رِقَاعٍ فَقَالَ  
مَا هَذَا الَّذِي أَرَى وَسَطَهُنَّ

قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هَذَا  
الَّذِي عَلَيْهِ قَالَتْ جَنَاحَانِ

قَالَ فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ قَالَتْ  
أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ

خَيْلًا لَهَا أَجْنَحَةٌ قَالَتْ  
فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِبَ

(رواه البوداؤد)



کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے۔ اس پر حضورؐ کو بہت ہنسی آئی۔ اتنا ہنسے کہ آپ کے اندر کے دانت نظر آ گئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیویوں سے دل لگی کرنا ان سے ہنسنا بولنا مزاح کرنا اور ان کی جائز باتوں سے دلچسپی لینا سنت ہے ان کے سامنے خواہ مخواہ ہی منہ چڑھا کر بیٹھنا۔ گھر میں جا کر چپ چاپ رہنا تاکہ بیوی پر رعب داب رہے ٹھیک نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کو اپنے سے بے تکلف بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا  
خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ  
صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ۔

(ابن ماجہ و ترمذی)

بہتر انسان (۳) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک و برتاؤ کرے۔ کیوں کہ میں تم سب میں زیادہ بہتر ہوں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ۔ یعنی میرا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ تم سب میں بہتر ہے اور تم پر میری پیروی اور اتباع ضروری ہے۔ (ترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ  
إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

کامل مومن کی پہچان (۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان میں سب سے زیادہ مکمل و شگفتہ

عائشہؓ فرماتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان میں سب سے زیادہ مکمل و شگفتہ



ہے جس کی عادات و اخلاق سب اچھے وَالطَّنُفُھُمْ بِاَھْلِہِ ہوں اور اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ نرمی اور اچھا برتاؤ کرتا ہو۔ کیوں کہ جتنا ایمان کامل ہوگا۔ اس قدر ہی با اخلاق اور خوش خلق ہوگا۔ اور اپنے اہل و عیال پر خصوصاً اور عوام کے ساتھ اتنا ہی اچھا برتاؤ اور نرمی کرنے لگتا ہے۔

(۷۵) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان میں کامل ترین وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو۔ اور تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہو۔ کیوں کہ وہ نہایت ہی قابلِ رحم ہیں۔ ایک تو اس بنا پر کہ وہ بے چاری ضعیف ہوتی ہیں۔ دوسرے وہ عاجز اور بے بس ہوتی ہیں۔ اور مرد بالا اختیار اور زور دار ہوتا ہے۔ (ترمذی)

عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْمَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ إِنَّ لِي مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحَّةٌ قَالَ فَمُرْهَا

(۷۶) بیوی کو کس طرح رکھیں حضرت

لقیطؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی منت میں اپنی بیوی کی شکایت کی کہ حضور وہ زبان دراز ہے اور میرے سامنے بکواس اور بد کلامی کرتی رہتی ہے آپ نے فرمایا

عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْمَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ إِنَّ لِي مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحَّةٌ قَالَ فَمُرْهَا



جب نباہ نہیں ہو سکتا تو اس کو طلاق دیک  
کیوں کہ تیری شکایت سے معلوم ہوتا ہے  
کہ تو اس کی اذیت پر صبر نہیں کر سکتا  
تو ایسی شکل میں اس کا طلاق دینا ہی  
(رواہ البوداؤد)

مناسب ہے اس پر میں نے عرض کیا۔ حضورؐ اول تو اس کے بچہ کا خیال ہے  
دوسرے ایک مدت تک وہ میرے پاس بھی رہ چکی ہے اس لیے علیحدہ  
کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اچھا تو پھر اس کو خوش اخلاقی  
کی نصیحت کرو۔ اگر اس میں کچھ بھلائی ہوگی تو وہ تمہارا کتنا مان لے گی۔ اور  
تمہاری نصیحت پر عمل کرے گی۔ لیکن اس کو باندی کی طرح مارنا جائز نہیں۔  
(البوداؤد)

(۷۷) حضرت معاویہ قشیریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت  
میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ  
علیہ وسلم) یہ تو بتائیے کہ ہمارے اوپر  
ہماری بیوی کے کیا حقوق ہیں۔  
آپؐ نے فرمایا (۱) جب تو کھائے اسکو  
بھی کھلا دے (۲) جب تو کپڑے سنائے  
اس کو بھی بنا کر دے (۳) نہ مار اس کے  
(مسند احمد ابن ماجہ)

چہرے پر (۴) نہ گالی دے اس کو۔ (۵) اور نہ چھوڑ تو اس کو لیکن اگر اس میں



مصلحت ہو تو اس کا بستر علیحدہ کر دے۔ یہ نہیں کہ تم دوسری جگہ سو جاؤ۔  
یا ناراض ہو کر اس کو اس کے باپ کے یہاں پہنچا دو بلکہ رکھو اپنے مکان میں  
لیکن اس کے پاس نہ سوؤ بلکہ وہ الگ آرام کرے اور تم علیحدہ۔ (مسند احمد ابو داؤد)  
فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے مسلمان خاوند اپنی بیوی کو چار باتوں پر  
مار سکتا ہے (۱) یہ کہ خاوند چاہتا ہو کہ بناؤ سنگار کرے اور وہ اچھے کپڑے نہ پہنے  
بالوں میں کنگھی وغیرہ بناؤ سنگار نہ کرے بلکہ یوں ہی میلی کچیلی رہے۔ (۲) یہ کہ  
خاوند صحبت کرنے کا ارادہ کرے اور وہ بلا عذر شرعی نہ مالتے۔ (۳) یہ کہ حیض  
اور جنابت سے غسل نہ کرے اور یوں ہی پھرتی رہے۔ (۴) یہ کہ نماز چھوڑنے  
کی عادی ہو۔ یعنی ان چار صورتوں میں علاوہ چال چلن خراب ہونے کے مارنا  
جائز نہیں اور اگر اپنے کھانے پکانے پر۔ اپنی ماں باپ کی اطاعت نہ کرنے  
پر۔ گھر کی صفائی نہ کرنے پر۔ یا اس سے کسی نقصان ہو جانے پر یا جواب  
دینے پر یا خواہ مخواہ ہی ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجانے کی وجہ سے اگر عورت  
کو مارا تو مرد نے گناہ کیا اور اللہ کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا، اور  
خوب سمجھ لو کہ اللہ کے یہاں ظلم نہیں۔ آخر بے چاری عورت بھی اللہ کی مخلوق  
ہے۔ حدیث میں آتا ہے کسی بکری نے دوسری بکری کے سینک مارا تو  
قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کا بھی مواخذہ فرمائیں گے۔

اس لیے ہر مسلمان خاوند کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے  
جس طرح پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق ادا کرنے کی ہدایت  
فرمائی ہے۔ بعض مرد خواہ مخواہ ہی عورتوں کو گالیاں دینی شروع کر دیتے



ہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے۔ مسلمان عورت کو گالیاں دینے والا خاوند فاسق اور اللہ کا نافرمان ہے۔ اس کی شہادت مقبول نہیں۔ اور اگر وہ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اس لیے ہم کو عورتوں کے معاملہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

### قابل تقلید واقعہ | (۷۸) حضرت معاویہ بن

الحکم فرماتے ہیں کہ میری ایک باندی تھی اور میں نے اس کے ذمہ بکریاں چرانے کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ باندی اُحد اور حورانہ کے اطراف میں بکریاں چرا رہی تھی کہ بھیڑ یا آکر میری ایک بکری ریوڑ میں سے لے گیا۔ میں نے جب یہ واقعہ سنا تو میرے غصہ کی انتہا نہ رہی اور دل یہ چاہا کہ اس کو خوب ماروں لیکن مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ ایک طمانچہ میں نے اسے مار ہی دیا۔ اس فعل کی تدامت میرے قلب میں ضرور تھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ اس کے بعد حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ  
كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعِي غَنَمًا  
لِي قَبْلَ أَحَدٍ وَالْحَوَانِيَّةِ  
فَاطَلَعَتْ ذَاتَ يَوْمٍ فَاذَا  
الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِّنْ  
غَنَمِنَا وَآنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أَدَمَ  
أَسَفٌ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنُ  
صَلَّيْتُهَا صَلَاةً فَاتَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا فَقَالَ اسْتِنِي  
بِهَا فَاتَيْنِي بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ  
اللَّهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ  
أَنَا قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
قَالَ أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ۔



میرا یہ فعل حضورؐ کو بہت گراں گزرا اور آپؐ نے فرمایا تو نے بڑا گناہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ اس کو آزاد نہ کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کو حضورؐ کی خدمت میں لے گیا۔ حضورؐ نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے۔ اس نے کہا آسمان میں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کے رسولؐ۔ اس پر حضورؐ پاکؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو آزاد کر یہ مسلمان ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب باندی کو نقصان پر مارنا درست اور غیر مناسب ہے، خود صحابی کا ایک طمانچہ مار کے دم ہونا اور اس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ ناراضگی۔ اور یہ معلوم کر کے کہ باندی مسلمان ہے آزاد کرنے کا حکم دینا۔ حالانکہ باندی زرخرید ہوتی ہے۔ اس کے تمام حقہ کو خریدنا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے حقوق ہماری ان بیویوں سے کم۔ اس کی عدت آدھی۔ اس کی طلاق دو۔ وغیرہ تو اب مسلمان خاوندوں پر ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ ان کی بیویاں ان کی ملکیت نہیں۔ وہ ان کی زرخرید نہیں ہوتیں بلکہ مہر کے بدلہ میں عورت کے ایک چھوٹے سے چھوٹے حقہ کو خریدنا جاتا ہے لہذا اپنے نقصانات پر عورتوں کو مارنا کہاں تک درست ہوا۔ اور بعض مرد تو یہاں تک ظلم کرتے ہیں کہ جن کو طمانچہ سے مارنا درست نہیں ان کو جوتوں اور لکڑیوں اور بیتوں سے مارتے ہیں۔ اور حالانکہ دیندار کہلاتے ہیں۔ یہ بڑا ظلم ہے اور اللہ کے یہاں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اپنے ذاتی معاملات پر علاوہ ان چار صورتوں کے جو اوپر لکھی گئیں قطعاً ناجائز ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہفتہ میں دو بار امت



کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ باندی کے مارنے سے حضور کو کس قدر صدمہ ہوا تو اپنی بیوی کے مارنے سے حضور کو کس قدر رنج پہنچے گا کیوں کہ جو شخص اپنی بیوی کو مارتا ہے، فرشتوں کے ذریعہ حضور کو معلوم ہو جاتا ہے اور اب حضور جیسے شفیق کو اگر آپ رنج و تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں تو ضرور اپنی بیویوں کو مار لے۔ ورنہ جو مسلمان خاوند ایسا کرتا ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے اور گزشتہ واقعات کے متعلق اپنی بیوی سے معافی چاہنی لازمی ہے کیونکہ یہ حقوق العباد ہیں جب تک کہ وہ معاف نہ کرے گی۔ صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔ واللہ اعلم

## کس وقت میں طلاق دینی حرام ہے

(۷۹) حضرت  
عبداللہ  
بن عمرؓ نے

اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی اس طلاق کا قصہ ان کے والد حضرت عمرؓ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور عبداللہؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ آپ ایسی حالت میں طلاق دینے سے بہت غصہ ہوئے اور اظہار ناراضگی فرمایا اور پھر فرمایا اے عبداللہؓ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ  
كَطَلَّقَ امْرَأَةً لَهَا وَهِيَ حَائِضٌ  
فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّطَ  
فَبَيَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعَهَا  
ثُمَّ يَمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرُ ثُمَّ تَحِيضُ  
فَتَطْهَرُ فَإِنْ نَدَا أَلَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا  
فَلْيُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا  
فَبَلَكَ الْوَعْدَةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ  
أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ (بخاری و مسلم)



اس گناہ کا تدارک اس طرح پر کرو کہ اس کلمہ سے رجوع کرو اور دوبارہ اپنے نکاح میں واپس لاؤ اور اپنے پاس رکھو یہاں تک کہ اس کا حیض ختم ہو جائے اور اس کے بعد دوبارہ حیض ہو جائے۔ پس اگر اب بھی تمہاری مصلحت طلاق دینے کو مقتضی ہو تو پھر ایسی شکل میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے دو۔ اور پھر آپ نے یہ فرمایا کہ طلاق اسلامی قانون میں اس طرح پردی جاتی ہے۔ اس حدیث میں آپ کے غصہ ہونے کو فرمایا گیا۔ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حالت حیض میں جو عام طور پر عورت سے طبعاً نفرت ہوتی ہے۔ اس بناء پر طلاق دے دی اور فیصلہ بغیر سوچے سمجھے کر دیا ہو۔ اور حالانکہ اس طلاق میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اس لیے طلاق کی اگر ضرورت پڑ جائے تو حالت حیض میں نہ دی جائے۔ بلکہ اس طرح پردی جائے (۱) طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں صرف ایک طلاق دے۔ بشرطیکہ اس طہر میں صحبت نہ کی ہو اور پھر اس عورت کو چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ اس طلاق کو حسن کہتے ہیں۔ (۲) تین طہروں میں علیحدہ علیحدہ تین طلاق دے اور ان تینوں مہینوں میں اس سے صحبت بھی نہ کرے اور ایک دم جاہل عوام کی طرح بغیر سوچے سمجھے ایک دو تین کننا درست نہیں اور یہی وجہ ہے پہلے تو جوش میں آکر کہہ دیتے ہیں پھر مولویوں سے فتویٰ پوچھتے پھرتے ہیں۔ پھر خود بھی بے ایمان ہوتے ہیں اور لالچی مولویوں کو بھی اپنے ساتھ بے ایمان بناتے ہیں

پھر کارے کند عاقل کہ باز آید شہانی

سب کچھ کرنے کے بعد پھر آنکھ کھلی تو کیا کھلی۔ کبھی کہتے ہیں کہ اجی مولوی



صاحب میں نے تو نیت نہیں کی تھی۔ کبھی کہتے ہیں میں نے تو غصہ میں کہہ دیا تھا۔  
 غرضیکہ یہ ہماری شریعت سے ناواقفیت اور جہالت ہے اگر شریعت کے موافق  
 طلاق دیتے۔ پھر کیوں پریشان ہوتے۔ فقہانے طلاق کی تقسیم اس طرح پر کی ہے  
 (۱) طلاق رجعی وہ ہے کہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یہ کہے تجھے طلاق ہے یا یہ کہے کہ تجھے  
 ایک طلاق یا دو طلاق اس طرح دینے سے عدت کے اندر اندر بغیر دوسرے  
 نکاح کے رجوع کر لینا جائز ہے۔ یعنی پھر دوبارہ اس کو بیوی بنا سکتا ہے۔  
 مثلاً اتنا کہنا ضروری ہے کہ میں نے اب اپنی طلاق سے رجوع کر لیا۔ یا بغیر کچھ  
 کہے اپنی عورت کو اس نیت سے ہاتھ لگالے یا اس سے صحبت کر لے تو اب  
 پھر وہ آپ کی بیوی بن گئی اور دوسری مرتبہ نکاح کرنے کی ضرورت پیش نہ  
 آئے گی۔ دوسری قسم طلاق بائن ہے۔ اس کے الفاظ آپ اپنے یہاں کے  
 کسی مستند عالم سے دریافت کیجئے یا بہشتی زیور میں دیکھیے۔ اس طلاق کا  
 مطلب یہ ہوتا ہے کہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ جب تک دوبارہ نکاح  
 نہ کرو وہ عورت تمہارے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ تیسری قسم طلاق کی طلاق  
 منغلظہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ہی تین طلاق دے دے یا علیحدہ علیحدہ  
 کر کے تین طلاق دے دے۔ اس طلاق کے بعد نکاح کرنا درست نہیں  
 جب تک کہ حلالہ نہ ہو جائے۔ یعنی پہلے تمہاری طلاق کی عدت گزارے پھر  
 کسی دوسرے آدمی سے نکاح ہو اور وہ اس سے صحبت کر کے اس کو طلاق  
 دے۔ اب اس طلاق کی عدت گزار کر دوبارہ پہلے مرد کے ساتھ نکاح ہو سکتا  
 ہے۔ غرض کہ اس طلاق میں بہت بکھڑا کرنا پڑتا ہے۔ ایسا کام ہی کیوں کرو



جس سے حضورؐ نے ممانعت فرمائی۔ اگر تم نے اپنی مرضی سے کر ہی لیا تو خود کردہ  
 راجح نیست۔ اب اس کو بھگتہ اور طلاق ہر عاقل بالغ خاوند کی طرف سے ہو  
 جاتی ہے۔ اگرچہ کسی کے جبر کرنے سے طلاق دے دے یا نشہ میں دے یا گوبگا  
 ہو اور مخصوص اشارہ کے ساتھ طلاق دے اور نابالغ لڑکے اور پاگل کی اور  
 سونے والے کی طرف سے طلاق نہیں پڑتی۔

ایک دفعہ میں تین طلاق دینے والا شخص  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مجرور

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ أَخْبَرَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ  
 ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ  
 غَضَبًا ثُمَّ قَالَ أَكَلْتُ  
 بِلِتَابِ اللَّهِ عَذًّا وَجَلًّا وَأَنَا  
 بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتَّى قَامَ  
 رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 أَلَا أَقْتُلُهُ (رواه النسائي)

ابن لبید فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو ایک شخص کی خبر دی گئی کہ اس نے اپنی  
 بیوی کو یک وقت میں تین طلاقیں دیدیں  
 آپؐ اس خبر کو سنتے ہی غصہ کی وجہ سے  
 کھڑے ہو گئے اور پھر فرمایا کہ کیا میری  
 موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیل  
 کیا جاتا ہے۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کیا رسول اللہ اس کو قتل نہ کر دو۔

(نسائی شریف)

کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے۔ یعنی قرآن میں طلاق مرتنان یعنی دو  
 دفعہ طلاق آتا ہے۔ اور تم تین طلاقیں دیتے ہو۔ اور پہلے معلوم ہو چکا شرعی طلاق  
 یہ ہے کہ مختلف اوقات میں تین طلاقیں دی جائیں۔ اور ایک دم نہ دی جائیں۔



اسی وجہ سے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اکٹھی تین طلاق دینی حرام اور بدعت ہے اور متفرق طلاقیں مختلف اوقات میں دینے کا فائدہ یہ ہے کہ شاید طلاق دینے کے بعد خاوند کا دل بھری کی طرف دوبارہ مائل ہو جائے اور پھر وہ رجوع کر سکے کیوں کہ بعض اوقات غصہ میں یہ فعل ہو جاتا ہے اور بعد میں ہوش آتا ہے کہ یہ تو نے غلط کیا ہے۔ اس لیے ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد مرد کو کوئی اختیار نہیں رہتا۔ بلکہ اگر پھر چاہے بھی تو بڑی مشکلات کا سامنا پڑتا ہے۔ دیکھا آپ نے شریعت کے خلاف چلنے میں کتنا نقصان ہوتا ہے۔ گناہ بھی کیا اور اپنے ہاتھ سے اختیار ہی جاتا رہا۔ آج کل کے خاوند اس کی پرواہ نہیں کرتے یا تو اس مسئلہ کی جہالت کے باعث یا غصہ میں آکر اندھے ہو جانے کے باعث یا رواج پڑ جانے کے باعث مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیشہ خیال رکھے کہ اگر طلاق کے بغیر گزارہ اور چارہ نہ ہو تو ہمیشہ طلاق سنت کے موافق دیکھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْغَضُ  
الْحَلَالَ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ -

(۸۱) حضرت  
عبد اللہ ابن عمرؓ  
فرماتے ہیں کہ

طلاق دینی اللہ  
کو پسند نہیں

(دواۓ ابوداؤد)

حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے یعنی اگرچہ  
اشد ضرورت کے موقع پر اس کو استعمال کرنے کی اجازت ضرور ہے لیکن پھر بھی  
اللہ کو یہ فعل پسند نہیں جیسے کسی کی مفسوئہ زمین میں نماز پڑھنے سے نماز تو ہو جاتی  
ہے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند نہیں بلکہ مکروہ ہوتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)



(۸۴) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے

ہیں کہ مجھ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معاذ روئے زمین پر اللہ کو غلام کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اور روئے زمین پر سب سے زیادہ گندی اور مبغوض چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے یعنی بلا اشد ضرورت کے طلاق دینی خدا کو ناپسند ہے

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ وَلَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَنْبَغَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ - (مشکوٰۃ)

اور شیخ بن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بعض عورت کو طلاق دینی مستحب ہوتی ہے یعنی اس عورت کو جو نماز نہ پڑھتی ہو اور بد چلن ہو اور قباوی قافی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی کی بیوی نماز نہیں پڑھتی تو اس کو طلاق دینا بہتر ہے اگرچہ اس کے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لیے مال بھی نہ ہو۔ ابو حفص بخاریؒ سے منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے اس کا بندہ اس حالت میں ملے کہ اس پر اس کی بیوی کے مہر کا بار ہو تو ایسا شخص اللہ کے یہاں اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو صحبت کرتا ہو ایسی بیوی سے جو نماز نہ پڑھتی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ بے نماز عورت کو طلاق دینی ثواب ہے اور اگر اس کا مہر ادا نہیں کر سکتا تو کوئی پروا کی بات نہیں۔

بے نمازی عورتوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ اگر مسلمان خاوند اس کے پابند ہو جائیں تو ہماری عورتیں اور بچے سب نمازی ہوں۔ لیکن



اس کا کیا کیا جائے کہ مرد خود نماز کے پابند نہیں ہوتے۔

آں خود گم کردہ راہست چہ را رہبری کند

جو خود اندھا ہے وہ دوسرے کو راستہ کیسے دکھا سکتا ہے۔ افسوس کہ ہم اپنے دنیاوی مفاد کے باعث تو طیش و غصہ میں آکر طلاق دے دیتے ہیں لیکن کوئی ایسا اللہ کا بندہ نظر نہیں پڑتا جو نماز نہ پڑھنے پر اللہ کے واسطے اس کو طلاق

دے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ  
جِدٌّ وَهِنَّ لِهَيْئِ جِدِّ النِّكَاحِ  
وَالطَّلَاقِ وَالرَّجْعَةِ

(رواہ الترمذی)

(۸۳) فرمایا  
رسول اللہ  
صلی اللہ

طلاق بغیر نیت کے  
بھی ہو جاتی ہے

علیہ وسلم نے تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انکا قصد اور ارادہ ہو تب تو وہ ہو ہی جاتی ہیں اور اگر ان کا ارادہ و قصد نہ بھی کیا جائے

بلکہ مذاقاً یا تفریحاً یا ہنسی کی غرض سے بھی کہے تب بھی ہو جاتی ہیں۔ (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) طلاق دے کر رجوع کرتا۔ یہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ ان کا ارادہ ہو تب بھی اور نہ ارادہ ہو تب بھی واقع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً دو مردوں کے سامنے ہنسی ہنسی میں نکاح کر لیا تو یہ نکاح درست ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر ہنسی ہنسی میں طلاق دے دی یا ویسے ہی بغیر نیت اور ارادہ کے طلاق دے دی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ اس میں بھی نیت کرنی ضروری نہیں۔ اسی طرح بغیر ارادہ کے طلاق رجعی میں رجوع کرنے سے طلاق ختم ہو جائے گی اور یہ عورت



دوبارہ بغیر نکاح کے اس کی ہوجائے گی۔ اور زیع و شرا خرید و فروخت بغیر نیت اور ارادہ کے نہیں ہو سکتی۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ۔

(۸۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اٹھایا گیا۔ تین شخصوں سے یعنی ان کے تول و فعل معتبر نہیں اور نہ وہ قانون کے پابند ہیں اور نہ ان کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔ (۱) سونے والا جب تک کہ وہ جاگ نہ

جائے۔ (۲) بچہ جب تک کہ وہ ہوان اور بالغ نہ ہو جائے۔ (۳) بے عقل جب تک کہ وہ سمجھ دار نہ ہو جائے۔ یعنی جس طرح یہ اور افعال میں مکلف نہیں اسی طرح ان کے طلاق دینے سے طلاق بھی نہیں پڑے گی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طَلَّاقَ وَلَا عَتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ۔

(دواۓ ابوداؤد)

(۸۵) حضرت

عائشہ فرماتی

**زبردستی کی طلاق**

ہیں کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ زبردستی سے نہ طلاق پڑتی ہے اور نہ غلام کو آزادی

حاصل ہوتی ہے۔ یعنی اگر کوئی زبردستی کسی عورت کو طلاق دلوادے یا اس سے غلام کو آزاد کرادے تو اس صبرت میں عورت کو طلاق نہ ہوگی یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زبردستی سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔



ان کی دلیل حدیث ۸۳ صفحہ ۸۹ پر ہے۔

بیوی پر بدگمانی نہ کرو (۸۶) حضرت ابو ہریرہؓ

فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میری بیوی کے ایک بچہ ہوا ہے لیکن وہ کالا ہے۔ اس لیے میں نے اس کی نسبت یہ کہہ دیا کہ جب یہ میری صورت اور میرے ہم رنگ نہیں تو یہ میرا نہیں بلکہ اس کا باپ کوئی اور ہے جس کی صورت پر یہ پیدا ہوا۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے پاس اونٹ بھی ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے کیا رنگ ہیں۔ اس نے کہا سرخ آپ نے فرمایا۔ ان میں کوئی خاکسرا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا  
آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ  
عُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرُتُهُ فَقَالَ  
لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ  
نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَاهَا قَالَ حُمْرٌ  
قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْزَقٍ قَالَ  
إِنَّ فِيهَا أَوْزَقًا قَالَ فَأَتَى تَرِي  
ذَلِكَ جَاءَهَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا  
قَالَ فَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ  
وَلَمْ يُرَخَّصْ لَهُ فِي الْإِسْقَاءِ  
مِنْهُ - (بخاری و مسلم)

رنگ کا بھی ہے۔ اس نے کہا کہ ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر۔ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا۔ حالانکہ ماں باپ اس رنگ کے نہیں۔ اس پر اس دیہاتی نے کہا کہ ان کی نسل میں کوئی اونٹ اس رنگ کا ہوگا جس کے یہ مشابہ ہو گیا۔ آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا تو شاید اس لڑکے کی اصل میں بھی کوئی باپ داداؤں میں کالا ہوگا۔ جس کے ہم شکل یہ لڑکا ہو گیا ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو اپنے



سے نفی کرنے کی اجازت نہیں دی۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمزور علامتوں سے اپنے لڑکے کو اپنا نہ کہنا اور بیوی پر بدگمانی کرنی جائز نہیں تاوقتیکہ قوی دلیلیں اس کی نہ پائی جائیں مثلاً بیوی سے صحت تو کی نہیں اور بچہ پیدا ہو گیا۔ اسی طرح شادی کے بعد چھ ماہ سے قبل بچہ پیدا ہو گیا تو اس صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بچہ حرامی ہے اور تو کہاں سے لائی اور اس وقت یہ بچہ اس کے مال کا وارث بھی نہ ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ  
عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ -

(بخاری و مسلم)

نسب بدلنا کفر ہے (۸۷۱) حضرت ابو ہریرہؓ نے

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے منہ موڑا اپنے باپ دادا سے پس تحقیق کہ اس نے کافروں کا فعل اختیار کیا یا کفر کیا یعنی ناشکری کی اس لیے تم اپنے باپ داداؤں ہی کی طرف اپنی نسبت کیا کرو۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ  
وَأَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ  
أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَأُجِنَّةٌ عَلَيْهِ  
حَرَامٌ (بخاری و مسلم)

ذات بدلنے والے پر جنت حرام ہے (۸۸۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس نے اپنی ذات بدل دی حالانکہ اس کو علم ہے کہ یہ میری ذات نہیں پس جنت اس پر حرام ہے۔



آج کل ذات بدلتی فیشن میں داخل ہو گیا۔ کوئی اپنے آپ کو سید کہلانے لگا۔ کوئی انصاری کوئی قریشی کوئی عتباسی بن گیا۔ یہ چیز حرام ہے اور اگر اس چیز کو جانتے پوچھتے ایسا کیا تو حرام فعل کہ حلال سمجھنا کفر ہے اس لیے حضور نے کفر کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس سے ہوتا ہی گیا ہے دھوکہ دے کر دنیاوی وہابیت حاصل کرنا۔ ورنہ اللہ کے یہاں تو ذاتوں کی پوچھ نہیں۔ وہاں تو پیر ہیزگاری کا سوال ہو گا۔ اور اسی کے بقدر عزت و ذلت ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

(۸۹) حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں

اپنی بیوی پر خواہ مخواہ بدگمانی کرنا اور قیامت کو ذلیل کیا جائیگا بدوایت عورت جنت میں نہ جائے گی

کہ جس وقت آیت ملا عنہ نازل ہوئی اس وقت حضور پاکؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے زنا کر کے جو اس سے بچہ پیدا ہوا اسکو اپنے خاوند کی طرف لگا دیا وہ عورت اللہ کی رحمت سے محروم اور ایسی عورت کا جنت میں جانا حرام۔ یعنی ہرگز ایسی عورت جنت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَمَا نَزَلَتْ آيَةُ الْمَلَأْنَاهَا أَيْمًا أَمْرًا أَدْخَلْتُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ وَلَنْ يَدْخُلَهَا اللَّهُ جَنَّةً وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ وَفَضَّى عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ (رواه ابو داود والنسائي)

میں نہ جائے گی۔ اسی طرح وہ مرد جو اپنے لڑکے کی نسبت انکار کرے اور اپنی عورت پر تہمت باندھے اس کو خدا کا دیدار نصیب نہ ہو گا۔ اور قیامت کے روز



خدا تمام مخلوق کے سامنے اس کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ (ابو داؤد و نسائی شریف)  
 حاصل یہ ہوا۔ نہ عورت کو چاہیے کہ وہ بدکاری کر کے حرامی بچہ کو اپنے خاوند  
 کے سر تھوپے اور نہ مرد کو چاہیے کہ وہ خواہ مخواہ اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے  
 نیز اس وعید میں وہ ماں باپ بھی آہلنے ہیں جنہوں نے اپنی ذات بدل دی ہے  
 پہلے کچھ اور تھے اب کچھ اور کھلانے لگے۔ اب اولاد کی کیا خطا ہے۔ وہ تو بے چاری  
 وہی کہے گی جو اپنے ماں باپ سے سنتی چلی آئی۔ اس لیے ذات اقوام کے معاملہ  
 میں بہت محتاط رہنا چاہیے اور جو اپنی ذات ہے اس پر قائم رہنا چاہیے اور  
 آپ سمجھتے ہیں کہ آخر یہ ذاتیں کیوں تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ وجہ اسکی  
 یہ ہوئی کہ لوگ اپنے خیال میں اپنی ذات کو اچھا اور اپنے کو عزت دار اور اپنی ذات  
 کو اونچی اور اوروں کی ذات کو نیچی اور ذلیل سمجھنے لگے جو اسلامی نظریہ کے بالکل  
 خلاف تھی۔ کیونکہ آدمؑ کی اولاد سب برابر ہے۔ چاہے اس میں کوئی غریب ہو  
 چاہے اس میں کوئی رئیس۔ شعر

النَّاسُ مِنْ جِهَةِ التَّمَثَالِ أَكْفَاءُ      أَبُوهُمْ آدَمُ وَالْأُمُّ حَوَاءُ

یعنی آدمی آدمی سب برابر ہیں کیوں کہ ان کی ماں حضرت حواءؑ ہیں اور  
 ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر بڑائی کلبے کی اور میرے ناقص  
 خیال میں ان ذات بدلنے والوں کا گناہ بھی ایسے ہی نا عاقبت اندیش لوگوں پر  
 ہو گا جو اپنی ذات کو اونچی اور اپنی ذات کے علاوہ کو نیچی سمجھتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ  
 نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۹۰) جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض



غیرت تو ایسی ہے جس کو اللہ محبوب رکھتا ہے  
اور بعض غیرت ایسی ہے جس کو اللہ مبغوض  
رکھتا ہے پس وہ محبوب غیرت ہے جو شک  
کے بارہ میں ہو۔ مثلاً بیوی اجنبی مردوں  
کے سامنے آتی ہو یا اجنبی مرد اس کے پاس  
بے تکلف آتے جلتے ہوں اور اس سے  
ان کی ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ ہوتی ہو۔  
اور وہ غیرت جو خدا کو ناپسند ہے تو وہ غیرت  
ہے جو محض بدگمانی کے باعث ہے اور اسکا  
یقین نہ ہو۔ مثلاً خواہ مخواہ اپنی بیوی پر  
شک کرنا کہ اس سے جو بولی اسکا یہ مطلب،

اور اس سے جو منہس کر باتیں کیں اس سے

قَالَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللَّهُ  
وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللَّهُ فَأَمَّا الَّتِي  
يُحِبُّهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّبَةِ  
وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللَّهُ فَالْغَيْرَةُ  
فِي غَيْرِ رِبَةٍ وَإِنَّ مِنَ الْخِيَلِ  
مَا يُبْغِضُ اللَّهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ  
اللَّهُ فَأَمَّا الْخِيَلُ الَّتِي يُحِبُّ  
اللَّهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ  
الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الْقَدَّةِ  
وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللَّهُ فَاخْتِيَالُهُ  
فِي الْفَخْرِ۔

(رواہ احمد والبخاری والنسائی)

یہ مشتاک تھا۔ ایسا کرنا ٹھیک نہیں اسی طرح تکبر کی بھی دو صورتیں۔ ایک وہ جو  
اللہ کو پسند ہے اور ایک وہ جو اللہ کو ناپسند ہے۔ پس وہ تکبر جو اللہ کو پسند ہے  
وہ تکبر ہے جو کفار سے جہاد کرنے میں اختیار کیا جائے تاکہ کافروں کو طاقت معلوم  
ہو جائے اور اپنی شجاعت و بہادری بیان کرے اور ان کو حقیر و ذلیل کرے۔  
اسی طرح خیرات میں تکبر کرنا بھی اللہ کو محبوب ہے۔ یعنی بہت دینے کو تھوڑا  
سمجھے اور یہ کہے کہ میں دیتا تو بہت لیکن اس وقت مجبوری ہے اور نہایت  
خوشروئی سے دے جیسے کہ اتنی بڑی رقم دینے میں اس کو پرواہ ہی نہیں۔



اور بکتر کرنا نسب میں یہ اللہ کو ناپسند ہے کہ میں ہی شریف اور بڑھیا ذات والا ہوں۔ میرے مقابلہ میں کسی کی ذات نہیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ بڑائی کا دار و مدار تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے اور نبی تکبر اکثر دینداروں تک میں دیکھا گیا۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو ہر شخص سے زیادہ ذلیل سمجھے۔ یہ ہی چیز کامیابی تک پہنچانے والی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کو اپنی نجات کا سرٹیفکیٹ اللہ کے یہاں سے مل گیا تب تو آپ بڑائی کر سکتے ہیں ورنہ اور وہ کو بیچ ذات اور گنوار کنا دست نہیں۔ تم کو کیا خبر مرنے کے بعد تم کہاں ہو گے اور وہ کہاں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدَ كَاتِبَتَ

عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ

يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي

إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ

لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا

يَكْفِيكَ وَكَذَلِكَ بِالْمَعْرُوفِ

(بخاری و مسلم)

(۹۱) حضرت عائشہ

فرماتی ہیں ہند

**خاوند کی چوری**

امیر معاویہؓ کی والدہ حضورؐ کی خدمت میں

حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ابوسفیان میرا شوہر نجیل ہے اور

کنجوس ہے وہ مجھے میرے گزارہ کے موافق

نہیں دیتا۔ البتہ ایسا کرتی ہوں کہ چپکے

سے اس کے مال میں سے دیانتداری

کے ساتھ اپنے گزارہ کے موافق لیتی

ہوں۔ آیا یہ فعل جائز ہے یا نہیں آپ نے فرمایا۔ دیانت داری کے ساتھ

آنا تکمال لینا جو تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو جائے جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گزارہ کے موافق نفقہ اور خرچہ مرد کے ذمہ



واجب ہے اور نفقہ سے مراد کھانا، لباس و مکان ہے۔ اور بیوی کا نفقہ اس کے خاوند پر واجب ہے۔ اگرچہ وہ خاوند چھوٹا ہو بشرطیکہ اس بیوی نے اپنے کو خاوند کے سپرد کر دیا ہو۔ اور بیوی کی رہائش بھی خاوند کے مکان میں ہو۔ یا وہ خود کو خاوند کے سپرد اس لیے نہیں کرتی کہ اس کا حق خاوند کے ذمہ ہے۔ تب بھی اس کا نفقہ ضروری ہے۔ یا وہ اپنے ماں باپ کے یہاں رہتی ہے اور خاوند اس کو بلاتا نہیں تب بھی اس کا نفقہ ضروری ہے اور ہر مہینے کا نان نفقہ مقرر کر دیا جائے اور ہر ماہ کا خرچہ اس کے حوالہ کر دیا جائے اور چھ ماہی کا لباس مقرر کیا جائے جو اس عورت کے لئے کافی ہو سکے اس طرح پر کہ نہ تو اس میں فضول خرچی ہو اور نہ تنگی ہو۔ نفقہ کی مقدار میں دونوں کی حالت معتبر ہے مثلاً دونوں مال دار ہیں تو نفقہ مال داروں کی مانند ہوگا اور اگر دونوں غریب ہوں تو ان کی حیثیت کے موافق ہوگا اور جس میں آپس میں رضامندی ہوئے اور اگر بیوی غریب گھر کی ہے اور خاوند مال دار یا بیوی تو مال دار اور خاوند غریب ہے تو اس صورت میں خاوند کا اعتبار ہوگا۔ اگر وہ مال دار ہے تو بیوی کو اپنی حیثیت کے موافق دے اور اگر غریب ہے تو بیوی کو اس کی حیثیت کے موافق دے۔ مسئلہ اگر میاں بیوی میں نفقہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بیوی تو کہتی ہے کہ تو مال دار ہے لہذا میرا خرچہ بھی بڑھا اور میاں کہتا ہے کہ نہیں میں تو غریب ہوں تو اس صورت میں خاوند کا قول معتبر ہوگا۔ البتہ اگر بیوی اس پر گواہ پیش کر دے تو بیوی کے گواہ معتبر ہوں گے اور اس کا خرچہ زیادہ کرایا جائے گا اور اگر خاوند مال دار ہے تو بیوی کے واسطے ایک نوکرانی خادمہ کا خرچ بھی ضروری ہے اور



اگر خاوند مفلس ہو تو اس صورت میں نوکرانی کا خرچہ اس پر ضروری نہیں مسئلہ جب بیوی کا خرچہ مقرر کیا گیا اس وقت خاوند مال دار تھا اور اب وہ غریب ہو گیا۔ اسی طرح پہلے غریب تھا اب خاوند مال دار ہو گیا اور بیوی مطالبہ کرتی ہے کہ ترقی کی جائے۔ تو اس صورت میں دونوں کی رعایت رکھی جائے گی یعنی اگر مرد پہلے مال دار تھا تو اب بیوی کے نفقہ سے تحقیق اور اس کو گھٹا دیا جائے گا۔ اور اگر پہلے فقیر تھا اب مال دار ہو گیا تو اس صورت میں بیوی کے ماہوار خرچ میں ترقی کر دی جائے گی۔ مسئلہ اگر بیوی بغیر اپنے خاوند کی مرضی کے ناحق اپنے مال باپ کے یہاں جا کر بیٹھ گئی تو اس صورت میں مرد کے ذمہ اس کا نفقہ نہیں۔ اسی طرح عورت کو بیماری کی وجہ سے اس کے مال باپ تے نکاح کے بعد رخصت نہ کی ہو تب بھی اس کا نفقہ مرد کے ذمہ نہیں اور فقیر پر یعنی تنگ دست پر کسی کا بھی نفقہ واجب نہیں۔ نہ مال باپ کا نہ بھائی بہن کا مگر بیوی اور اولاد کا نان نفقہ بہر صورت اس کے ذمہ ضروری ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُوءَةَ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آعَطَى اللَّهُ  
أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْذِإْهُ  
وَ أَهْلَ بَيْتِهِ (رواه مسلم)

(۹۲) حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا۔ جب اللہ

مال میں سے  
زیادہ حق دار

تعالے تم کو مال دے تو اول اپنے اور ہر اور  
اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرو۔ اگر وہاں سے  
بچے تب اور دلوں کو دو۔ (مسلم شریفین)  
بیوی کی خوراک و پوشاک (۹۳) فرمایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لِلْمَلِكِ طَعَامُهُ  
وَكِسْوَتُهُ وَلَا تُكَلِّفُ مِنَ الْعَمَلِ  
إِلَّا مَا يُطِيقُ (رواہ مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مملوک کے لیے  
اس کے مالک کے ذمہ کھانا کھلانا لباس  
دینا اور اس سے اتنا ہی کام لینا ہے جس کی  
اس میں طاقت ہو۔

حاصل یہ کہ ایسا کام کرنے کو نہ کہے کہ اس کی صحت کو نقصان پہنچائے۔ خیال  
تو کرو کہ مالک حقیقی بھی اپنے بندوں پر اسی قدر بوجھ رکھتا ہے جتنی کہ ان میں طاقت  
ہوتی ہے۔ پس بندوں کو بھی جو مالک مجازی ہیں۔ یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے  
یہ نہیں کہ تمام رات ٹانگیں دیوائے چلے جا رہے ہیں۔ تمام دن مشقت میں  
ڈال رکھا ہے۔ نہ ان کے دن کے آرام کا خیال اور نہ رات کی نیند کا خیال۔  
اور جیب اپنے غلام پر جو حقیقت ملک ہوتے ہیں ان پر زیادہ بوجھ رکھنے کی  
ممانعت ہے تو عورت کے تو حقیقتاً ہم مالک بھی نہیں۔ صرف ایک چیز کے مالک  
ہیں اس میں ہر طرح تصرف کر سکتے ہیں۔ اسی حد تک کہ اس کی صحت خراب نہ  
ہو جائے۔ اسی طرح عورت کو کھانا کھانے ہوئے بھی اٹھانا جائز نہیں کہ جاؤ  
پانی لاؤ۔ یہ کام کرو۔ سالن لاؤ۔ البتہ اگر یہ کام خود ہی اپنی رضا مندی و خوشی  
سے کرتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ كَفَى بِالرَّجُلِ إِثْنًا  
أَنْ يُحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوَّتَهُ

(۹۴) حضرت عبداللہ  
بن عمرو فرماتے ہیں  
کہ نبی صلی اللہ علیہ

بے وقت کھانا  
دینے کی ممانعت

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے گنہگار ہونے



وَفِي رَوَايَةٍ كَفَى بِالْمَرْءِ اثْمًا  
أَنْ يُفْضِيَ عَنْ مَنْ يَقُوتُ

(رواہ مسلم)

کے لیے یہ بات کافی ہے جو اپنے بیوی بچے  
اور غلام سے ان کا کھانا روک لے دوسری  
روایت میں یہ ہے کہ انسان کے گنہ گار

ہونے کے لیے کافی ہے کہ جن کا کھانا اس کے ذمہ ہے اس کو ضائع کر دے۔ بندہ  
کے ناقص خیال میں اس حدیث کے ذیل میں وہ خاوند بھی آجاتے ہیں جو اپنی بیویوں  
کو پابند کرتے ہیں کہ جب تک ہم نہ آئیں تم کھانا نہ کھاؤ اور خاوند صاحب کبھی  
تو کئی گھنٹے گزرنے کے بعد آتے ہیں اور کبھی سارا دن غائب رہتے ہیں اس  
لئے بیویوں کو اس معاملہ میں آزادی ہونی چاہیے کہ جب تم کو بھوک لگے  
کھانا کھا لو۔ ہمارا انتظار نہ کرتا۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ  
قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا  
لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا  
أَعْلَمُ أَنَّ مَسْعُودَ اللَّهِ أَقْدَرُ  
عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالتَفْتُ  
فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لَوْ جِئْتُ  
اللَّهُ فَقَالَ أَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلْ  
لَلْفَحْتُكَ النَّارَ أَوَّلَ مَسْتَكٍ

مملوک کو مارنے کی تنبیہ (۹۵) حضرت  
ابو مسعود

انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے  
غلام کو مار رہا تھا۔ اچانک اپنے پیچھے سے  
ایک آواز سُنی۔ خبردار! اے ابو مسعود  
خدا تیری نسبت تجھ پر زیادہ قادر ہے۔ یہ  
آواز سن کر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا اچانک  
دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف  
فرما ہیں میں نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا  
حضور! یہ غلام اللہ کے واسطے آزاد ہے



اس پر آپ نے فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم رسید ہوتا۔ (مسلم شریف)

النَّارُ۔ (رواہ مسلم)

اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر ہمارے مسلمان بھائی بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب غلام کے بارے میں یہ وعید ہے تو عورت کو مارنے والے کا کیا حشر ہو گا حالانکہ وہ غلام کی طرح مملوک نہیں۔

نمازی کو مارنے کی ممانعت | (۹۶) حضرت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهَبَ لِعَلِيِّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّي نَهَيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَقَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّي - (مشکوٰۃ)

ابو امامتہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک غلام عنایت فرمایا۔ اور دیتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ اے علی اس غلام کو نہ مارنا کیونکہ مجھ کو اللہ کی طرف سے نماز پڑھنے والوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔

وَفِي الْمُجْتَبَىٰ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّينَ (مشکوٰۃ)

(۹۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی مرد اور نمازی عورتوں کے مارنے کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ ممانعت نمازی کی شرافت اور اس کی عزت کی وجہ سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف ہیں لہذا تم بھی ان کی عزت کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہاں پر نمازی کو



خواہ وہ مرد ہو یا عورت مارنا ممنوع قرار دیا ہے تو قوی امید ہے کہ آخرت میں بھی انشاء اللہ الرحمن تمنازی ہر قسم کی مار پیٹ سے محفوظ رہے گا۔

نوکر و عورت کو دن میں  
ستر مرتبہ معاف کرو۔  
(۹۸) حضرت  
عبداللہ  
ابن عمرؓ

فرماتے ہیں کہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرنے لگے کہ حضور! یہ تو بتلائیے کہ ہم اپنے خدمت گزاروں کے کتنے بار قصور معاف کریں۔ اس پر آپ خاموش رہے دوبارہ پھر دریافت کیا۔ آپ پھر خاموش

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ  
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ كَمْ نَعْفُو عَنْ الْخَادِمِ  
فَسَكَتَ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ  
الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتْ  
الثَّالِثَةُ قَالَ اعْفُوا عَنْهُ  
كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

(رواہ البوہاؤد)

رہے۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اس کی خطائیں ہر دن میں ستر مرتبہ معاف کرو۔ اور آپ کا دوبارہ خاموش رہنا وحی کے انتظار کیلئے تھا۔ جب وحی آگئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ستر مرتبہ معاف کرو۔ دیکھا آپ نے ہم میں ہے کوئی ایسا کہ روزانہ اتنی مرتبہ معاف کرے۔ (البوہاؤد)

عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ  
مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ  
ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ اتَّقُوا

(۹۹) حضرت  
سہلؓ فرماتے  
ہیں کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اونٹ پر گزر رہا



جس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اس کی کمر  
اس کے پیٹ سے لگ گئی تھی۔ یعنی اسکے  
اوپر بوجھ زیادہ لاداجاتا تھا یا اس کو  
اچھی طرح کھانے کو نہیں ملتا تھا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ڈرو  
اللہ سے ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں پس ان پر سواری کرو جب کہ وہ  
اس کی طاقت رکھتے ہوں اور ٹھکنے سے پہلے ان سے کام لینا چھوڑ دو۔

(البوداؤد شریف)

پس جانوروں پر نہ اتنا بوجھ رکھنا چاہیے جس کی ان میں برداشت نہ ہو۔  
اور نہ ان پر زیادہ سواری کرنی چاہیے۔ کیوں کہ یہ بے چارے اپنا مال اپنی  
زبان سے نہیں کہہ سکتے اور ان کو زیادہ بھگوانے کی بھی ممانعت ہے اور جب  
جانوروں کی رعایت ضروری ہے جو اسی لیے بنائے گئے ہیں تو غریب غوروں  
پر سختی اور زیادہ کام ڈالنا کون سی دانش مندی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَّ  
امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنَّ ابْنِي هَذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ  
وَعَاءٌ وَتَذِي لِي لَهُ سِقَاءٌ وَ  
حَجْرِي لَهُ حِوَاءٌ وَإِنَّ أَنَا  
طَلَقْتَنِي وَآرَادَ أَنْ يُلْزِعَهُ  
مَتًى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

بچہ کی حقہ کون ہے | (۱۰۰) حضرت  
عبد اللہ

بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر  
کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ ایک مدت تک  
میرے پیٹ میں رہا اور مدت تک میرا دودھ  
پیتا رہا اور ایک عرصہ تک میری گود میں پلتا رہا اس کے



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَحَقُّ  
بِمَالِهِمْ تَنْكِحِي -

(رواہ احمد و ابو داؤد)  
اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو  
دوسرا نکاح نہ کر لے تو اس کو اپنے پاس رکھ تو اپنے بچہ کی پرورش کی زیادہ  
حق دار ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ  
امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ  
زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ  
بِابْنِي وَقَدْ سَقَانِي وَنَفَعَنِي  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَذَا أَبُوكَ وَهَذِهِ  
أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ ابْنِهِمَا شِئْتَ  
فَاخْذْ بِيَدِ امْرَأَتِهِمَا فَانْطَلَقَتْ  
بِم - (رواہ ابو داؤد والنسائی

والدارمی)

باپ کے پاس تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور ماں خوشی خوشی اپنے  
بچہ کو اپنے ساتھ لے گئی۔

(نسائی شریف، ابو داؤد شریف، دارمی شریف)

(۱۰۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں  
کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ میرے خاوند  
نے مجھے طلاق دے دی۔ اب اسکا باپ  
یہ چاہتا ہے کہ میرے بچہ کو مجھ سے لے جا کر  
اپنے پاس رکھے اور اس وقت یہی مجھ کو  
کما کر کھلاتا ہے اور میرے کھانے پینے کی  
خبر گیری کرتا ہے اس پر آپ نے اس بچہ  
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ تیرا باپ  
ہے اور یہ تیری ماں۔ اب تجھ کو اختیار  
ہے چاہے اپنی ماں کے پاس رہ یا اپنے



عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ  
وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللَّهُ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
(رواه الترمذی)

(۱۰۲) زبردستی عورت سے بچہ  
چھین لینا بڑا جرم ہے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں  
کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
خود سنا۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے

ماں اور اس کے بچہ کے درمیان جدائی ڈالی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس میں  
اور اس کے تعلق والوں رشتہ داروں اور دوستوں میں جدائی کر دیں گے۔ اس  
لیے اگر خدا نخواستہ بیوی سے ناچاقی ہو جائے تو اس کے بچہ کی پرورش اگر وہ  
خوشی سے کرے تو زبردستی اس سے بچہ کو چھیننا نہ چاہیے۔

عورت میں کیا کیا صفات دیکھنی چاہئیں

(۱) پہلی صفت پارسیائی  
اور دینداری اور

سب سے زیادہ اہم اور ضروری یہی ہے۔ کیوں کہ اگر عورت دیندار اور پارسی  
نہ ہوگی تو شوہر کے مال میں خیانت کرے گی اور اس وجہ سے اس کے خاوند کو  
پریشانی ہوگی۔ اگر عصمت میں خیانت کرے گی اور اس پر خاوند خاموش ہوگا  
تو اس کی آبرو اور دین کو نقصان پہنچے گا اور لوگوں میں ردیہ و بدنام ہوگا۔  
اور اگر خاوند خاموش نہیں رہتا تو اس کا عیش و آرام خاک میں مل جائے گا اور  
اس کی زندگی خراب ہو جائے گی۔ اگر اس کو طلاق دیتا ہے تو اس وقت بھی سسر  
سسر نقصان ہی نقصان ہے۔ آخر اس کی رفاقت یاد آئے گی۔ لہذا ان وجوہات پر



نظر کرتے ہوئے نکاح سے پہلے ہی عورت کی دینداری معلوم کر لے۔ نہ اندھے کو نہ تو گے نہ دوائیں گے۔ نہ بدوین سے نکاح کر دے نہ خرابیاں پیدا ہونگی۔ اگرچہ بدوین عورت کتنی ہی خوبصورت حسین اور ماہ جبیں ہو لیکن خاوند کے اوپر ایک وبال جان اور بلا عظیم ہے۔ ایسی بیوی کو طلاق دینی بہتر ہے۔ البتہ اگر اس کے ساتھ دل لگا ہوا ہو تو طلاق نہ دے۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اپنی بیوی کی شکایت کرنے لگے کہ اس کا چال چلن ٹھیک نہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس کو طلاق دے دے۔ انھوں نے عرض کی حضور مجھے اس عورت سے بہت زیادہ محبت ہے۔ طلاق کیسے دے دوں۔ اس پر آپ نے فرمایا تو اس کو اپنے پاس رکھ اور طلاق نہ دے کیوں کہ اگر تو نے اس کو طلاق دیدی تو تو بھی اس کے پیچھے فتنہ میں پڑ جائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ جو شخص مال یا خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کرتا ہے۔ وہ دونوں سے محروم رہے گا۔ اور جو دینداری کی وجہ سے کرتا ہے تو اس کو مال بھی ملے گا اور جمال بھی ملے گا۔

دوسری صفت یہ ہے کہ اس کی عادت مزاج اچھے ہوں۔ خوش خلق اور منہس مکھ ہو۔ کیونکہ بد مزاج عورت تاشکر اور زبان دراز ہوتی ہے اور بات بات پر بڑبڑاتی ہے اور برا بھلا کہتا شروع کر دیتی ہے اور فرمائشوں میں مرد کا ناطقہ بند کر دیتی ہے اور اس کی زندگی تلخ اور اس کے دین تک کو خراب کر ڈالتی ہے۔



عورت کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ خوبصورت اور حسین ہو کیوں کہ عورت جتنی حسین ہوگی مرد کو اتنی ہی اس کے ساتھ محبت اور الفت ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ نکاح سے پہلے عورت کا دیکھنا سنت ہے۔ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو نکاح بغیر دیکھے ہوتا ہے اس کا انجام پشیمانی اور رنج و غم ہوتا ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ عورت سے نکاح دین کی وجہ سے کرنا چاہیے۔ خوبصورتی کی وجہ سے نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی فقط خوبصورتی پر نظر نہ ہونی چاہیے بلکہ خوبصورتی کیساتھ اور چیز بھی دیکھنی چاہیے۔ اور جس شخص کی نکاح سے صرف یہی غرض ہو کہ اولاد پیدا ہو چاہے وہ عورت جیستی ہی ہو یہ اس کی پرہیزگاری ہے۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں میں وہ عورت بہت اچھی ہے جس کا مہر کم ہو اور حسن و جمال میں بڑھی ہوئی۔ یعنی باوجود خوبصورتی کے اس کا مہر کم ہو۔ پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت بائجھ نہ ہو۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پُرانا بوریہ جو گھر کے کونے میں پڑا ہوا ہو وہ بائجھ عورت سے زیادہ بہتر ہے۔

چھٹی صفت یہ ہے کہ عورت نوجوان اور کنواری ہو کیوں کہ ایسی عورت سے فائدہ کو زیادہ محبت ہوگی اور جو عورت بیوہ یا مطلقہ ہوگی ایسی عورت کا دل اکثر اپنے پہلے خاوند ہی کی طرف لگا رہے گا اور بات بات پر اس کی یاد اس کو ستلے گی۔



حضرت جابرؓ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کر لیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابرؓ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اس کے ساتھ کھیلتا۔

ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ عورت اچھے اور دیندار خاندان کی ہو۔ کیوں کہ بد دین گھرانے کی عورت کے اخلاق عادات اور چال چلن اچھے نہیں ہوتے اور ایسی عورت سے نوے فی صدی یہ ہی امید کرنی چاہیے کہ اس کے بُرے اخلاق اس کی اولاد میں بھی اثر کریں گے۔

آٹھویں صفت یہ ہے کہ عورت اپنے کنبہ داروں اور رشتہ داروں میں سے نہ ہو کہ ایسی عورت سے اولاد نہایت کمزور اور ضعیف ہوتی ہے۔ امام غزالیؒ اس حدیث کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں۔ شاید اس کا سبب یہ ہو کہ اپنے کنبہ کی عورتوں کے حق میں شہوت نہایت ضعیف ہوتی ہے اور اس بنا پر اولاد کمزور پیدا ہوتی ہے عورتوں کی یہ آٹھ صفات ہیں جو ان میں دیکھنی چاہئیں۔

لڑکی کے ماں باپ کو چاہیے کہ لڑکی کی فلاح و بہبود کا خیال رکھیں اور اس کے لیے ایسے شوہر کی تلاش کریں جو لائق اور دین دار ہو اور بد اخلاق، بدمزاج، بد شکل اور ایسے غریب سے جو اپنی بیوی کا نان نفقہ نہ دے سکے اور بد دین مثلاً شرابی، چور اور بد چلن سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا درست نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق اور بد دین سے کر دیا تو اس کا قطع رحم ہوگا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم



نے یہ نکاح لونڈی بناتا ہے۔ تجھے خیال ہوتا چاہیے کہ میں اپنی لڑکی کو کس کی  
لونڈی بناتا ہوں۔

والسلام

بندہ محمد ادریس انصاری

## مولانا محمد الیاسؒ اور اُن کی دینی تحریک

یہ کتاب داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی سوانح حیات  
ہے۔ بچپن سے وفات تک کے خاص حالات، خاندان، احوال،  
نشوونما، تعلیم و تربیت، سلوک و تزکیہ تکمیل باطن اور خصوصی صفات  
و امتیازات کے علاوہ آپ کی دینی دعوت اور اصلاحی تحریک کو بھی تفصیل  
سے پیش کیا گیا ہے۔ جو بلاشبہ عصر حاضر کی سب سے بڑی اور سب سے  
زیادہ گہری دینی تحریک۔

قیمت : ۲۰۵۰



ایک نایاب نہایت اہم کتاب

طریقہ اصلاح اور تبلیغی جماعت

تعلیم اور تبلیغ

تقریب : حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند



اصلاح قلب کے کتنے طریقے ہیں؟ تبلیغی جماعت میں اصلاح کے کتنے طریقے پائے جاتے ہیں؟ وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعہ سے دنیا میں صحابہ کرامؓ کے ذریعہ انقلاب عظیم رونما ہوا؟ تبلیغی جماعت میں باہر کیوں سکلا جاتا ہے؟ وہ کون سے امور ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کے دل جماعت کی طرف مائل ہوئے؟ دعوتی کام کا نفع کیسا ہے؟ کیا جماعت میں شخصیات بنتی ہے یا مٹاتی جاتی ہے؟ بے شمار اشکالات کے جوابات ہر طبقہ کے لیے مفید

✽ کتابت و طباعت عمدہ ✽ کاغذ سفید ✽ سرورق خوبصورت

ہر کتب فروش سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے طلب کریں۔

فہرست کتب مفت طلب کریں۔ قیمت ۱۶۷۵ روپے

ناشر: مکتبہ زکریا بالمقابل جامع مسجد عالمگیر مارکیٹ لاہور ۶۶۱۲۴



## مکتبہ دینیات رائے ونڈ ضلع لاہور ۶۲

آپ کا اپنا ادارہ ہے اس سے جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں اُن سے آخرت کا فکر "دُنیا میں امن، چین، محبت و ہمدردی، علمی، عملی اور ایمانی زندگی کا فروغ ہو رہا ہے۔ اسکی کتابوں کو مدرسوں، مکتبوں، لائبریریوں اور کُتب خانوں میں ذوق و شوق سے قبول کیا جا رہا ہے۔ آپ کو جن کتابوں کی ضرورت ہے اپنا صحیح، صاف اور خوشخط پتہ اردو، انگریزی لکھ کر فوراً تحریر کریں۔ زیادہ کتابیں درکار ہوں تو اپنے قریبی ریلوے اسٹیشن کا نام صحیح، صاف اور خوشخط لکھیں، نیز ازراہ کرم اپنے دوست، احباب کے مکمل پتے بھی ارسال کرنے کی زحمت گوارا فرما کر فلاح دارین حاصل کریں۔

محمد طارق سعید



هَنْ لِيَاْسُ لَكُمْ وَاَنْتُمْ لِيَاْسُ لِهَنْ  
وہ تمہاری پوشاک ہیں تم اُن کی پوشاک ہو۔

# مسلمان بیوی

اضافہ شدہ جدید عکسی ایڈیشن

عورتوں کو اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری اور اُن کی  
اطاعت کرنے اُن کے گھروں کی حفاظت کرنے بچوں کی  
پرورش کر تیکے طریقے اور آپس میں نباہ کرنے کی ترغیب  
اور خاوندوں کی نافرمانی کرنے اور اُس کے خلاف چلنے کے  
ترہیبی مضامین نہایت سہل اُردو میں تحریر کیے گئے ہیں  
تاکہ اسکو پڑھ کر ہر عورت کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو سکے۔  
از

مولانا محمد ادریس صاحب انصاری

ناشر: مکتبہ دینیہ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور۔ فون ۶۲



# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۳	عرض ناشر
۵	احادیث
۱۹	غیبت کیا ہے
۲۰	کچھ حدیثیں مردوں کے متعلق
۲۴	بیوی کامیاب کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ
۳۴	جھوٹے پر خدا کا عذاب
۳۵	اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ
۴۱	کھانا کھانے کا طریقہ
۴۲	محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ
۴۳	سسرال والوں کے ساتھ آداب معاشرت
۴۵	انتظام خانہ داری
۴۶	جھوٹی قسم کھانے پر خدا کا عقتہ
۸۸	لعنت کی برائی
۸۹	بعض عورتوں کی بے عقلی
۹۶	بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی
۱۰۲	زنا کا عذاب
۱۰۳	بعض باتیں عیب اور تکلف کی
۱۱۱	بعضی باتیں تجربہ اور انتظام کی
۱۲۲	بچوں کی احتیاط کا بیان
۱۲۶	بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی
۱۳۴	مختصر اسباب بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشہ کا



## عرض نامہ

بحمد اللہ تعالیٰ کتاب ”مسلمان بیوی“ مولانا محمد ادریس صاحب انصاری نے مسلمان عورتوں کے لیے لکھی تھی تاکہ شادی کے بعد ان کی گھریلو زندگی بہترین طریقہ پر گزر سکے اور دنیا میں شوہر ان کے لیے بہترین رفیق اور ماں باپ سے زیادہ شفیق ثابت ہو کر سکھ اور چین کی زندگی گزاریں سو الحمد للہ کتاب چھپی اور چھپ کر بہت مقبول ہوئی۔ کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ چار مہینے کی قلیل مدت میں ”مسلمان بیوی“ کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا۔ دوسرا ایڈیشن دہزار چھپ کر ختم ہو گیا۔ جو ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں چالیس حدیثیں ایک مضمون کی جمع کی ہیں اگرچہ ان کے الفاظ بہت مختصر سے ہیں لیکن ان کے معانی کی کوئی انتہا نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریفہ کے موافق کوزوں میں سمندوں کو بھردیا گویا کہ یہ احادیث سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکتے ہوئے انمول موتی ہیں جن سے ہم بے خبر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمارے دین کو درست اور ٹھیک بنانے اور آخرت کے چین و راحت



کے اصول لے کر تشریف لائے۔ ٹھیک اسی طرح ہماری دنیا کی فلاح اور چین بھی آپ کی غلامی اور اتباع پر منحصر ہے کیونکہ منجملہ ہماری بد اعتدالیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ ہماری عورتیں حقیقتاً دین سے نا آشنا ہونے کے باعث نہایت ہی لاپرواہ ہوتی چلی جا رہی ہیں اس لیے ان کے واسطے چالیس حدیثوں کا یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ ایک مسلمان عورت اس مجموعہ کو پڑھ کر صحیح معنی میں مسلمان بیوی بن سکتی ہے۔ اسی لیے اس کی زبان بھی زمانہ اور نہایت سادہ رکھی گئی ہے تاکہ عورتیں اچھی طرح سمجھ سکیں اور ہر گھر میں پڑھی لکھی ہر عورت اس کو خود پڑھے اور جو پڑھی ہوئی نہیں ہیں ان کو سنائے اس رسالے کو سنانے والی عورت کو قیامت کے روز با عمل علماء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرماتے ہیں کہ میں ایسی عورت کی خصوصی شفاعت کروں گا۔ جو میرے حکموں کو دوسروں تک پہنچائے۔ اب تک یہ کتاب لیتھو پر چھپتی رہی تھی اور بہت سے ایڈیشن چھپے لیکن اب عکسی طباعت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے سے زیادہ قبولیت عطا فرمائے۔

والسلام

طارق سعید



نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

حدیث بر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنے کو برے کام سے بچایا یعنی بدکاری نہیں کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی اور اس کا کہنا مانا ایسی عورت کو اختیار ہے۔ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

حدیث :- فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کیلئے دو پردے ہیں۔ اول خاندان دوسرے قبر اور

دونوں میں زیادہ پردہ والی چیز قبر ہے۔

حدیث :- فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیندار بیوہ عورت کا خطاب آسمانوں میں شہید ہو جانا ہے یعنی آسمان میں اس کے نام سے جتنی کارروائیاں کی جاتی ہیں اس میں



اس کو شہیدہ (شہادت پانے والی عورت) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کا شوہر مر جائے وہ رنگین کپڑا نہ پہنے، نہ زیور پہنے، نہ ہتھکڑی لگائے اور نہ آنکھوں میں سرمہ لگائے۔ یعنی اس کو دس دن چار مہینے بناؤ سنگار نہ کرنا چاہیے۔  
**خوٹ :** اس کو عده کہتے ہیں۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بغیر شدید ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت ناراض رہتی ہے اپنے خاوند سے اس پر لعنت ہے اللہ کی۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت مرگئی اور اس کا خاوند اس کی زندگی میں اس سے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اَلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعْصَفَرُ  
 مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُسَقَّةَ وَلَا الْحُلِيَّ  
 وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ (مشکوۃ)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَيَّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا  
 مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ  
 الْجَنَّةِ (ترمذی)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَيَّمَا امْرَأَةٍ غَضِبَتْ زَوْجَهَا  
 فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللَّهِ (دیلی)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَيَّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ زَوْجَهَا عَنْهَا  
 رَاضِيًا دَخَلَ الْجَنَّةَ - (ابن ماجہ)



خوش رہا وہ بلاشبہ جنت میں داخل ہوگی۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عورت دیکھ لیں تیری جنت اور دوزخ تیرا خاوند

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْظُرِي فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكَ أَوْ نَارُكَ  
(طَبَقَاتُ ابْنِ سَعْد)

ہے۔ یعنی عورت اپنے خاوند کی خوشی میں جنت اور اس کی ناخوشی میں جہنم میں جاوے گی۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش کرتی ہے جب وہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کا کہنا مانتی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسْرُذُ وَجْهًا إِذَا نَظَرَ  
وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي  
نَفْسِهَا وَلَا فِي مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ  
(بیہقی)

ہے، جب وہ کوئی حکم کرتا ہے اور اپنے مال و جان میں اس کے خلاف نہیں کرتی جس سے اس کو رنج پہنچے۔ یعنی جو عورت ہر طرح اپنی جان و مال سے اپنے خاوند کے خوش کرنے میں لگی رہی اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ سب سے اچھی عورت ہے۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی عورت یا مرد کسی عورت اور اس کے خاوند

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَيَّبَ امْرَأَةً عَلَى  
ذَوْجِهَا  
(ابوداؤد)

کے درمیان بگاڑ ڈلوادے وہ ہماری امت سے خارج ہے۔



پس عورتیں خوب سمجھ لیں کیونکہ یہ بُری عادت بہت سی عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی عورت کو حضور اپنی اُمت سے باہر نکال دیں گے۔ لہذا سب بہنوں کو اس بُرے فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرتی ہے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَسَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَّاءٌ وَكَذَّاءُ الْعَنْفِ زَانِيَةٌ** (ترمذی)

کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جو خوشبو لگا کر بازاروں، گلی کو چوں اور سینماؤں میں جائے اس کو بدکار فرماتے ہیں اور ہم پھر بھی اس حرکت سے باز نہ آئیں اور بے دھڑک بناؤ سنگار کر کے اپنے گھروں سے باہر نکلیں۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دفعہ میں نے ایک نامحرم جوان مرد اور جوان عورت کو ایک جگہ دیکھا۔ پس مجھ کو اُن دونوں پر شیطان کا قومی اندیشہ ہے کہ وہ ضرور اس موقع سے فائدہ اٹھائے گا۔ یعنی شیطان دونوں کے چال چلن کو بگاڑ دے گا، اور عورت کی عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ تم نامحرم عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ ایک **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الْحَمَّو فَقَالَ**



صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ **الْحَمُّوْ الْمَوْتُ** (بخاری و مسلم)  
بتلائیے کیا شوہر کے بھائی (یعنی دیور، جیٹھ) بے تکلف اپنی بھالوج  
کے پاس آجاسکتے ہیں۔ فرمایا وہ عورت کے لیے موت ہیں۔  
یعنی جس طرح زہر کھانے سے دنیاوی موت ہو جاتی ہے اسی  
طرح دیور جیٹھ کا آنا جانا عورت کے ایمان کے لیے زہر ہے اور آخرت  
کی بربادی ہے۔

**حدیث:** فرمایا حضور صلی اللہ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
علیہ وسلم نے میری امت کی عورتوں **الْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلَى نِسَاءِ أُمَّتِي (حاکم)**  
پر حمام میں نہانا حرام ہے۔ یعنی جس جگہ نامحرم مردوں کا آنا جانا ہو اس جگہ  
سے عورتوں کو بچنا چاہیے۔ مردوں کی جگہ عورتوں کا کیا کام۔ عورتوں  
کو غیر مردوں سے الگ رہنا چاہیے۔

**حدیث:** فرمایا حضور صلی اللہ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
علیہ وسلم نے جو عورت دھونی **إِمْرَأَةٌ أَصَابَتْ بِخُورٍ فَلَا تَشْهَدُ**  
کی خوشبو بسائے وہ ہمارے ساتھ **مَعَنَا الْعِشَاءُ**  
عشا میں نہ آئے۔ (ابوداؤد)

پہلے زمانہ میں عورتیں مسجد میں جا کر حضور کے پیچھے باجماعت  
نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اس وقت حضور نے فرمایا، جو خوشبو بسا کر نماز  
کے لیے آئے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ کیونکہ خوشبو کی مہک سے  
مردوں کی نظریں خود بخود ہی اس عورت کی طرف پڑیں گی اور یہ فتنہ



کا باعث ہوگا۔ بہنوں کو غور کرنا چاہیے کہ اس زمانہ میں بھی جب عورت کو خوشبو لیا کر مردوں کی مجلس میں آنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو اس فتنوں کے زمانہ میں ہم پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اول تو ہم بازاروں میں، سیرگاہوں اور تماشوں میں جائیں اور پھر کتنا بڑا ظلم کہ خوشبو لگا کر بناؤ سنگار کر کے جائیں۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو اس بے غیرتی سے توبہ کریں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَثَلُ الْمَرْأَةِ فِي الزَّيْنَةِ فِي غَيْرِ  
أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلُمَةٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
لَا نُورَ لَهَا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث: فرمایا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے نامحرم مردوں کے سامنے  
سنگار کر کے اترانے والی عورت  
قیامت کی اندھیری کی طرح ہے کہ

اس کا کوئی نور نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے وَلَا تَهْتَزُّ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا  
لِئَنِّي زَعِيمٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ یعنی زمین پر اترا کر نہ چلو۔ کیوں کہ اترانے سے تکبر پایا جاتا ہے جو اللہ کو  
ناپسند ہے۔ اور شیطان کو خوش کرتا ہے۔ یعنی ایسی عورت جو مردوں کے  
ساتھ مٹک مٹک کر چلے اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اس میں شر ہی شر

اور بدی ہی بدی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ  
فَتَحْتَسِبُهُ إِلَّا دَخَلَتْ

حدیث: فرمایا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے جس عورت کے تین  
نابالغ بچے مر جائیں اور وہ ان پر  
صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے



ایسی عورت جنت میں ضرور داخل ہوگی۔ پس اگر ہمارے ساتھ کوئی ایسا موقع پیش آجائے تو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ رونا پٹینا اور بیان کرنا مسلمان بیبیوں کا کام نہیں۔ اللہ کی چیز تھی اس نے لے لی۔ ہاں آنسوؤں سے رونے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو اچھی صورت کی ہوں اور ان کا مہر تھوڑا ہو۔ یہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ نِسَاءٍ أُمَّتِي أَحْسَنُهُنَّ وَجْهًا وَأَرْحَصُهُنَّ مَهْرًا۔ (دبلی)

اس کی خوبی کی دلیل ہے۔ اس لیے خواہ مخواہ چاہے شوہر میں طاقت اس کی ادائیگی کی ہو یا نہ ہو اس پر ہزاروں کا بوجھ رکھ دینا کون سی سمجھ داری ہے اس سے نکاح بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ کیوں کہ بہت سے مرد یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مہر دینا تو ہے ہی نہیں جو یہ کہیں، ان کا نکاح صحیح نہیں۔ ہمیشہ خیال رکھو کہ مہر حیثیت کے مطابق بندھوانا چاہیے۔

حدیث شریف: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے صبر دلایا اس عورت کو جس کا بچہ مر گیا اس کو جنت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى ثُكُلًا كَيْسِي بَرْدَةً فِي الْجَنَّةِ۔

(مشکوٰۃ)

کا لباس پہنایا جائے گا۔

یعنی جب کسی کا بچہ مر جائے تو تم اس کی تعزیت کو اگر جاؤ تو اس طرح نہ کیا کرو کہ اس کے ساتھ مل کر رونے دھونے لگو بلکہ اس سے ایسی



باتیں کرو جن سے اس بے چاری کو صبر آجائے۔ ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جنت کا لباس عنایت فرمائیں گے۔

حدیث : فرمایا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے اے عورتو! تم اپنے

اوپر صبر ضروری کر لو اور سبحان اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ

الْقُدُّوسِ پڑھنے کو اور گنتی کیا کرو تم

انگلیوں پر بے شک یہ انگلیاں

سوال کی جائیں گی، باتیں کرائی جائیں گی اور اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا ورنہ

تم اس کی رحمت سے محروم رہ جاؤ گی۔

حدیث : فرمایا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے قیامت کے روز سب

سے زیادہ شریب مردود ہوگا جو اپنی

بیوی کی خاص باتیں لوگوں میں

ظاہر کرے۔ اسی طرح بعض عورتوں

کو بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ میاں بیوی والی خاص باتوں کو اپنی سہیلیوں

کو سنا دیتی ہیں اس سے بچنا چاہیے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث : فرمایا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے جب خاوند رات

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالتَّسْبِيحِ

وَالْتَهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَأَعْقَدَنْ

بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّ هُنَّ مَسْئُولَاتٌ

مُسْتَطَقَاتٌ وَلَا تَيْسُرَنَّ

الرَّحِمَةَ - (چھل حدیث)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ

اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ

يُقْضَى إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُقْضَى ثُمَّ

يُنْشَرُ سَرَّهَا - (مسلم)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

وَسَلَّمَ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

وَسَلَّمَ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

وَسَلَّمَ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

وَسَلَّمَ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ



میں اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے تاکہ اس سے ہم بستر کرے اور عورت بغیر شرعی عذر کے انکار کر دے

تو تمام رات صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

حدیث : فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف پہنچتی ہے۔

اول : بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس نہ آجائے۔

دوسرے : وہ عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔

تیسرے : بے ہوش جب تک کہ وہ نشہ کے استعمال سے توبہ نہ کر لے۔ تو جس عورت کا خاوند اس سے ناراض ہے اس کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ اس کی اور کوئی نیکی قبول ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ اللہ کی ناراضگی الگ اور پھر کوئی نیکی بھی قبول نہ ہو تو ہمارا کیا ٹھکانہ۔

حدیث : حضرت عائشہ صدیقہ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

إِلَى قَرَارِشِهِ فَبَاتَ غَضَبًا  
لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبَحَ  
(بخاری شریف)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ  
وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ وَالْعَبْدُ  
الْأَبْقَى حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَوْلَاهُ  
فَيَضَعُ يَدَهُ فِي أَيْدِيهِمْ وَالْمَرْأَةُ  
الْمُتَاخِطَةُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسُّكْرَانُ  
حَتَّى يَصْحُوا۔

(رواہ البیہقی)



فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
مہاجرین و انصار کی جماعت میں  
تشریف رکھتے تھے۔ اتنے  
میں ایک اونٹ آیا اور آپ کو سجدہ  
کیا۔ اس پر آپ کے صحابہ نے  
عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کو  
جب جانور اور درخت بھی سجدہ  
کرتے ہیں تو ہم زیادہ حق رکھتے  
ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں اس پر  
آپ نے فرمایا، اپنے رب کی  
عبادت کرو اور میری تعظیم کرو۔  
اگر میں کسی کی بابت سجدہ کرنے کا  
حکم دیتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ  
وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي نَفَرَيْنِ  
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَبَاءَ بَعِيرٌ  
فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ  
وَالشَّجَرُ فَتَحْنُ أَحَقُّ أَنْ تَسْجُدَ  
لَكَ فَقَالَ أَعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَالْكُرُومُ  
أَخَاكُمْ وَكُنْتُ أَمْرًا حَدًّا أَنْ  
يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَا مَرَّتُ الْمُرَّةَ  
أَنْ تَسْجُدَ لِرَجُلٍ وَجْهًا وَلَوْ أَمَرَهَا  
أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَصْفَرَ إِلَى  
جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ  
إِلَى جَبَلٍ أَبْيَضَ كَأَنْ يَنْبَغِيَ لَهَا  
أَنْ تَفْعَلَ -

(رواہ احمد)

خاوند کا اتنا بڑا حق ہے کہ اگر وہ یہ کہے کہ زرد پہاڑ سے پتھر اکھاڑ کر کالے  
پہاڑ پر لے جا اور کالے سے سفید پہاڑ پر لے آ تو عورت کے ذمہ ضروری  
ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ حالانکہ یہ فعل بالکل بے فائدہ ہے۔  
لیکن حضور نے خاوند کی اطاعت کی کس درجہ تاکید فرمائی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حَدِيثُ : فرمایا حضور صلی اللہ



علیہ وسلم نے نہ سوال کرے کسی شخص سے اس کی بیوی کے طلاق دینے کا تاکہ سمیٹ لے  
 اس کا حق پتے لیے اور تاکہ اس کے خاوند سے نکاح کر لے کیوں کہ اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کی تقدیر میں ہے مثلاً ایک شخص کے نکاح میں کوئی عورت ہے اور وہ مرد دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس پر وہ عورت یہ کہتی ہے کہ پہلے تو اپنی بیوی کو طلاق دے پھر میں تیرے سے نکاح کروں گی۔ یا دو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں رہیں۔ ایک بیوی یہ چاہتی ہے کہ میری سو کن کو طلاق دے تو میں تیرے یہاں رہتی ہوں ورنہ نہیں۔ اس کو حضور نے منع فرمایا ہے۔ کیوں کہ اپنی اپنی تقدیر اپنے اپنے ساتھ ہے۔ لہذا تم اپنی تقدیر پر شاکر رہو۔

حدیث: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ تعالیٰ نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اسی طرح نامحرم مرد کو دکھانے والی عورت پر۔  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ النَّازِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ (رواه البيهقي في شعب الایمان)

آج کل ہماری بہنیں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔ اکثر شادی وغیرہ کے موقعوں پر ہماری بہنیں ایسی بے احتیاطی کرتی ہیں کہ نامحرم مردوں کی نظریں ان پر پڑ جاتی ہیں۔ ایسی عورت پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہوتی ہے۔ اس لیے ہم سب کو اس کی بہت احتیاط کرنی



چاہیے۔

حدیث ۲۷: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تنہائی میں جمع ہونا کوئی کسی اجنبی عورت کے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِأَمْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

ساتھ مگر تیسرا ان میں شیطان ضرور آ جاتا ہے۔ یعنی شیطان ان دونوں میں جوش پیدا کرتا ہے۔ اور ان دونوں کو بُرے کام میں مبتلا کرتا ہے۔

حدیث ۲۸: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے گھر میں ہیچڑے نہ آیا کریں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هُوَ لَا عَمَلِكُمْ۔

(بخاری و مسلم)

یعنی ہیچڑوں سے حضورؐ نے پردہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے وہ پردہ کرنے میں مردوں کی طرح ہیں۔ اس زمانہ میں اکثر جگہ دیکھا گیا ہے جب کسی جگہ کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ کم بخت بے تکلف پردہ دار گھروں میں گھسے چلے آتے ہیں اور بہنیں اس بناء پر ان سے چھپتی نہیں کہ یہ مرد تو ہیں نہیں پھر ان سے پردہ کا ہے کا۔ یہ سخت غلطی ہے۔ لہذا آئندہ کے لیے اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

حدیث ۲۹: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرو اندھے سے اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو نابینا <sup>۱۷</sup> اَفْعُمَا وَ اِنْ اَنْتُمَا اَلْسُتُمَا تُبْصِرَانِ  
ہیں ہم کو کہاں دیکھتے اور پہچانتے ہیں۔  
(دواۃ احمد ترمذی)

اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تم تو اندھی نہیں۔ بعض عورتیں  
اندھوں سے پردہ نہیں کرتیں کہ یہ تو اندھا ہے اس سے کیا پردہ۔ لیکن  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح مرد کو عورت کی طرف دیکھنا  
درست نہیں اسی طرح اجنبی مرد کی طرف عورت کو دیکھنا بھی  
درست نہیں۔

حدیث: فرمایا حضور صلی اللہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْمَرْأَةُ عَوْدَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ  
اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ (ترمذی)

علیہ وسلم نے عورت پر دے میں  
رہنے کی چیز ہے۔ پھر جب وہ

اپنے گھر سے بلا ضرورت نکلتی ہے، شیطان اس کو مردوں کی نظروں میں  
اچھا کر کے دکھلا دیتا ہے اور بد معاش اس عورت کو خوب صورت  
سمجھ کر اس کے پیچھے لگ لیتے ہیں یا مردوں میں بیٹھ کر اس عورت کی  
باتیں کرتے ہیں۔ یعنی ضروری سفر وغیرہ کے لیے اپنے گھر سے نکلے ورنہ  
نہیں۔ کیوں کہ یہ کم بخت شیطان لوگوں کی نظروں کو عورتوں کی طرف  
پھیر دیتا ہے اور بد معاش مرد ہماری نسبت کیا کیا خیال کرنے لگتے ہیں  
آج کل فیشن ہو گیا ہے کہ برقعوں پر خوب کڑھائی کریں گی۔ شلوار  
کے پائنجوں پر بیل بوٹے بنائیں گی تاکہ باہر نامحرم مردوں کی نظریں پڑیں۔  
ورنہ برقع تو دراصل پردہ کے لیے بنایا ہے اور ہم اس کو زینت کا موقع



بنالیں کس قدر غلطی کی بات ہے۔ اس طرح پر سینکڑوں عورتیں مجلسوں اور تعزلیوں سے غائب ہو گئیں اور لوگ ان کو لے جا کر فروخت کرتے ہیں اور ان کی بے عزتی کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے شریعت کی باتوں پر عمل نہ کرنے سے ہو رہا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ  
هُوَ

(رواه البيهقي في شعب الإيمان)

حدیث : فرمایا حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے سب سے

زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے

جو مشقت میں آسان ہو۔ یعنی ہلکا

پھلکا ہو۔ نہ زیادہ بار لڑکے والوں پر پڑے اور نہ ہی لڑکی والوں پر۔ آج کل ہماری بڑی جہیز کی رسومات نے ہمارے نکاحوں کو کتنا مشکل کر دیا ہے۔ اسی واسطے آج کل ہمارے یہاں برکت نہیں رہی۔ ان ہی فضول رسومات کی وجہ سے بہت سے غریب آدمی اپنی لڑکیوں کی تمام جوانی ختم کر دیتے ہیں۔ نہ ان کے پاس دینے کو ہوتا ہے۔ نہ وہ بغیر جہیز کے کرتے ہیں۔ کیوں کہ اس سے ان کی برادری میں ناک کھٹی ہے۔ بس ہم کو اپنے نکاحوں کے بابرکت بنانے کے لیے ان واہیات رسموں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تُبَاشِرُ الْمَرْءُ الْمَرْءَ فَنَتْنَصَهَا لِزَوْجِهَا

كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا (مُسلم)

حدیث : فرمایا حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے اے عورتو!

جب تم آپس میں عورتوں کے



ساتھ کہیں بیٹھا کرو تو کسی عورت کا حال اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان نہ کرو کہ بالکل (ہی) اس عورت کا اپنے خاوند کے سامنے نقشہ کھینچ کر رکھ دو کہ فلانی کے کپڑے ایسے تھے۔ ایسی ناک ہے۔ ایسی آنکھیں ہیں۔ ایسا قد ہے۔ اس سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ شاید اس کا دل اس عورت سے لگ جائے۔ اور پھر تم روتی پھرو۔ قربان جائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیسی کیسی فائدہ کی باتیں ہم کو بتلائیں۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرے اللہ ان عورتوں پر جو صورت بناتی ہیں مردوں کی اور لعنت کرے اللہ ان مردوں پر جو صورت بناتے ہیں عورتوں کی۔ یعنی عورتوں کو مردوں کی وضع قطع سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم کو اپنے لباس وغیرہ میں اس کا ضرور خیال کرنا چاہیے۔ (مظاہر حق جلد سوم ص ۱۱)

### غیبت کیا ہے؟

ہمارے نبیؐ نے اپنے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جائے کہ اگر وہی بات اس کے سامنے کہیں تو وہ بُرا مانے۔ کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ بات اس میں ہو فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو اور پھر وہ کہی جائے تو یہ بہتان ہے۔ (مسلم)



# کچھ حدیثیں مڑوں کے متعلق

بیوی کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں

**حدیث ۲۴ :** ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو کھائے اس کو بھی کھلا۔ جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہنا۔ اس کے منہ پر مت مار۔ اس کو گالیاں نہ دے اور نہ اس کو چھوڑ مگر گھر میں یعنی یہ نہیں کہ ذرا ناراضگی پر اس کے باپ کے یہاں پہنچا دے۔

**حدیث ۲۵ :** فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم اپنی عورتوں کو سورہ نور، پارہ ۱۵ کیوں کہ

قَالَ مَعَارِيَهُ الْقُشَيْرِيُّ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَا حَقُّ زَوْجَةٍ أَحَدِنَا  
عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا  
طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا  
كَتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبَ الْوَجْهَ  
وَلَا تُقَيِّحْ وَلَا تَهْجُرَ إِلَّا  
فِي الْبَيْتِ  
(رواہ احمد و ابوداؤد)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلِّمُوا نِسَاءَكُمْ سُورَةَ  
النُّورِ - (اربعین للفقیر)



اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات اور عصمت و پاک دامنی کی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

حدیث<sup>۳۶</sup> نبیؐ: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرو اپنی عورتوں کو زینت کا لباس پہن کر مسجد میں اترا کر چلنے سے۔ افسوس کہ وہاں (رواہ الترمذی)

نہ حکم ہے روکنے کا۔ یہاں ان کو ہنسنا سجا کر جامع مسجد کی سیر کو لے جائیں۔ اور خدا جانے کہاں کہاں لے جائیں۔ بہت بڑے افسوس کی بات ہے

حدیث<sup>۳۷</sup> نبیؐ: فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ بااخلاق ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھا ہو اپنی بیوی کے ساتھ۔ یعنی جس کا برتاؤ اس کی بیوی کے ساتھ اچھا نہیں وہ مرد بھی اچھا نہیں اور جس مرد کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ جتنا اچھا ہے وہ بھی اللہ کے نزدیک اتنا ہی اچھا ہے۔ اس لیے مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ بااخلاق، نرم اور ہنس مکھ رہنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ گھر میں آئیں اور منہ پٹہ ہالے۔

حدیث<sup>۳۸</sup> نبیؐ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنے عورتوں کے ساتھ اچھا ہو گا وہ اللہ کے پاس اچھا ہو گا۔ (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



وسلم جب اپنے محل ہمارے میں  
اپنی بیویوں کے پاس تشریف  
لے جاتے تو آپ کا ان کے ساتھ  
علیہ وسلم إذا خلی بنسائہ  
الین الناس واکرم الناس  
ضحاکا تیشہا۔

(شعرانی و نسائی)

یہ برتاؤ ہوتا:

”سب سے زیادہ نرم، سب سے زیادہ کریم، زیادہ ہنسے والے،  
زیادہ ہنس کرے والے، حتیٰ کہ گھر کے بہت سے کام جو عورتوں کے ہوتے  
ہیں وہ خود اپنے دست مبارک سے انجام دیتے۔ مثلاً اٹا گوندھتی ہوئی  
ہوئیں تو آپ پانی لا کر دے دیتے کبھی چولھے پر لکڑیاں پہنچا دیتے۔ کبھی  
چارپائی ڈھیلی دیکھی تو پائنتی کنے لگتے۔ غرض کہ اپنے گھر کے کام باوجود  
دونوں جہان کے بادشاہ ہونے کے اپنی بیویوں کے ساتھ بلا تکلف  
خود کر لیا کرتے تھے۔ ہم بھی ان کے امتی ہیں۔ ہم کو ان کی مبارک  
سنتوں پر چلنا چاہیے۔“

قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم لا يضرك مؤمن مؤمنة  
ان كره منها خلقا رضی منها  
(مسلم) اخرا۔

حدیث ۳۹: فرمایا حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے نہ عداوت رکھے کوئی  
مسلمان مرد اپنی مسلمان بیوی سے اگر  
ایک بات اسکی بُری ہوگی تو دوسری بات

سے تم خوش بھی ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ بیوی آخر انسان ہے۔ تم سے بھی  
غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے ہو گئی ہو تو اس سے چشم پوشی کرو اور اس  
کو معاف کرو۔ یہ کون سی انسانیت ہے، نمک زیادہ ہو گیا، مرچ تیز ہو گئی



اور آپ نے گھر میں فساد مچا دیا۔ اسی سے بہت سے گھر بگڑ گئے ہیں۔  
حدیث میں آیا ہے کہ شیطان جیسا عورت اور مرد کے بگاڑ سے خوش  
ہوتا ہے کسی چیز سے بھی خوش نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ شیطان  
کو خوش کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْمِلُوا النِّسَاءَ

عَلَى أَهْوَائِهِنَّ - (شعرانی)

علیہ وسلم نے بوجھ اٹھاؤ عورتوں  
کا ان کی خواہشات پر یعنی ان کی

دل چاہتی چیزوں پر۔ یہ نہیں کہ نکاح تو شوق میں آکر کر لیا۔ اب اس  
بے چاری کے نہ کھانے کی پرداہ اور نہ پہننے کا خیال۔ بلکہ عورت کی ہر قسم  
کی دل داری کرتی چاہیے۔ اب وہ بے چاری اگر کچھ نہیں کر سکتی تو آخرت  
میں احکم الحاکمین کی عدالت میں ایک ایک چیز کا جواب دینا ہوگا۔

**حدیث :** فرمایا حضور صلی اللہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ يُوجِرُ فِي كُلِّ أَمْرٍ

حَتَّى فِي اللَّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِي

علیہ وسلم نے مومن جب اپنے ہاتھ  
سے لقمہ بھی یعنی نوالہ بنا کر اپنی بیوی

کے منہ میں دیتا ہے اس پر بھی اس

أَمْرَاتِهِ (اربعین للفقیر)

کو ثواب ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس سے بیوی کا دل خوش ہوگا کہ میرے خاوند  
کو مجھ سے محبت ہے اور خوب سمجھ لو کہ بیوی کی دل داری کرنا بہت بڑا  
ثواب ہے۔ اسی طرح بیوی کو بھی خاوند کی خوشی کا خیال رکھنا چاہیے اپنے ہاتھ  
سے نوالہ بنا کر کھلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔



# بیوی کامیاں کے ساتھ

## زندگی گزارنے کا طریقہ

(۱) یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایک ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرتا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا ہوا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدا نخواستہ دونوں کے دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لیے رہو اور اس کی آنکھ کے اشارے پر چلا کرو۔ مثلاً اگر وہ حکم دے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہا کرو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔

(۲) کسی وقت کوئی ایسی بات نہ کر دو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ مثلاً اگر وہ دن کو رات بتلا دے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔

(۳) کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیبیاں



ایسی باتیں کہ بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل اور فرق آجاتا ہے۔ کہیں بے موقع زبان چلا دی۔ کوئی بات طعنہ و تشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ مرد کو خواہ مخواہ سن کر بُرا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر حبا ہوتا ہے (ہٹ جاتا ہے) اور اس میں فرق پڑ جاتا ہے تو روتی پھرتی ہیں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ خاندن کے دل میں میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سن کر اس کو منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بنا ڈعذر معذرت کر دلیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہے گی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ دہی ہے جس نے فلا نے فلا نے دن ایسا کہا تھا۔ اس لیے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہیے کہ خدا اور رسولؐ کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا و آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھ دار عورتوں کو کچھ بتانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ خود ہی ہر بات کے اچھے اور بُرے کو دیکھ لیتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم چند ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لو گی اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔

(۴) شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو۔

(۵) جو کچھ تم کو میسر آجائے تو اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر

بہ گزارہ کر لو۔



(۶) اگر کبھی کوئی نہ یوریا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو اور نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت اور افسوس کرو اور بالکل اس کو اپنے منہ سے نہ نکالو۔ خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو تمہارا غریب خاوند اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہماری پریشانی کا کچھ بھی خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے۔ بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود بھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو۔ البتہ اگر وہ خود تم سے پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاؤں تو خیر بلا دو۔ کیوں کہ فرمائش کرنے سے بیوی اپنے خاوند کی نظروں سے گریز جاتی ہے اور اس کی بات ہلٹی کچی ہو جاتی ہے۔

(۷) کسی بات پر ضد اور ہٹ مت کرو۔ اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو۔ پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقے سے طے کر لینا۔

(۸) اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گزرے تو کسی کے سامنے اس کو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس قسم کے طریقے سے اس کا دل تمہاری منگھٹی میں ہو جاوے گا۔

(۹) اگر تمہارے لیے کوئی چیز لاوے اور تم کو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بُری ہے بہانے پسند نہیں ہے۔ اس سے اس کا دل تھوڑا ہو جائے گا۔ اور پھر



تمھارے واسطے کبھی بھی کوئی چیز لانے کو اس کا دل نہ چاہے گا۔ اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لوگی تو اس کا دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ بہتر چیز لا دے گا۔ کبھی بھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو۔ اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس کم بخت اُجڑے کے یہاں آکر میں نے کیا دیکھا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ ماں باپ نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھانس دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا۔ کیوں کہ ایسی باتوں سے مرد کے دل میں جگہ نہیں رہتی۔

حدیث شریف میں ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ادروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تم خیال کرو کہ خاوند کی ناشکری کتنی بُری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرو یہ کہ تم یہ کہو کہ فلانی پر خدا کی مار ہو۔ اس پر خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے۔ منہ پر تیرے لعنت برس رہی ہے۔ یہ سب باتیں بہت بُری ہیں۔ (۱۱) شوہر کو کسی بات پر غصہ آگیا تو ایسی بات مت کہو جس سے اس کا غصہ اور زیادہ ہو جاوے ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو۔ اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی



دل لگی کرو۔ اور نہیں تو اس سے ہنسی دل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو  
 ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے ناراض ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی مسخہ  
 پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس  
 طرح بھی بنے اس کو منالو۔ چاہے تمہارا قصور ہو یا نہ ہو اور شوہر سی کا  
 قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور معاف کرانے  
 کو اپنا فخر اور عزت سمجھو۔

(۱۲) خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت  
 سے نہیں ہوتا۔ بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضروری  
 ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

(۱۳) میاں سے ہرگز کبھی اپنی کوئی خدمت نہ لو۔ اگر وہ  
 محبت میں آکر کبھی تمہارے ہاتھ پاؤں یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے  
 دو۔ بھلا سوچو تو سہی کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارہ  
 ہوگا۔ پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے میں  
 بات چیت کرنے میں غرض کہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس  
 اور خیال رکھو۔ اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ  
 کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بے وقوفی اور نادانی ہے۔ ایسی  
 باتوں سے خاوند کا دل پھٹ جاتا ہے۔

(۱۴) تمہارا خاوند جب کبھی پردیس سے آوے تو اس  
 کا مزاج پوچھو اور خیریت دریافت کرو کہ وہاں آپ کس طرح



رہے۔ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ آپ تھک گئے ہوں گے۔ اور پھر سب سے پہلے ان سے کھاتے کو پوچھو کہ اگر آپ کو بھوک ہو تو کھانا لاؤں۔ اگر وہ کہہ دے کہ لے آؤ تو سب سے پہلے پانی کا لٹا لاکر اس کے ہاتھ دھلاؤ اور جو کچھ ہو سکے ان کے سامنے رکھ دو اور گلاس بھر کر ساتھ ہی پانی بھی رکھ دو۔ جب وہ کھا پی کر لیٹ جائیں تو ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ لو اور ان سے یہ کہو کہ لائے آپ کا بدن دباؤں۔ آپ سفر کی وجہ سے تھک گئے ہوں گے ورنہ اگر گرمی کا موسم ہو تو پنکھا چھلنے کھڑی ہو جاؤ۔ غرض کہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ اس سے روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے لیے کیا کیا چیز لائے۔ کتنا روپیہ لائے۔ یہ بھی نہ کرو کہ اس کی جیب ٹٹولنے لگو اور اس کے بٹوے کی تلاشی لینے لگو۔ روپیہ کا بٹوہ کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا روپیہ ہے۔ جب وہ خود دیوے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینوں میں بس اتنا ہی لائے۔ تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ آخر اتنا روپیہ کا ہے میں اٹھایا۔ کیا کر ڈالا۔ کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کوئی حرج نہیں۔

(۱۵) اگر خاوند کے مال یا پزندہ ہوں اور روپیہ پسینہ

سب ان ہی کو دیوے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ بُرا نہ مانو۔ بلکہ اگر تم کو دیوے تب بھی عقل کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں



نہ لو۔ اور یہ کہو کہ ان ہی کو دیجیے تاکہ ساس سسر کا تمھاری طرف سے دل میلانہ ہو۔ اور تم کو بُرا نہ کہیں کہ ہمارے لڑکے کو اپنے ہی پھندہ میں کر لیا اور جب تک ساس سسر زندہ رہیں ان کی خدمت اور ان کی تابعداری کو اپنا فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پرورش کیا اور اب بڑھاپے میں اس امید پر اس کی شادی بیاہ کی کہ ہم کو آرام ملے۔ اور جب ہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی سے ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ کیوں کہ پھر حیب خاوند کے والدین کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ اس لیے تم کہنے کے ساتھ مل جھل کر رہو۔

(۱۶) اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز بے جگہ پڑی نہ رہے دو کہ فلانی اس کو اٹھائے۔

(۱۷) جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے شرم اور عار نہ کرو۔ تم خود بے کسے ان سے لے لو اور کرو۔ اس سے سسرال والوں کے دلوں میں تمھاری محبت پیدا



ہو جائے گی۔

(۱۸) جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ اور اس کی کھوج نہ لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ اور خواہ مخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوں گی۔

(۱۹) یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال میں بے دلی سے مت رہو اگرچہ یہ نیا گھر ہے نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے۔ لیکن جی کو سمجھانا چاہئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ جاؤ اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔

(۲۰) بات چیت میں خیال رکھو۔ نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کر دو جو بُری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی بُرا ہے اور غور سمجھا جاتا ہے۔

(۲۱) اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بُری لگے تو میکے میں آکر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال کی ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کو خود سسرال کی باتیں کھود کھود کر پوچھنا بُری بُری بات ہے۔ اس سے آپس میں لڑائی جھگڑے پڑتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

(۲۲) شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو۔



رہنے کا کمرہ صاف رکھو۔ گندہ نہ رہنے دو۔ بستر میلا کچھلا نہ  
 ہوتا چاہیے۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل  
 دو۔ نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خاوند کے کمنے پر تم لے کیا تو اس میں  
 کیا بات رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بے کسے سب چیزیں  
 ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں ننھا رے پاس رکھی ہوں ان کو حفاظت  
 سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو۔ یوں ہی بے پرواہی سے  
 ادھر ادھر نہ ڈالو۔ بلکہ قریب سے کسی صندوق وغیرہ میں رکھو۔ کبھی  
 کسی کام میں حیلہ بہانے نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے  
 اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔

(۲۴) اگر خاوند تم کو غصہ میں کبھی کچھ بُرا بھلا کہے تو تم ضبط  
 کرو اور بالکل جواب نہ دو۔ بلکہ خاموش ہو جاؤ۔ چاہے وہ کچھ  
 بھی کہتا رہے۔ تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اُتر جانے کے بعد دیکھنا  
 وہ خود شرمندہ ہوگا۔ اور تم سے کتنا خوش رہے گا۔ اور پھر کبھی  
 ان شاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا۔ اور اگر تم بھی بول اُٹھیں  
 تو بات بڑھ جائے گی۔ پھر نہ معلوم کہاں تک ذوبت پہنچے۔

(۲۵) ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے  
 ساتھ بہت ہنسنا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں  
 بیٹھے کیا کرتے ہو۔ کہ اس میں مرد اگر بے قصور ہو تو تم ہی سوچو  
 کہ اس کو کتنا بُرا لگے گا۔ اور اگر سچ سچ اس کی عادت ہی خراب



ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے یا اور کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دل میلا کرنا ہو تو کر لو۔ ان باتوں سے کہیں عادت جایا کرتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقل مندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے چپکے سمجھاؤ بکھاؤ۔ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوڑے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی نہ پھرو اور اس کو بدنام اور رسوا نہ کرو۔ تیز ہو کر اس کو مت دباؤ کہ اس طریقہ سے ضد زیادہ بڑھ جاتی ہے اور غصہ میں آ کر وہ کام زیادہ کرنے لگتا ہے۔ اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کر رسوا کر دو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھر دو گی اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زبرد نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشنماہ اور نا بعداری ہے۔ ان پر غصہ گرمی کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہو گا۔

لکھنؤ میں ایک بی بی کے میاں بڑے بد چلن تھے۔ دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے تھے۔ گھر میں



بالکل نہیں آتے۔ اور طرہ یہ کہ بازاری عورت فرمائشیں کرتی رہتی کہ آج پلاؤ پکے آج فلاں چیز پکے۔ اور وہ بے چاری دم نہیں مارتی۔ جو کچھ میاں کہلا بھیجتے تھے، روزمرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی اور کبھی کچھ سانس نہیں مارتی۔ دیکھو ساری خلقت اس بی بی کی کیسی داہ داہ کرتی ہے اور خدا کے یہاں جو اس کو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا۔ اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدھلنی چھوڑ دی اس دن بس بی بی کے غلام ہی ہو جائیں گے۔

## جھوٹے پر خدا کا عذاب

بخاری کی ایک لمبی حدیث میں ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے دو شخصوں کو خواب میں، عجائبات کی سیر کرتے ہوئے دیکھا جن میں ایک کھڑا تھا اور ایک بیٹھا تھا۔ جو شخص کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک بڑا انکڑہ تھا وہ انکڑہ اس بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ڈال کر اس کا ایک طرف کا کلمہ گدی تک چیر دیتا تھا پھر اس انکڑہ کو دوسرے کلمہ میں ڈال کر اسی طرح کرتا تھا۔ اس اثنا میں پہلا کلمہ دست ہو جاتا تھا اور پھر وہ اسے چیرتا تھا۔ اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح چیرتا تھا آپؐ نے حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام سے دریافت کیا یہ کون ہے اور اسے یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے، انھوں نے عجائبات کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا یہ شخص جھوٹا ہے یہ جھوٹی بات کہتا تھا اور اس کی جھوٹی بات اطراف عالم میں مشہور ہو جاتی تھی قیامت تک اس کو اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔



## اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ یہ بات بہت ہی خیال رکھنے کی ہے کہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بُری پختہ ہو جاتی ہے، وہ عمر بھر نہیں جاتی۔ اس لیے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) نیک بخت دین دار عورت کا دودھ پلاویں۔ دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

(۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپا ہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے۔ سو یہ بُری بات ہے۔ اس سے بچے کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔

(۳) اس کے دودھ پلانے کے لیے اور کھانا کھلانے کے لیے وقت مقرر رکھو تا کہ وہ تندرست رہے۔

(۴) اس کو صاف ستھرا رکھو اور گرمی میں ان کو فرار نہ



نہلایا کرو اور سردی میں گرم پانی سے دوپہر کے وقت روزانہ نہلایا کرو کہ اس سے تندرستی قائم رہتی ہے۔

(۵) اس کا بہت بناؤ سنگار نہ کرو۔

(۶) اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال نہ بڑھاؤ۔

(۷) رات کے وقت روزانہ اس کی آنکھوں میں سرمہ

لگایا کرو۔

(۸) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پرہیز میں بیٹھنے کے

لائق نہ ہو جائے زیور نہ پہناؤ۔ اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے۔ دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔

(۹) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا پیسہ اور

ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیز ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو۔ تاکہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی ہی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو۔ خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔

(۱۰) زیادہ کھانے والوں کی بُرائی اس کے سامنے کیا

کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو حبشی سمجھتے ہیں۔ اس کو بیل جانتے ہیں۔



(۱۱) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ۔ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

(۱۲) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت عمدہ لباس اور تکلف کے کپڑوں کی عادت نہ ڈالو۔  
(۱۳) اس کی سب ضدیں پوری نہ کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

(۱۴) چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو۔ ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جاوے گی۔

(۱۵) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں۔ یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

(۱۶) ان باتوں سے ان کو نفرت دلاتی رہو: غصہ جھوٹ بولنا کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی کچھ کرنا، خواہ مخواہ اسکو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنستا۔ دھوکہ دینا۔ بُری بھلی بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جاوے فوراً اس کو روکو۔ اس پر تنبیہ کرو۔ نرمی سے سمجھاؤ اور پھر بھی باز نہ آئے تو سختی کرو۔



(۱۷) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں لاف بہا یہ ہمیشہ کے لیے بچہ کو کھودیتا ہے۔

(۱۸) بہت سویرے نہ سونے دو۔

(۱۹) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

(۲۰) جب سات برس کی عمر ہو جاوے نماز کی عادت

ڈالو۔

(۲۱) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جاوے۔ اول

قرآن شریف پڑھواؤ۔

(۲۲) جہاں تک ہو سکے دین دار استاد سے پڑھواؤ۔

(۲۳) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت نہ کرو۔

(۲۴) کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں اور

قصے سنایا کرو۔

(۲۵) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی

معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ

قصے یا بغزلیں وغیرہ ہوں۔

(۲۶) ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور

دنیا کی ضروری کارروائی آجائے۔

(۲۷) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لیے



اس کو کھیلنے کی اجازت دے تاکہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جاوے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲۸) آتش بازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لیے پیسے نہ دو۔

(۲۹) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت نہ ڈالو۔

(۳۰) اولاد کو ضرر کوئی نہ کر سکا دو جس سے ضرورت اور مصیبت

کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

(۳۱) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب

لکھ سکے۔

(۳۲) بچوں کی عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپنا بیج

اور سُست نہ ہو جائیں۔ ان سے کہو کہ رات کو بچھوتا اپنے ہاتھ سے

بچھا دیں۔ صبح کو سویرے اُٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی

گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ اُدھڑا پٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ

میلے ہوں یا اُجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کپڑے اور چوہے نہ ہوں۔ دھو بن

کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر کے لیں۔

(۳۳) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زلیخہ تمہارے بدن پر ہے رات کو

سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

(۳۴) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پر ورنے،

کپڑے رنگنے، چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ

کیوں کر ہو رہا ہے۔ کہ دیکھنے سے ذہن نشین ہوتا ہے۔



(۳۵) جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے۔ جب اس کی بُری بات دیکھو۔ اَدل تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بُری بات ہے۔ دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر نہ کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور اگر پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۳۶) ماں کو چاہیے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔  
(۳۷) بچہ کو کوئی کام چھپا کر نہ کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو۔ جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو بُرا سمجھتا ہے۔ سو اگر وہ بُرا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھاٹے پئے۔

(۳۸) کوئی کام محنت اور ورزش کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور بہمت رہے۔ سستی نہ آنے پاوے۔ مثلاً لڑکوں کو ڈنڈ، مگر کرنا، ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کے لیے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو غیب نہ سمجھیں۔

(۳۹) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے۔ نگاہ اوپر اٹھا کر

نہ چلے۔

(۴۰) اس کو ناجزئی اختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے، چال سے، برتاؤ سے، شیخی نہ بگھارنے پائے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عمروں



میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خانہ ان یا کتاب و قلم و دوات تختی تک کی تعریف نہ کرے۔

(۴۱) کبھی کبھی اس کو دو چار پیسے دے دیا کر دتا کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے۔ مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

(۴۲) اس کو کھانا کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ تھوڑا سا ہم لکھ دیتے ہیں۔

## کھانا کھانے کا طریقہ

دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ کہو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور کر نہ دیکھو۔ کھانے والوں کی طرف نہ دیکھو۔ بہت جلدی جلدی نہ کھاؤ۔ خوب چبا چبا کر کھاؤ۔ جب تک لقمہ نہ نکل لو دوسرا لقمہ منہ میں نہ رکھو۔ سالن تیز کے ساتھ لقمہ میں لگاؤ تاکہ شور با وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پائے اور انگلیاں ضرورت سے زیادہ نہ سننے پائیں۔ لقمہ چباتے وقت چپڑ چپڑ نہ کرو۔ کھانا کھاتے وقت نتگا سر نہ رکھو۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو لو۔ پانی سیدھے ہاتھ سے اور تین سالن میں پیو۔ کھانے کے بعد اللہ کا شکر کرو۔



# محفل میں

## اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو ادب سے ملو۔ نرمی سے بولو۔ محفل میں تھو کو نہیں وہاں ناک صاف نہ کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو وہاں سے الگ چلی جاؤ وہاں اگر جمائی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لو۔ آواز پست کرو۔ کسی کی طرف پشت نہ کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دے کر نہ بیٹھو۔ انگلیوں کو نہ چٹخاؤ۔ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف نہ دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت نہ بولو۔ بات بات میں قسم نہ کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام نہ شروع کرو۔ جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو تاکہ اس کا دل نہ ٹھجے۔ البتہ اگر گناہ کی بات ہو نہ سنو۔ یا منع کر دو یا وہاں سے اُٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پوری نہ کرے درمیان میں نہ بولو۔ جب کوئی آئے اور محفل میں جگہ نہ ہو۔ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ۔ مل کر نہ بیٹھ جاؤ تاکہ جگہ ہو جاوے۔ جب کسی سے ملو یا رخصت ہونے لگو۔ السلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السلام کہو۔ اور طرح طرح کے الفاظ نہ کہو۔



# سُسرال والوں کیساتھ آداب معاشرت

خوشدامن کا ادب ہر حال میں مثل اپنی والدہ مشفقہ کے کردہ۔ ہر وقت ان کی رضا مندی کو مقدم سمجھو۔ خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت لیکن ان کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ چلو۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکالو جس سے ان کو کلفت ہو۔ جب انھیں خطاب کرو یا کوئی اور بات کرو تو ایسے الفاظ استعمال کرو جو بزرگوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ خوش دامن تم کو اگر کسی امر میں تنبیہ کریں تو خاموشی سے سن لو۔ اگر بغرض محال وہ ناگوار اور تلخ بات بھی کہیں تو خاموش رہو پلٹ کر جواب نہ دو۔ ان کی خدمت مثل اپنی والدہ کے کرو۔ اگر کسی کام کو دوسرے سے کہیں تو تم اس کو اپنی طرف سے انجام دو۔ بخسر کی تعظیم اور احترام مثل اپنے والد مہربان کے کرو۔ جس طرح ہم نے خوشدامن کے ساتھ کلام کرنے میں ادب کا بیان کیا ہے اسی طرح یہاں بھی لحاظ رکھو۔ مثلاً کوئی دریافت کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ جواب میں کہو کہ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ فلاں معاملہ میں انھوں نے کیا کہا ہے تو تم جواب میں کہو کہ اس طرح فرمایا ہے۔ حتی الامکان ان کے آرام پہنچانے اور ان کی خدمت کرنے میں کوشش کرتی رہو۔ کسی تقریب وغیرہ میں جانا ہو تو اپنے شوہر یا سُسر یا ساس سے اجازت لے کر جاؤ۔ وہ اجازت دیں تو یاد دہانہ مت جاؤ۔ نند،



دیورانی، جھٹھانی کے ساتھ مثل اپنی بہنوں کے برتاؤ کرو۔ چھوٹی ہوں تو چھوٹی بہنوں کی طرح برتاؤ۔ کیوں کہ جیسا تم ان سے برتاؤ کرو گی ویسا ہی برتاؤ وہ تمہارے ساتھ کریں گی۔ آپس میں ایک دوسرے کی بُرائی نہ کرو۔ کسی میں کوئی عیب یا بُرائی دیکھو تو دوسرے سے اس کا ذکر نہ کرو۔ کسی کی بُرائی اس کے پیٹھ پیچھے کرنا غیبت ہے اور غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ غیبت ہی سے آپس میں رنجش و لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ بعض عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ ہم کوئی غلط تھوڑی کہہ رہے ہیں۔ اس میں وہ بُرائی موجود ہے۔ یاد رکھو کہ غیبت اسی کا نام ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کا ذکر کیا جائے اور اگر اس میں وہ بُرائی نہیں ہے اور پھر کی جائے تو وہ بہتان ہو جائے گا، اور یہ غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔ چونکہ تمہارے خسر کی یا ان کے قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہوں ان کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جہاں تک ہو سکے اس بات کا خیال رکھو کہ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم ان کے حسب مراتب ہونی چاہیے۔ گھر میں اگر خادمہ ہو تو اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لو۔ اگر کوئی کام اس پر بھاری ہو تو خود بھی اس کی مدد کرنی چاہیے۔ اس سے سخت کلامی سے پیش نہ آنا چاہیے اگر وہ بیمار ہو یا اس کو کوئی تکلیف ہو تو اس کی خدمت کرو جیسا تم اپنی والدہ محترمہ کا برتاؤ خادمہ کے ساتھ دیکھتی رہتی ہو کہ کبھی اگر خادمہ کے سر میں درد



ہوایا بیمار ہوئی تو خود اس کا کام کر لیا۔ کوئی اچھی چیز یا نئی ترکاری گھر میں آئی  
تھوڑی بہت اس کو بھی دے دی۔ اس سے اس کے دل میں تمھاری ممدودی  
ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی بھی خوشنودی تم کو حاصل ہو گئی۔ لیکن اتنا زیادہ سر  
پر بھی نہ چڑھاؤ کہ وہ گستاخ اور لاپرواہ ہو جائے۔ کیوں کہ یہ بات قادمہ  
کے لیے بھی مضر ہے کہ آئندہ وہ دوسری جگہ ملازمت نہ کر سکے گی۔ جہاں  
جائے گی وہاں کام کو اچھی طرح انجام نہ دے سکے گی اس لیے اسے کوئی ملازم  
بھی نہ رکھے گا۔

## انتظام خانہ داری

انتظام خانہ داری اگر عمدہ طریقہ سے ہے تو قلت معاش کے باوجود  
بھی گھر پر رونق معلوم ہوتا ہے اور گھر پر ناداری و غربت معلوم نہیں ہوتی۔  
اگر عمدہ انتظام نہ ہو تو دولت مندی کے باوجود بھی گھر میں نحوست اور ناداری  
برستی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھ سے بعض دولت مند گھروں کو دیکھا ہے کہ انتظام  
خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں  
کے گھروں سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات اس میں اخراجات  
کا اندازہ اور ان کے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال رکھنا  
چاہیے۔ ہمیشہ ضرورت کے موقع پر خرچ کرنا چاہیے۔ اعتدال سے ہمارا  
مطلب یہ ہے کہ آمدنی سے زیادہ خرچ نہ ہو نہ اس قدر کم کہ کنجوسی تک کی



نوبت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں زیادہ خرچ کرنے والوں کی اور  
 کچھ سی کرنے والوں کی دونوں کی مذمت فرمائی ہے۔ نہ مال سے اتنی محبت  
 ہو کہ ایک ایک پیسے کو تھوک لگا کر رکھے اور اپنی ضرورت پر بھی خرچ نہ کرے  
 نہ اتنی فراخ دلی کرے کہ پیسے کی جگہ دو پیسے خرچ کر دے۔ غرض جتنی ضرورت ہو  
 اتنا خرچ کرے۔ جتنی چادر ہو اتنے پر پھیلائے۔ اپنے سے بڑوں کی حرص  
 نہ کرو۔ اگر روزانہ کا حساب لکھ لیا کرو تو بہت اچھا ہے کہ جملہ مصارف درج  
 ہوتے رہیں۔ جس وقت چاہو دیکھ لو اور کبھی کبھی شوہر کو دکھا دو کہ ان کو مزید  
 اطمینان رہے۔ اگر کسی کو قرض دو تو اس کو بھی تحریر کر لیا کرو اور جب لو تو  
 اس وقت بھی درج کر لو تاکہ بھول نہ پڑے۔ دھو بی کو کپڑے دو تو علیحدہ علیحدہ  
 ہر کپڑے کی تعداد نوٹ کر لو تاکہ لیتے وقت سب کپڑے سنبھالنے میں سہولت  
 ہو اگر کوئی کپڑا کم ہو تو فوراً معلوم ہو جائے کہ فلاں کپڑا نہیں آیا۔ اس کو بتا کر  
 اس سے کپڑا منگا لو۔ اس طرح اگر تمام گھر کی چیزوں کی ایک فہرست بنا لو  
 تو اس میں بہت فائدہ ہوتا ہے کہ کیا کیا چیز ہے اور کتنی کتنی ہے۔ اگر خدا نخواستہ  
 کوئی چیز کم ہو تو فوراً پتہ ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز کم ہے۔ کہاں گئی یا فلاں جگہ  
 ہے واپس نہیں آئی۔ اس طرح گھر کی چیزیں کم کم ہوتی ہیں۔ ہر چیز کو اس کے  
 ٹھکانے پر رکھو۔ جو برتن یا چیزیں ہر وقت کی ضرورت کی ہوں وہی باہر رکھو  
 باقی چیزوں کو اندر رکھو۔ وقت ضرورت نکالیں۔ ضرورت پوری ہونے  
 کے بعد اسی جگہ رکھ دیں۔ کوئی ادھر ادھر پڑی نہ رہے۔ اس طرح اکثر  
 چیزیں کم ہو جاتی ہیں۔ کپڑوں کو ٹرنک یا بکس وغیرہ میں رکھو ادھر ادھر نہ



پٹے رہیں۔ اونی ریشمی کپڑوں کی خبر گیری رکھو۔ خاص کر برسات سے پہلے اور برسات میں بھی جس روز بارش نہ ہو اور دھوپ خوب نکلی ہوئی ہو اس روز کپڑوں کو دھوپ لگا کر ٹرنک یا بکس میں بند کر دو۔ نیم کے پتے یا نفرتین کی گولیاں ان میں رکھو تاکہ کیڑا نہ لگے۔

ہم نے یہ چند نصیحتیں یہاں تحریر کر دیں۔ اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ہمارے رسالے ”مسلمان بیوی“ حصہ دوم میں ملاحظہ فرمالیں۔ اگر آپ ان ہدایات پر عمل کریں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں کامیابی نصیب ہوگی۔ دنیا میں بھی جنت اور آخرت میں بھی جنت نصیب ہوگی۔

## جھوٹی قسم کھانے پر خدا کا غصہ

فرمایا ہمارے نبیؐ نے کہ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام نہ کرے گا نہ ان کی جانب رحمت کی نظر سے دیکھے گا۔

(۱) وہ شخص جو اپنے دیے پر احسان جتائے یعنی کسی کے ساتھ کوئی سلوک کرنے کے بعد احسان جتانے والا۔ (۲) وہ شخص جھوٹی قسم کھائے اور اپنی تجارت کو جھوٹی قسم کھا کر بڑھائے۔ (۳) وہ مرد جو اپنے پا جامہ کو ٹخنوں سے ازراہ تکیہ نیچے لٹکائے۔ (مسلم)

(ف) مگر عورتوں کو چاہیے کہ وہ پاٹجامہ کو ٹخنوں سے نیچا رکھیں۔



# مسلمان بیوی

## حصہ دوم

پھر دروگہا عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ”مسلمان بیوی“ کا دوسرا حصہ مجھے ناچیز کو لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس میں عورتوں اور بچیوں کو اپنے والدین کی فرماں برداری کرنے اور اپنی تعلیم و تربیت اور عادات و اخلاق درست کرنے کی ترغیب اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق اور خصوصاً ساس، سسر، تندوں کے ساتھ برتاؤ کرنے اور آپس میں نباہ کرنے کے طریقے، گھربار کی حفاظت اور بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کے طریقے عیب و تکلیف کی باتوں کے نقصان، سلیقہ اور بہرہ مندی کی باتوں کے فوائد، تجربہ اور انتظام کی خوبیاں نہایت سہل اُردو الفاظ میں تحریر کئے گئے ہیں تاکہ ہر عورت اس کو پڑھ کر اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو اچھی طرح چین اور سکھ سے گزار سکے۔ بندہ رحم الہی عفی عنہ۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

میری عزیز بہنو! ماں باپ کے بڑے حقوق ہیں۔ پروردگار عالم کے بعد والدین کی فرماں برداری کرنا فرض ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشی والدین کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ دوسری حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، نفل کرنا، نماز، صدقہ، روزہ، حج، عمرہ جہاد فی سبیل اللہ، غرض تمام چیزوں سے بڑھ کر والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے اور فرمایا جو آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے خوش ہوتے ہوں اس کے لیے دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں اور اگر صرف ماں یا صرف باپ زندہ ہو اور وہ اس سے خوش رہے تو ایک دروازہ جنت کی طرف کھل جاتا ہے اور اگر اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر صرف ماں یا صرف باپ ناراض ہے۔ تو دوزخ کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور یہ حکم ہر حالت میں ہے خواہ ماں



باپ اس کے ساتھ انصاف اور احسان کرتے ہوں یا نا انصافی اور ظلم کرتے ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا :

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ اِمَّا يَبْلُغَنَّ  
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا  
فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَ  
قُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝

(پارہ ۱۵ آیت ۲)

"اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ نیکی کیا کرتیرے سامنے یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو انھیں (مجبور اور ضعیف سمجھ کر) کبھی اُن بھی نہ کہنا اور نہ کبھی

انھیں جھڑکنا اور ان سے گفتگو ہمیشہ ادب اور نرمی سے کرنا۔"

حدیث شریف میں بھی آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ جو مسلمان اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرے اور میری نافرمانی کرے پھر توبہ کرے تو اس کو میں شکریہ گزار اور بھلائی کرنے والا لکھوں گا۔ اور جو میری فرماں برداری کرے اور ماں باپ کی نافرمانی کرے اور پھر توبہ بھی کرے تب بھی میں اس کو نافرمان لکھوں گا۔ (کیوں کہ یہ حق العباد ہے) اور حق العباد کو اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائیں گے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ماں کی دعا اولاد کے حق میں بہت تیزی سے قبول ہوتی ہے۔" اور ایک جگہ ارشاد ہے کہ



”ماں کی خدمت کر دیکھو کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔“ اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں والدین کی خدمت اور ان کی فرماں برداری کی تاکید ہے۔ کیوں ہے؟ اس لیے کہ انھوں نے تمھاری خاطر کیسی کستی تکلیفیں برداشت کیں۔ تمھاری خاطر کتنی راتیں جاگ جاگ کر گزاریں۔ تم ذرا بیمار ہو گئیں۔ اور وہ بے چارے گھنٹوں تمھاری خدمت کرنے میں لگے رہے۔ تم ذرا سی تکلیف میں مبتلا ہو گئیں اور وہ بے چارے تمھاری اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے خود نہرا روں تکلیفیں اٹھانے کو تیار ہو گئے۔ انھوں نے تمھارے آرام کی خاطر کبھی دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا۔ انھوں نے تمھیں خوش و خرم رکھنے کے لیے خود کیسے کیسے رنج و غم برداشت کیے۔ تمھاری ذرا سی پریشانی انھیں کس قدر پریشان کر دیتی تھی۔ تمھاری ذرا سی تکلیف سے انھیں کس قدر تکلیف پہنچتی تھی۔ تمھارے چہرے کی ہلکی سی افسردگی ان کی تمام مسرتوں کو غموں میں بدل کر رکھ دیتی تھی۔ تمھاری آنکھوں سے گرا ہوا ایک آنسو ان کے دل پر نہ جانے کتنی چنگاریاں گرا دیتا تھا۔ اور اب بھی وہ تمھاری تعلیم و تربیت کے ہر وقت خواہش مند ہیں اور ان کی دلی آرزو اور خواہش یہی ہے کہ تم بڑی ہو کر شریف لڑکی کا ایک ایسا نمونہ پیش کرو جو اپنی نظیر آپ ہو۔

انھوں نے جہاں تمھیں اچھے سے اچھا کھلاتا اور پہنانا چاہا وہاں تمھیں اخلاق و آداب کی خوبیوں سے مالا مال کرنا بھی چاہتے ہیں اور ان کی ہمیشہ سے یہ خواہش ہے کہ تمھاری تعلیم و تربیت ایسی کر دے کہ دوسری



عورتیں تمھیں دیکھ کر سبق حاصل کریں اور تمھارے اخلاق اور اچھی عادات سے تمھاری چھوٹی بہنیں تم سے نصیحت اور سلیقہ حاصل کریں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ تمھارے مطالعہ کے لیے اس قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں جن سے شرافت، اخلاق، ہمدردی، خانہ داری وغیرہ کے تمھیں سبق ملیں اور تمھیں ہر اس کتاب کے مطالعہ سے روکتے ہیں جو جھوٹے قصے، افسانے اور اخلاق سوز مضامین سے پُر ہوتی ہیں یا جس میں گمراہیوں کی ترغیب اور فحش واقعات سے لبریز ہوتی ہیں۔ یہ بھی اسی لیے وہ کرتے ہیں تاکہ تمھارے اخلاق پر بُرا اثر نہ پڑے۔ کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے جسے نہ صرف پرورش کرنے کے لیے بلکہ تعلیم و تربیت کے لیے بھی ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر ہم اولاد کی تعلیم و تربیت میں کمی کریں گے تو گویا اللہ تعالیٰ کے ایک بڑے فرض کو نظر انداز کریں گے اور اسکی امانت میں خیانت کریں گے اور تیامت کے دن پروردگار عالم کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور سوائے پشیمانی کے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ اسی کے تدبیر وہ اپنی آسائشوں اور اپنے آرام و راحتوں کو نظر انداز کر کے تمھاری آسائش اور تمھارے آرام و راحت کو تدبیر نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے تمھاری تعلیم و تربیت کے لیے شریف اور لائق استانیات تجویز کی ہیں کہ ان کی صحبت سے تم نصیب ہو اور ایک باحیا با اخلاق شریف لڑکی کہلاؤ، اور دنیا کے سامنے شرافت اور اخلاق کا نمونہ بن کر اپنے کو پیش کر سکو اور دونوں جہان کی عزت و آبرو حاصل کر سکو۔



میری عزیز بہنو! جن کی اس قسم کی آرزو میں اور تمنا میں ہوں جو ہماری  
فلاح و بہبودی کے ہر وقت خواہش مند ہیں جو ہمارے آرام کے خاطر خود  
تکلیفیں برداشت کرتے ہوں۔ کیا ہم ان کا احسان نہ مانیں۔ ان کی فرماں  
برداری نہ کریں۔ کیا ان کی خدمت گزاری نہ کریں۔ جنہوں نے ہمارے بچپن  
کی گندگیوں کو برداشت کیا۔ جنہوں نے ہماری بیماری کی وجہ سے اپنی راتوں  
کی نیند کو حرام کیا۔ جنہوں نے ہمیں اچھا کھلانے کے لیے خود اچھا کھانے  
کی تمنا نہ کی ہو۔ جنہوں نے ہمیں اچھا پہنانے کے لیے خود اچھا پہننے کی  
خواہش نہ کی ہو۔ جنہوں نے ہماری خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے خود  
اپنے آپ کو بے شمار فکروں میں مبتلا رکھا ہو۔

اگر ہم اپنے مہربان اور محسن والدین کی نافرمانی کریں اور ان کی  
قدردانی اور خدمت گزاری نہ کریں تو ہم سے زیادہ کوئی احسان فراموش  
اور نالائق نہیں ہو سکتا اور سب سے بڑھ کر پروردگار عالم کی نافرمانی ہے۔  
کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جگہ جگہ والدین کی فرماں برداری  
کی تاکید فرمائی ہے۔ ان میں سے چند آیات یہ ہیں :

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَٰهٖ	تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ	بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا	اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن
فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا وَلَا تُنْهَرُهُمَا وَقُلْ	سلوک کیا کرو۔ اگر تیری موجودگی
لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۖ وَخَفِضْ لَهُمَا	میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو



جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ  
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي  
صَغِيرًا ط

(پارہ ۱۵ رکوع ۲)

بہنچ جائیں تو ان کے آگے "ہوں"  
تک نہ کہتا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان  
سے خوب آداب اور احترام سے  
بات کرتا اور ان کے سامنے شفقت  
سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا

اور (ان کے لیے یہ دعا کرتے رہنا) کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر  
رحمت فرما جیسا کہ انھوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا۔

اس آیت میں پروردگار عالم انسان کو تاکید فرمایا ہے ہیں کہ سب سے  
بڑھ کر آدمی پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے  
یعنی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس  
کو پیدا کیا ہے۔ پھر ماں باپ کا حق ہے۔ جب ماں کے پیٹ سے بچہ  
پیدا ہوتا ہے تو اس کی ہر طرح کی پرورش اور تربیت دنیا میں ماں باپ  
کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی فرماں برداری اور شکرگزاری کی تاکید فرمائی۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ  
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ  
وَفِصْلُهُ فِیْ عَامَئِنِ أَنْ اشْكُرْ لِي  
وَلِوَالِدَيْكَ ط إِلَى الْمَصِيرِ ط

(پارہ ۲۱ رکوع ۱۱)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے :

"ہم نے انسان کو اس کے ماں  
باپ کے متعلق تاکید کی۔ اس کی  
ماں نے صنف پر صنف اٹھا کر  
اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس  
میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے تو میری



اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر (یاد رکھ) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔  
 اس آیت میں ماں کا حق باپ سے زیادہ فرمایا اس لیے کہ وہ کئی  
 مہینے تک پیٹ میں لیے پھرتی تھی اور تھک تھک جاتی تھی۔ اور بڑی  
 تکلیف کے ساتھ اس کو جنما اور پھر دو سال تک اپنی چھاتی سے دودھ پلایا  
 اور کیسی کیسی سختیاں اور تکلیفیں جھیل کر بچہ کی تربیت فرمائی اور اپنے آرام  
 پر اس کے آرام کو ترجیح دی اس لیے ماں کا احسان اور اس کی شکر گزاری  
 باپ سے زیادہ ہوتی۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ  
 إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَ  
 وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَ  
 فِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۖ رَبِّ  
 أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي  
 أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ  
 صَالِحًا تَرْضَاهُ ۖ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي  
 إِنِّي تُبِّتُ الْيُكُوفَ وَإِنِّي مِنَ  
 الْمُسْلِمِينَ ۝

(پارہ ۲۶ رکوع ۲۷)

ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ  
 کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم  
 دیا۔ اس کی ماں نے اس کو بڑی  
 مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا  
 اور تکلیف برداشت کر کے اسے  
 جنما اور اس کے حمل کا اور اس کے  
 دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس<sup>۳</sup> مہینے  
 میں پورا ہوتا ہے۔ اے میرے  
 پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں  
 تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں

جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام فرمائے ہیں اور یہ کہ میں ایسے  
 نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو جائے اور تو میری اولاد میں بھی (یہ)



صلاحیت پیدا فرما اور میں آپ کی جناب میں رجوع کرتا ہوں اور میں فرماں بردار ہوں۔

اس آیت میں بھی ادھر والی آیت کی طرح والدہ کا حق زیادہ فرمایا کہ کئی مہینے حمل میں رکھا اور اس بوجھ کو اٹھائے اٹھائے پھرتی رہی۔ اور کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی رہی اور دو سال تک اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلاتی رہی اور ہر طرح کی نگہداشت کرتی رہی۔ اپنی آسائش و راحت کو اس کی آسائش و راحت پر قربان کرتی رہی اور باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہا اور سامان تربیت فراہم کرتا رہا۔ اس میں شک نہیں یہ سب کام نطرت کے تقاضے سے ہوتے ہیں مگر اسی فطرت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت و محبت کو محسوس کرے اور ان کی محنت اور ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی شکر گزاری اور فرماں برداری کرے اور کئی جگہ قرآن پاک میں اس کی تاکید ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے ہوئے پہلی سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین۔ پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھ کر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبے سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو صحابہؓ نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ آج ہم نے ایک نئی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا کیا بات دیکھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا آج آپ نے خلاف معمول منبر پر چڑھتے ہوئے ہر سیڑھی پر آمین فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام



میرے سامنے آئے تھے۔ جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ دوسری سیڑھی پر جب قدم رکھا تو آپ نے فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا یعنی میرا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ میں نے کہا آمین۔ جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین۔ اس حدیث میں جبریل علیہ السلام نے تین شخصوں کی ہلاکت کی بددعا مانگی اور اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی تو اب آپ سمجھ لیجئے کہ یہ بددعا کتنی سخت ہو گئی۔ اول تو جبریل علیہ السلام کی ہی بددعا کیا کم تھی۔ پھر حضور کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنادی وہ ظاہر ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ یاپ ہے۔ تیسرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابی نے دریافت فرمایا والدین کا کیا حق ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ تیرے لیے جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رعایت تیرے لیے جنت کا باعث ہے اور ان کی نافرمانی تیرے لیے جہنم کا ذریعہ ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کے سوا تمام گناہوں کو جس قدر چاہیں معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا وبال مرنے سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی پہنچاتے ہیں۔



میری عزیز بہنو! تم کہتی ہو گی والدین کی اطاعت اور فرماں برداری ہی پر سارا زور دیا جا رہا ہے۔ لیکن یاد رکھو والدین کی اطاعت ہی تمام اخلاق و ادب کی چیز ہے۔ ان کی فرماں برداری اور خدمت گزاری تمام لوگوں میں ہر دل عزیز بننے کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ کبھی تم نے حاصل کر لی تو انشاء اللہ ہر جگہ عزت و آبرو حاصل کر دو گی۔ یہ ابتدائی منزل ہے۔ اس میں تعلیم و تربیت، اخلاق و تہذیب، انکساری، فرماں برداری، خدمت گزاری سیکھ لو گی تو دوسری جگہ جا کر بھی ہر ایک کی نظر میں ہر دل عزیز اور پیاری بن جاؤ گی۔ تم جانتی ہو دنیا میں عزت و آبرو کس کو حاصل ہوتی ہے۔ ہر ایک کے دل میں کس کی محبت ہوتی ہے۔ کس کی صحبت کو ہر شریف عورت پسند کرتی ہے۔ ہر سمجھ دار عورت کس کی صحبت کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتی ہے۔ کیا دنیا میں اس کی عزت و آبرو ہوتی ہے جو بد اخلاق، بد مزاج ہو؟ کیا ہر ایک کے دل میں اس کی محبت ہوتی ہے جو بد زبان، بد کلام ہو؟ کیا کوئی شریف آدمی دروغ گو جنگ جو حاسد کو پسند کرتا ہے؟ کیا کوئی بے ہنر، باسلیقہ، بد تہذیب کی صحبت کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر سمجھ دار آدمی باادب، خوش مزاج، بااخلاق، شیریں کلام، باسلیقہ، ہنرمند کی صحبت کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔

میری عزیز بہنو! تمہاری تعلیم و تربیت اور اخلاق و تہذیب کی جو کوشش کی جاتی ہے اور تم کو بار بار اس کی ترغیب دی جاتی ہے یہ صرف اس وجہ سے کہ تم دونوں جہان میں سرخروئی حاصل کرو۔ اور کیا تمہیں اس



بات کا احساس ہے کہ تم زندگی کی راہ میں کس منزل سے گزر رہی ہو اور کس کس منزل میں قدم رکھنے والی ہو۔ کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری دنیا اب تک جو کچھ بھی تھی وہ آئندہ کیا ہونے والی ہے۔ آج تم جو بے فکری کی زندگی گزار رہی ہو آئندہ آنے والی منزل میں تمہیں ہر قدم پر غور و فکر سے کام لینا ہوگا۔ اب تک تم غیر ذمہ دارانہ طور پر کام کرتی رہی ہو۔ آئندہ تمہیں ہر کام کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اب تمہاری تمام آرزوئیں اور تمناؤں انجام کی فکر سے بے نیاز ہیں۔ آئندہ تمہیں ہر آرزو پر خواہش کے اظہار سے پہلے اس کے نتیجہ پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ اب تم اپنی تجویزوں کو دوسروں سے منواتی ہو لیکن آئندہ تمہیں دوسروں کی تجویزوں کو ماننا پڑے گا۔ غرضیکہ جب تمہاری دنیا ہی بدل جائے گی۔ تم جس جس طریقے سے اب سرگرم رہتی ہو یہ طریقے آئندہ بہت کچھ بدل جائیں گے۔ اب تم جن جن اصولوں پر مستقل طور پر قائم ہو ان میں سے بہت سے اصولوں کو ترک کرنا پڑے گا اور بہت سوں میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ اس وقت تمہاری زندگی کا ہر شعبہ ایک نئے انداز سے ظاہر ہوگا۔ تم بعض وقت ذرا اسی بات پر کس قدر ضد اختیار کرتی ہو۔ تمہاری والدہ تمہیں سمجھاتی ہیں تم نہیں مانتیں۔ بھائی تمہیں صلاح دیتے ہیں تم تسلیم نہیں کرتیں۔ ماما تمہاری خوشامد کرتی ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ والد تمہیں کچھ کہتے ہیں تو تم ردی اور پیٹتی ہو۔ کھانا نہیں کھاتیں۔ یہاں تک کہ گھر والوں کو تمہاری ضد پوری کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ یہ بات تسلیم ہے کہ ایسا واقعہ کبھی کبھی شاذ و نادر ہی پیش آتا ہے مگر آئندہ تمہیں اپنی مرضی سے



کہیں زیادہ دوسروں کی مرضی پر نگاہ رکھتی پڑے گی اور تمہیں اپنی خوشی سے زیادہ دوسروں کی خوشی کا خیال رکھنا پڑے گا۔ تمہیں اپنی کسی تمنا کو ظاہر کرنے سے پہلے یہ سوچنا پڑے گا کہ تمہارے رفیق حیات اور ان کے عزیز و قریب تمہاری اس تمنا کو اور اس طریق کار کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یہ زندگی کا کس قدر عظیم الشان انقلاب ہوگا۔ گویا تمہارے لیے زندگی گزارنے کا طریقہ ہی بدل جائے گا۔ تمہارے خیالات عجیب قسم کی انگریزیاں لیں گے۔ تمہارے احساسات میں مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوں گی۔ تمہارے جذبات تغیر پذیر ہوں گے۔ تمہارے اندر خود بخود ایسی ایسی تبدیلیاں ہوں گی کہ تم اس وقت کی زندگی کو بھولا ہوا افسانہ سمجھو گی۔ تمہارا کردار ہی نہیں تمہاری رفتار اور گفتار سب میں انقلاب ہوگا۔ تم سوچو گی کہ میں کیا کھتی اور کیا ہو گئی۔ تمہیں خود اپنے پر تعجب ہوگا۔ اس وقت جس قسم کی زندگی تمہیں گزارنی ہو گی اور تمہیں جن جن حالات اور واقعات کا سامنا کرنا پڑے گا اور تم جس قسم کے ماحول میں ہو گی اس وقت جو کچھ تمہیں کرنا ہوگا اس کا تمہیں کوئی تجربہ نہیں ہے۔

یہ ٹھیک ہے تم نے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، سہیلیوں یا محلہ والیوں کی شادی شدہ زندگیوں پر غور کیا ہو۔ اور ممکن ہے ان کے اچھے بُرے حالات سے تم نے کچھ نتیجے نکالے ہوں اور وہ تمہارے ذہن میں بھی محفوظ ہوں۔ مگر پھر بھی دوسروں کے حالات اور اپنے حالات میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ دوسروں کی باتیں افسانوں کی طرح ہوتی ہیں اور



اپنے واقعات حقیقت کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ اور اس وقت تمھاری پیاری بہنیں اور سہیلیاں جو ہر وقت سائے کی طرح تمھارے ساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ ہر کام میں ساتھ۔ ہر کھیل میں ساتھ، جن کے احساسات اور کیفیتیں تمھارے احساس اور تمھاری کیفیتوں کا ساتھ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تمھارا چہرہ ذرا اترتا، اُن کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔ تمھارے ہونٹوں پر ذرا مسکراہٹ آئی ان کے لبوں پر قہقہے آگئے۔ تم ذرا برا فروختہ ہوئیں ان کے دل سہم کر رہ گئے۔ تم کبھی بیمار ہو گئیں ایسا معلوم ہوا تو بایہ سب بیمار ہو گئی ہیں۔ کس قدر ساتھ دیتی ہیں۔ کبھی ساتھ ساتھ گڑیاں کھیلی جا رہی ہیں۔ کبھی ساتھ ساتھ کھانے پک رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ جھولا جھولے جا رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ سینا پرونا ہو رہا ہے۔ کبھی دن دن بھر مل جل کر کھیلتے کودتے گزر رہے ہیں۔ کبھی راتیں ساتھ ساتھ بیٹھ کر کہانیاں اور سہیلیاں سنتے اور سناتے بیت رہی ہیں۔ سوتا ہے تو ساتھ۔ جاگتا ہے تو ساتھ۔ کہیں جانا ہے تو ساتھ۔ اور جب تم چلی جاؤ گی تو ان بہنوں کے لیے تمام گھر سوتا ہو جائے گا۔ کام کاج تو سب ہوتے ہی رہیں گے۔ مگر نگاہیں ہر وقت ڈھونڈیں گی اور دل کسی وقت تمھاری یاد سے غافل نہ ہوں گے۔

وہ سہیلیاں جو ایک دن بھی تمھیں دیکھے بغیر نہیں رہیں اگر کسی وجہ سے کبھی دور دورہ آسکیں یا تم نہ جاسکیں تو انھوں نے ملنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ نکالا۔ کبھی گڑیوں کا بیاہ ہو رہا ہے۔ کبھی دعوت ہو رہی ہے۔



کبھی کچھ لیا دیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ تم ان سے ملو اور وہ تم سے ملتی رہیں۔ جب وہ ہفتوں تمہیں نہ دیکھ سکیں گی اور تم ان کو نہ دیکھ سکو گی تو پھر تمہاری یاد انہیں کس کس طرح بے چین کرے گی اور تمہاری جدائی انہیں کس کس موقع پر محسوس ہوگی۔ شاید تم اس وقت اس کا صحیح اندازہ نہ کر سکو اور شاید تم سمجھ رہی ہو گی کہ یہ معمولی سی تبدیلی ہوگی کہ ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا رہوں گی مگر صرف اتنی ہی بات نہیں بلکہ تمہاری زندگی کا وہ بہت بڑا انقلاب ہوگا۔ اسی لیے تمہاری زندگی کی اس اہم ترین تبدیلی کے وقت سے پہلے تمہیں آگاہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ آنے والے دور حیات میں تمہارے کام آئیں اور جن کو مد نظر رکھ کر تم اپنی زندگی کو ایسی الجھنوں سے محفوظ رکھ سکو جن میں اکثر ان لڑکیوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں جو شادی کے بعد آنے والے وقت کی عاقبت اندیشی اور سمجھ داری سے کام نہیں لیتیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ تم ماشاء اللہ کافی سمجھ دار ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم جو بھی قدم اٹھاتی ہو کافی سوچ سمجھ کر اٹھاتی ہو۔ مگر پھر بھی تمہیں چند ایسی باتیں بتا دینا ضروری ہیں جن سے تم اپنے حالات کے مطابق نائدہ اٹھا سکو۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو ذہن نشین کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ شادی دراصل ہے کیا؟ حقیقت میں شادی کسی کی غلامی نہیں ہے بلکہ خدا رسول کے حکم کے مطابق اشتراک عمل ہے۔

شادی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی یعنی مرد اور عورت باہم ایک نظام عمل کے ماتحت زندگیاں گزارنے کا ارادہ کرتے ہیں جس میں دونوں کو ایک



دوسرے سے انسبت، خلوص اور ہمدردی درکار ہوتی ہے۔ دونوں اس نظام عمل کو اپنی اپنی بساط اور توفیق کے مطابق حتی الامکان مسرت انگیز اور اطمینان بخش بناتے ہیں۔ اس کو کامیاب بنانے کے لیے قدم قدم پر دونوں ایک دوسرے کی عملی معاونت اور ہمدردی کے آرزو مند رہتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا حاکم قرار دیا ہے۔ مگر یہ حکومت صرف حکمرانی کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عورت کی سرپرستی اور نگہبانی ہے جو عورت کی زندگی میں زیادہ آسانیاں پیدا کر سکے اگر ایسا نہ ہوتا تو مردوں پر عورتوں کے لیے شمار حقوق کا ذکر نہ کیا جاتا جس کو مختصر تم اس کتاب کے پہلے حصہ میں پڑھ چکی ہو ظاہر ہے کہ جس مرد پر عورتوں کی اس قدر خدمات کا بار ہو رہا ہو کئی حکمراں کیا ہو سکتا ہے۔ ہاں بہترین شریک حیات قابل تعظیم ممنون و مشکور ضرور ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عورتوں کے بھی بہت سے فرائض ہیں جو انھیں مردوں کی رفاقت قائم رکھنے کے لیے انجام دینے پڑتے ہیں۔ جب شادی ایک عملی اشتراک ہے، ایک باہمی معاہدہ ہے تو ظاہر ہے کہ شادی کے بعد بلکہ شادی سے پہلے وہ اپنی زندگی کے متعلق جو لائحہ عمل پروردگار عالم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنادیا ہے اس کے مطابق ایک پروگرام ایک نظام بنائیں تاکہ ان اصولوں کی پابندی کر کے زیادہ راحت اور اطمینان سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ اس نظام کے بنانے میں ایک لڑکی کے

لے اور عورتوں کے حقوق جو مردوں پر ہیں وہ ”مسلمان خاوند“ میں ملاحظہ فرمائیں۔



کیا فرائض ہیں۔ ان میں سے کچھ اس کے پہلے حصے میں پڑھ چکی ہو اور کچھ تم کو خود ہی محسوس ہوتے رہیں گے۔ مگر چند باتیں اس سلسلہ میں بتا دینا بھی ضروری ہیں تاکہ تم جو طریقہ کار بھی اختیار کرو اس میں سمجھ داری سے زیادہ کام لے سکو اور جن اصولوں پر بھی قائم رہو عقل و شعور سے کام لیتی رہو۔

جب تم اپنے نئے گھر میں جاؤ گی اس وقت تمہاری والدہ اور بہنیں اور قریبی رشتہ دار تمہاری جدائی کے افسوس میں تمہیں آنسوؤں اور آہوں کے ہجوم میں رخصت کر رہے ہوں گے۔ اس کے برعکس جب تم وہاں پہنچو گی تو اسی طرح وہاں تمہیں مسکراہٹوں اور فہمقہوں کے سائے میں خوش آمدید کہا جائے گا۔ جس طرح تم یہاں سے غمگین فضا میں جاؤ گی اسی طرح وہاں انتہائی مسرت انگیز عالم میں پہنچو گی۔ یہاں الوداعی گیت سن کر جدا ہو گی اور وہاں عیش و مسرت کے نغموں سے تمہاری آمد کا اعلان کیا جائے گا۔ وہاں تمہیں دنیا ہی دوسری ملے گی۔ تمام گھر مسرت اور محبت کے اثرات سے معمور ہو گا۔ در و دیوار سے خوشی کا رنگ چھلک رہا ہو گا۔ ہر ایک کا چہرہ مسرور ہو گا۔ ہر ایک کی باتیں طرافت آمیز ہوں گی۔ ہر ایک مسکراتا ہو گا اور تم اس گھر میں اس طرح پہنچو گی جیسے محفل میں شمع محفل لائی جاتی ہے۔ تم جلتے ہی سب کی توجہات کا مرکز بن جاؤ گی۔ چھوٹے بڑے سب تمہیں دیکھنے کے مشتاق ہوں گے۔ تمہاری ہر ہر جنبش پر نہ جانے کتنی نگاہیں پڑیں گی اور تمہارے ہر ہر عمل پر نہ جانے کتنی تنقیدیں کی جائیں گی۔ مگر یہ سب ہنگامہ دو ایک روز کا ہی ہو گا۔ اس ہنگامہ میں احتیاط سے کام لینا تمہارا فرض ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ ذرا سی غلطی خواہ مخواہ کے لیے تمہارے متعلق چہ میگزٹیوں کا باعث



ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں تم کافی سمجھ دار ہو۔ تم نے اپنے خاندان کی بہت سی لڑکیوں کو دلاہن بنتے ہوئے دیکھا ہے۔ تم خوب سمجھتی ہو کہ دلاہن کو شادی کے ابتدائی زمانہ میں کس طرح نہایت ہوشیاری اور سمجھ داری سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے مجھے پورا بھروسہ ہے کہ تم ان دنوں کو نہایت حسن و خوبی سے گزار لو گی اور کوئی بات ایسی نہ کرو گی کہ شادی میں شریک ہونے والے مہمانوں کو تمہارے متعلق بے جا تنقید کرنے کا موقع ملے۔

سب سے پہلے جس انسان سے تمہارا واسطہ پڑے گا وہ تمہارا مسرتاج، تمہارا شریک حیات اور تمہاری زندگی کا ساتھی ہوگا۔ اسی ہستی کے ساتھ تمہیں اپنی زندگی کے دن گزارنے ہوں گے۔ اسی ہستی سے تمہارا مستقبل وابستہ ہوگا۔ اسی ہستی سے تمہیں اپنی تمام تر تمنائیں قائم کرنی ہوں گی۔ اگر یہ ہی ہستی چاہے گی تو تمہاری زندگی مسرتوں کی رنگین داستان بن جائے گی اور اگر نہ چاہے گی تو تمہاری زندگی تباہی اور بربادی کا افسوسناک سلسلہ ہو کر رہ جائے گی۔ غرضیکہ تمہاری آئندہ زندگی کی بہتری یا بربادی، سب اسی ایک ہستی کے سلوک پر منحصر ہوگی۔ اس لیے تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہوگا کہ تم اپنے شریک حیات کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی کوشش کرنا اور جہانتک ہو سکے اپنی تمام خواہشات کو اس کی آرزوؤں کے ماتحت نہیں تو مطابق ضرورت کرنا تاکہ تمہاری زندگی میں وہ ذہنی اور روحانی کش مکش نہ پیدا ہونے پائے جو میاں بیوی کے اختلافِ عمل سے بعض گھرانوں میں نظر آتی ہے اور شادی کے چند روز بعد لڑکے



اور لڑکی کے لیے بدترین عذاب ہوتی ہے۔

اس وقت ان تمام باتوں سے گریز کر رہا ہوں جو شوہر کے فرائض میں داخل ہیں۔ وہ ”مسلمان خاندن“ میں لکھے جا چکے ہیں وہ اس میں دیکھ لیے جائیں۔ اس وقت جو کچھ کہنا ہے تم سے کہنا ہے۔ جو کچھ بتانا ہے تمہیں بتانا ہے۔ جو کچھ سمجھانا ہے تمہیں سمجھانا ہے۔ تمہارے شریک حیات کو کوئی نصیحت کرنا یا انہیں کوئی بات سمجھانا دراصل ان کے والدین کا فرض ہے۔ جو یقیناً انہوں نے ادا کیا ہو گا۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ تمہارے شوہر کے والدین اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں گے۔ وہ خود ہر بات کی نگہداشت رکھیں گے۔ اور جہاں ضرورت سمجھیں گے تمہارے شوہر کو مشورہ دیتے رہیں گے۔ مگر تم اپنے والدین سے جدا ہو جاؤ گی۔ تم ان سے دور رہو گی۔ تم متذاتر ان کے پاس نہیں رہو گی۔ تم ان سے کبھی کبھی ملو گی۔ اس لیے یہ ضروری ہوا کہ صرف تم ہی کو مخاطب کریں۔ صرف تمہیں ہی یہ بتائیں کہ تمہیں کیا کیا کرنا ہے اور تم کس کس طریقہ عمل سے زندگی اطمینان و راحت سے گزار سکو گی۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تمہیں سب سے پہلے جس ہستی سے واسطہ پڑے گا وہ ایسی ہستی ہو گی جس سے مستقل طور پر اور زندگی کے آخری لمحہ تک، تمہارا واسطہ پڑے گا اس لیے تمہیں اس ہستی کو زیادہ سے زیادہ سمجھنا پڑے گا۔ اس کی فطرت، مزاج، عادتیں، رجحانات، دل چسپیاں، ذوق و شوق سب کو سمجھنا پڑے گا تاکہ تمہیں اس کے ساتھ زندگی گزارنے میں تکلیفوں اور پریشانیاں نہ کا سامنا کرنا پڑے۔



آج ہمارے سامنے ہزاروں مثالیں ایسی ہیں کہ صرف اس  
 وجہ سے میاں بیوی کی زندگیاں تباہ ہو گئیں کہ دونوں کے مزاجوں میں  
 اختلاف رہا اور دونوں ایک دوسرے کی عادتوں اور طبیعتوں کو نہ سمجھ سکے۔  
 میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں۔ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب  
 آکر رہے۔ وہ کسی دفتر میں اچھی پوسٹ پر ملازم تھے۔ تنخواہ کافی تھی۔ مگر  
 بے چارے بہت کمزور، بڑے پریشان، مضحل سے نظر آتے تھے جیسے  
 کوئی برسوں کا مریض ہو۔ معلوم ہوا کہ بے چاروں کی بیوی ان سے بھی بدتر  
 حال میں ہیں۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی دراصل بیمار نہ تھا۔ خسر اور ساس  
 بھی ہوئے خوش تھے۔ بہو کا بھی ان سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ گھر میں کھانے  
 پینے میں بھی کوئی تنگی نہ تھی۔ کپڑے لتوں میں بھی کوئی کمی نہ تھی۔ اللہ کا دیا  
 سب کچھ تھا۔ اگر کمی تھی تو صرف ایک چیز کی۔ وہ یہ کہ میاں بیوی میں محبت  
 اور اتحاد نہ تھا۔ دونوں کے خیالات ہر معاملے میں جدا تھے۔ دونوں کی رائیں کسی  
 ایک معاملہ میں بھی متحد نہ ہوتی تھیں۔ ایک کہتا دن تو دوسرا کہتا رات۔ ایک  
 کہتا پورب دوسرا کہتا کچم۔ غرضیکہ دن رات یہ ہی قصہ رہتا تھا۔ میاں اپنی  
 صند پر قائم رہتے تھے۔ بیوی اپنی ہٹ پر قائم رہتیں۔ زندگی دونوں کی تباہ  
 ہو رہی تھی اور اس تمام تباہی کی وجہ صرف یہ تھی کہ دونوں نے کبھی ایک  
 دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی فکر تو دونوں کو رہی کہ ہمارا  
 بات نیچی نہ ہو اور ہماری صند قائم رہے۔ مگر اس کا خیال کسی کو نہ آیا کہ ہماری  
 زندگی برباد نہ ہو۔



اس قسم کا اختلاف خیال بہت تکلیف دہ اور نقصان رساں ہوتا ہے۔ کوئی خاص وجہ یا سبب نہیں ہوتا۔ نہ کسی اہم معاملہ میں اختلاف ظاہر ہوتا ہے بلکہ بہت چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ معمولی معمولی واقعات پر لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ بعض بعض دن تو در دو گھنٹے میاں بیوی کی تکرار سننے میں آتی تھی تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ میاں کے کمرے میں کسی نے کرسی میز سے ذرا دور رکھ دی تھی۔ یا کسی کھانے میں ذرا نمک کم ہو گیا تھا۔ یا کسی کھونٹی پر کسی نے میلا کرتا یا پائٹجا مہ لٹکا دیا تھا۔ پس ایسی ہی کسی بات سے آپس میں جھگڑا شروع ہو جاتا تھا اور بعض وقت یہ جھگڑا اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ تمام تمام رات جاری رہتا تھا اور پردس والوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ جب تک وہ پردس میں رہے یہ تملشے دیکھنے میں آتے رہے۔ غرض محلہ کے گھر گھر میں ان لوگوں کا چرچا تھا۔ ہر شخص ان کے اختلاف کا ذکر کرتا تھا۔ کیسی شرم اور رسوائی کی بات تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ بیوی چھ چھ مہینے تک میکے میں رہتی ہیں۔ ان کے شوہر اڈل تو انھیں بلاتے ہی نہیں اور بلا لیتے ہیں تو بلا کر خوش نہیں ہونے بلکہ کچھلتے ہیں۔

اسی طرح ایک درست کی لڑکی کا واقعہ ہے کہ ان کا شوہر نہ تو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ علیحدہ کرتا ہے اور نہ ہی اس کے خرچ کے لیے کوئی رقم بھیجتا ہے۔ زندگی موت سے بدتر ہو گئی ہے۔ اس بربادی کا سبب کوئی لمبا چوڑا نہیں۔ صرف معمولی سے اختلاف پر بات یہاں تک پہنچ



گئی۔ لڑکی اس بات کو خود تسلیم کرتی ہے کہ شروع شروع میں ان کا شوہر ان سے بے حد محبت کرتا تھا۔ لیکن لڑکی صاحبہ نے ان کی محبت کی قدر ہی نہ کی۔ ہمیشہ شوہر کی رائے کے خلاف کیا۔ پہلے تو معاملہ نے زیادہ طول نہ کھینچا اور شوہر نے بھی کافی برداشت کی مگر لڑکی نے عادت نہ بدلی تو جھگڑے زیادہ بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کا ایک جگہ رہنا دوکھر ہو گیا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اس معاملے میں اس کے شوہر کی غلطی نہیں ہے۔ یقیناً ان کی طرف سے بھی زیادتی ہوگی۔ مگر مجھے اس وقت صرت وہ غلطیاں ظاہر کرنی ہیں جو عام طور پر لڑکیوں کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اس لیے لڑکی کی غلطی کا ذکر کر رہا ہوں کہ لڑکی نے ذرا ذرا سے معاملہ میں کس قدر ضد اختیار کی۔ شوہر کوئی چیز لایا یا شوہر نے کوئی رے دی لیکن لڑکی کو مخالفت کرنی ضروری تھی۔ لڑکی یہ کہتی ہے کہ وہ اراداً ایسی باتیں کرتے تھے جو میری طبیعت کے خلاف ہوتی تھیں اور وہ مجھے جلانے کے لیے اس قسم کی صورتیں پیدا کرتے رہتے تھے جس سے مجھے تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر یہ بات کسی سمجھ دار انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کوئی شوہر بھی اراداً ایسی باتیں نہیں کر سکتا جو بیوی کو تکلیف پہنچانے والی ہوں۔ ہر شخص اپنے آرام، اطمینان اور خوشی کے لیے شادی کرتا ہے کسی کا مقصد شادی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی شریک حیات کو پریشان کرنے کے لیے شادی کرے۔ کوئی بھی یہ نہ چاہے گا کہ ذرا ذرا سی باتوں



سے خود اپنی بھی زندگی تباہ کرے اور اپنے متعلقین کی بھی زندگی برباد کرے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپس کا اختلاف بڑھ کر ایسی صورت اختیار کر لے کہ ہر بات میں مخالفت کا پہلو نکل آئے اور ہر معاملہ میں جھگڑا پیدا ہو جائے۔

غرض یہ ہی صورت ہمارے دوست کی لڑکی اور ان کے شوہر کے درمیان ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے مزاج اور طبیعت کو نہیں سمجھے۔ اور نہ انھوں نے سمجھنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بات بات میں جھگڑا ہوتے لگا۔ آخر کار لڑکی کو ان کے شوہر نے میکہ بھجوا دیا۔ اب نہ میل ملاپ کی کوئی تدبیر نظر آتی ہے نہ علیحدگی کی کوئی صورت دکھائی دیتی ہے دیکھئے شوہر تو کچھ بھی آزاد ہے۔ وہ ایک اور شادی بھی کر سکتا ہے اور اگر نہ بھی کرے تو اسے اس قسم کی تکلیفوں کا سامنا کرنا نہ پڑے گا جیسی وہ لڑکی برداشت کر رہی ہے۔ مشکل تو لڑکی کی ہے۔ بچوں کا ساتھ ہے۔ بھائی خرچ برداشت کر رہا ہے۔ بھادج سے بھی کبھی نہیں بنتی۔ جس نے شوہر کی بات کو اہم نہ سمجھا وہ بھادج کی بات کی کیا پرواہ کرے گی۔ اس طرح گویا اپنا گھر بھی تباہ ہوا اور برابر تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

ان مثالوں سے تم سمجھ گئی ہوں گی کہ میرا کیا مطلب ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیوی کو ہر جالبے جا حکم کی تعمیل کرنی چاہیے مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اگر لڑکی ذرا سی مندی سے کام لے اور اپنے شوہر کے مزاج، فطرت اور عادتوں کو سمجھ لے تو معاملہ کبھی نہ گجڑے۔ ضد معاملہ کو خراب کر دیتی ہے۔



میرے خیال میں اگر کوئی بیوی سمجھ دار ہو اور شوہر کو اپنی محبت، خلوص اور مہمندی کا یقین دلادے اور بے جا ضد سے کام نہ لے تو کوئی شوہر بھی ایسا بیدار نہ ہوگا کہ خود ہی تو ہزاروں آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ شادی کرے اور خود ہی اپنی رفیقہ حیات کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دے۔

مرد کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کی مخالفت نہیں گوارہ کرتا۔ خصوصاً جب وہ مخالفت اس کی بیوی کرتی ہے تو اس کا مزاج بالکل برہم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی بیوی یہ چاہے کہ شادی کے بعد اس کی زندگی تباہی و بربادی میں مبتلا نہ ہو تو اسے کسی معاملہ میں شوہر سے علی الاعلان مخالفت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسی بات کو کسی دوسرے طریقے سے شوہر کے سامنے پیش کر کے متوالینا چاہیے۔ ایک دم مخالفت کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔

عقل مند سمجھ دار بیویاں یہ کرتی ہیں کہ اگر انھیں کسی معاملے میں اپنے شریک حیات سے اختلاف ہوتا ہے تو وہ اسے فوراً ظاہر نہیں کرتیں اور کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتی ہیں کہ جس میں ان کی بات شوہر کو ناگوار نہ گزرے اور بات اثر کرے۔ جو بات موقع محل پر سمجھائی جاتی ہے تو وہ بہت کارگر ہوتی ہے۔ دہلی کا مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔

ایک شریف گھرانے کی لڑکی جس کا نام عزیزہ تھا ان کے والدین نے ایک اچھے قابل پڑھے لکھے گھرانے میں ان کی شادی کر دی۔ لڑکی عزیزہ بھی پڑھی لکھی سمجھ دار اور سلجھے ہوئے مزاج کی تھی۔ جب سسرال



میں جا کے قدم رکھا تو ایک نئی دنیا نظر آئی۔ چند دن تو خیر گھونگھٹ میں گزرے۔ نہ اچھے کی خبر نہ بُرے کی۔ گواہ نکھیں بند تھیں مگر کان میں تو آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ رفتہ رفتہ شرم کھلی تو دیکھا سب صورتیں اجنبی اور گھر کا رنگ ڈھنگ بھی ترالا۔ بسے دواہا میاں تو وہ دامن کی طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ اور گردیدہ۔ آگے کی خیر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیسی نیچے گی۔ گھر میں ساس (نعیمہ بیگم) کے علاوہ تین نندیں بڑی کا نام سلطانہ جو بیاہی ہوئی تھیں معلوم ہوا کہ اپنی بد مزاجی کے سبب شوہر سے لڑ جھگڑ کر کئی برس سے ماں کے ہاں بیٹھی ہیں۔ منجھلی نند کا نام طاہرہ جو شادی کے قابل تھیں مگر ابھی کنواری تھیں اور چھوٹی جس کا نام رضیہ تھا جو ابھی سات آٹھ برس کی تھی۔

عزیزہ نے ساس کا رنگ ڈھنگ پہلے ہی جانچ لیا تھا کہ بڑی جھلے مزاج کی ہیں۔ آئے دن ماں بیٹیوں بلکہ بیٹے سے بھی جھڑپ ہوتی رہتی ہے۔ بڑی نند کو تو کلنک کا ٹیکہ لگا ہوا تھا کہ سسرال میں نہیں بیٹھ سکی جب ہی تو میکے میں آ بیٹھی۔ منجھلی بھی دیکھنے میں خوش مزاج، لہذا معلوم ہوتی تھی۔ یہی چھوٹی نند اول تو وہ ابھی کس شمار میں تھی کیوں کہ بچہ ہی تھی۔ عزیزہ نے پہلے اسی کو اپنا بتایا اور جو کچھ معلوم کرنا ہوتا اسی سے معلومات حاصل کر لیتی۔

سسرے البتہ ایک معقول اور نیک منش آدمی تھے۔ میاں تعلیم یافتہ۔ محض انگریزی داں۔ نیشن کے دلدادہ۔ ہر وقت بناؤ سنگھار، کنگھی برش، کالر نکٹائی، یوٹ کی صفائی وغیرہ میں لگے رہتے اور گھر میں



ہزنیات سے انھیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ عزیزہ بڑی طرح اس گھر میں آن پھنسی تھی جس کا ہر شخص ایک انوکھا مزاج رکھتا تھا۔ خدایا اس کی شرم رکھ لے۔ اگر کوئی نادان اور نا سمجھ ہوتی تو چھکے چھوٹ جاتے۔ گھبرا جاتی اور ایک کی دس دس ماں سے لگاتی اور اسی وقت سے قصے جھگڑے شروع ہو جاتے۔ لیکن وہ بڑے ٹھنڈے مزاج اور مستقل ارادے کی لڑکی تھی۔ جب اس نے سسرال کے تمام واقعات کو اچھی طرح عبور کر لیا تب اس کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔

سب سے اول اسے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ سسر صاحب کی آمدنی چھ سو روپے ماہانہ ہے اور میاں کی آمدنی تین سو روپے ماہانہ ہے دونوں کی آمدنی نو سو روپے ماہانہ ہوئی جو کسی شریف گھر کے گزران کے لیے کسی طرح کم نہ تھے۔ مگر جب دیکھو تو ڈھاک کے تین پات۔ گھر میں خاک اڑ رہی ہے۔ نہ فرش فروش درست ہے۔ نہ چار پائیاں اور پلنگ ڈھنگ کے۔ نہ برتن معتول۔ جدھر دیکھو بد سلیمگی۔ جس طرف نظر دوڑاؤ بے ڈھنگا پن۔ کھانا ہے تو بد مزہ، بیٹھا، روکھا، پھیکا، بد روپا۔ اور سب بڑھ کر مزہ یہ کہ جتنی آمدنی اس سے زیادہ خرچ۔ بھلا یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکتی تھی۔ خسر کو خبر نہیں کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ ساس سیاہ و سفید کی مالک تھی جو چاہے کرے۔ خسر اپنی کل آمدنی بیوی کو دیتے تھے۔ اور اُلٹ کر پوچھ نہ سکتے تھے کہ یہ کل رقم کیا ہوتی ہے اور کہاں کہاں خرچ ہوتی ہے۔ ہر شخص بڑی بی کے مزاج سے لرزاں اور خائف رہتا



تھا۔ ماں ابیں گھر میں ایک چھوڑ دوڑ تھیں مگر سب خائن چور اور محتاج  
نگرانی۔ رہے مردانے کے نوکر وہ ٹرے اور منہ زور، عورتوں کی وہ کب  
سنستے۔ ایک کہتی تھیں تو دس سنانے تھے۔ غرض گھر کیا تھا طوفان بے  
تمیزی اور طغیان بدسلوکی کا بحرِ ذخار تھا۔ ایسے بگڑے ہوئے گھر کا درست  
کرنا معمولی عقل و فراست کے آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ نہ دو چار دن کا  
کام تھا۔ اس کو برسوں ہی چاہیے تھے۔

عزیزہ کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ گھر کی چلتی ہوئی گاڑی کی رفتار کو  
ایک دم اعتدال پر لے آتی۔ وہ گھر کے ہر فرد کے مزاج و طبیعت کو بغور  
دیکھ رہی تھی، اور بتدریج واقفیت حاصل کر رہی تھی۔ خسر سے وہ ابھی  
بات چیت نہیں کر سکتی تھی۔ اور ساس کا مزاج اقل تو جہلاً تھا دوسرے  
دل میں بڑائی، غرور۔ ایک تو کڑوا کر بلا دوسرے نیم چڑھا۔ غرض بہو کو ایسی  
ٹیڑھی ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھتی تھیں کہ نظروں ہی نظروں میں کھائے  
جاتی تھیں۔

رہیں بڑی نند بکلی پسند وہ ماں سے بھی کہی ہاتھ بڑھی ہوئی تھیں  
کبھی انھوں نے بھاوج سے سیدھے منہ بات بھی نہ کی۔ اور ان کا بات  
نہ کرنا ہی اچھا تھا۔ ان کو دن رات سسرال کی شکایت اور میاں کا دکھڑا  
رونے سے کب فرصت جو بھاوج سے مٹ بھیر کرتیں۔ ہاں دور ہی دور  
سے آواز سے توازنے کہتی رہتی تھیں۔ دوسروں پر ڈھال ڈھال کر باتیں  
بناتی رہتی تھیں اور ایسی گجی مار دیتی تھیں کہ توبہ بھلی اور پھر الگ کی



الگ۔ جب کبھی پوچھو صاف مکر جاتی تھیں۔ ”توبہ توبہ میں نے یہ بات کب کہی۔ ان کا تو ذکر نہ فکر۔ وہ بات تو فلاں کی تھی اور لواز بردستی اپنے پر کوئی ڈھال لے تو اس کا کیا علاج۔ نکلے کے سامنے ہاک کھجائی اس نے کہا مجھ کو ہی پڑا یا۔ کیا خوب اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے سامنے کوئی بات بھی نہ کرے۔ اپنا منہ سی لیں۔ اے بوجب الگ گھر کر کے بیٹھو گی جب ایسی باتیں کرنا۔ یہ گھر کوئی تمہارا نہیں۔ ہے میری مال کا ہے۔“ عزیزہ سند کی یہ سب باتیں برداشت کرتی۔ ایک کان سنتی دوسرے کان اڑا دیتی وہ جانتی تھی کہ بھالوں کے ساتھ بھلائی کرنا کمال نہیں بلکہ بڑوں کے ساتھ بھلائی کرنا کمال ہے۔ رہ جانتی تھی کہ پردہ گاہ عالم نے اپنے بندوں کی صفات میں ایک یہ صفت بھی بتائی ہے۔ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِينَ ط جب وہ لغو باتیں سنتے ہیں تو اس سے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا کیا ہمارے ساتھ تمہارا کیا تمہارے ساتھ تم پر سلام ہے ہم نادانوں سے نہیں الجھتے۔

حدیث میں آتا ہے جو کسی کی بُری بات سن کر صبر کر لے اور اس کا جواب نہ دے تو فرشتے اس کے بدلے میں جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں اور اس کے درجات بلند فرماتے ہیں۔ غرض عزیزہ ان کی باتیں سن کر کوئی جواب نہ دیتی اور سمجھتی کہ جواب دینے میں بات بڑھے گی۔ فائدہ کچھ نہ ہوگا اور جواب نہ دینے میں فائدہ ہی



فائدہ ہے۔

رہی منجھلی نندہ بھی گھٹنی، مسمی جلتی اوپر بھی اتنی ہی نیچے کھتی۔ بڑی زبان زور لڑا کا۔ بات بات میں لحن طعن کرنے والی۔ لیکن عزیزہ ان کے مزاج اور طبیعت سے واقف ہو گئی تھی۔ وہ ان کو ایسا موقع آنے ہی نہ دیتی کھتی کہ لڑنے بھڑنے کی نوبت آئے۔ مگر دور ہی دور سے وہ بھی زہرا گھٹی رہتی کھتی۔ مگر عزیزہ اپنے حسن اخلاق سے سب کو برداشت کر لیتی کھتی اور اپنے دل کو سمجھا لیتی کہ نادانوں کے ساتھ نادان بننا حماقت ہے۔ ناپاک پانی سے ناپاک دور نہیں ہوتی بلکہ پاک پانی سے ناپاک دور ہوتی ہے۔ اَدْفَعُ بِاللَّيْتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ بُرَائِي کو اچھائی سے دُفع کرو۔ بد اخلاقی کو اخلاق سے دور کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہادر وہ نہیں ہے جو بہت زیادہ وزن اٹھائے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو دبا لے۔ دوسری جگہ ہے۔ جو اپنے مخالف دشمن کی بات کو برداشت کرے وہ بہادری ہے۔ رہ گئی چھوٹی نندہ چونکہ اس کو عزیزہ نے شروع ہی سے گانٹھ رکھا تھا وہ بھاؤ کی طرف کھتی۔

اب سینے دولہا میاں کی بات جو شروع شروع میں محبت تھی کچھ عرصہ بعد وہ بات نہ رہی۔ کھلم کھلا بگاڑ تو ہوا نہیں صرف اس لیے کہ عزیزہ نے اپنی خودداری کی وجہ سے اس کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ مگر جیسا میاں بیوی کا تعلق ہو جانا چاہیے تھا وہ بات نہ ہوئی۔ اس تعلق کے نہ



بڑھنے کا سبب زیادہ تر ان کی ساس تھیں اور ان کی ریشہ دوانی تھی۔ اندر ہی اندر وہ بیٹے کو لگا بجھا کر ابھارا کرتی تھیں اور ہر بات میں شہ فے کر بگاڑ ڈالنے کی کوشش میں لگی رہتی تھیں۔ کچھ تو والدہ کا اکسانا اور کچھ حضرت کے خود آزادانہ خیالات ان کے لیے سہرا تھے۔

میاں کا اب یہ حال تھا کہ مدرسے کے وقت کے علاوہ باقی زیادہ وقت ان کا مردانے ہی میں گزرتا تھا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی باہر ہی نوش جان فرماتے تھے۔ مدرسہ سے آئے، منہ ہاتھ دھویا، بھاگم بھاگ چائے پی، کپڑے بدل ہو انوری کو نکل گئے۔ وہاں سے کبھی گیارہ بجے کبھی بارہ بجے رات کو آئے۔ دل چاہا تو آئے کبھی دل نہ چاہا تو نہ بھی آئے۔ جلدی جلدی کچھ کھایا کچھ نہیں۔ پھر لمبی تان کر حوسوسے تو صبح کی خبر لائے۔ اور بیوی سے بات چیت کرنے کا وقت ہی کون سا تھا

سب سے پہلے عزیزہ نے میاں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی۔ یہ نہیں کیا کہ ایک دم ہی میاں کا ٹیٹا دبا دیا، یا مرنے مارنے پر پل پڑیں، یا منہ کو کھلا کر پڑ گئیں، یا میاں سے قطع کلام کر دیا، یا الوالی کھڑا لے لے کر پڑ گئیں۔ اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس میاں سے اور زیادہ خندہ پیشانی اور زیادہ شگفتہ خاطر ہو گئیں۔ مجال کیا جو تنویر پر ذرا بھی بل آجائے یا خفگی اور ناراضگی کا شبہ تک بھی ہو جائے۔ میاں پر کبھی یہ کھلا ہی نہیں کہ اس کا دیر سے آنا کبھی بیوی کو ناگوار خاطر ہوا ہے۔ بلکہ وہ دل ہی دل میں کہتا تھا کہ عجیب مستغنی المزاج عورت ہے کہ کسی بات کی پرواہ ہی نہیں کرتی۔



دیر سے اُدُنو کچھ نہیں، سویرے سے اُدُنو کچھ نہیں۔ اُدُنو اختیار نہ اُدُنو تمھاری خوشی۔ کسی بات کا اس پر اثر ہی نہیں ہوتا۔ لیکن بیوی اندر ہی اندر وہ منصوبے گانٹھ رہی تھی اور اس طرح بتدریج تدبیریں کر رہی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

دن بھر تو میاں گھر میں قدم ہی نہ دھرتے تھے اور آدھی رات سیر و تفریح میں گنوا دیتے تھے اور بیوی کا یہ حال تھا کہ اکیلے بیٹھے اس کا دم گھرا جاتا تھا۔ کبھی کچھ سینا لے بیٹھی۔ کبھی کوئی کتاب پڑھنے لگی۔ کھانا لیے میاں کے انتظار میں دروازہ پر نگاہیں جمائے بیٹھی رہتی تھی۔ کبھی کبھی نیند میں جھونٹے بھی کھانے لگتی تھی، مگر کیا مجال جو کمر سیدھی کسلے ذرا پاؤں کی آہٹ ہوئی کہ جھٹ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اننگٹھی پاس رکھی رہتی تھی۔ سالن گرم کیا۔ روٹی کو پہلے ہی دسترخوان میں اچھی طرح لپیٹ دیا کرتی تھی کہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ دسترخوان بچھا کر میاں کے ہاتھ دھووائے۔ میاں کھاتے رہے آپ پنکھا جھلتی رہی۔ ادھر کھانا ختم ہوا ادھر پان کی گلوڑی تیار۔ حقہ بھڑا کر رکھا اگر ماما نہ ہوئی تو جھٹ آپ بھر دیا۔ ان کے کھلانے سے اس وقت فارغ ہوئی جب کہ سارے گھر میں سناٹا رہتا تھا اور بجز خراٹوں کے کچھ آواز نہ آتی تھی۔ اس وقت ٹکڑا ٹیرا بیوی کو نصیب ہوتا تھا۔ مگر واہ سے صبر و رضا یہ اسی میں ممکن، اسی میں خوشی۔ ایسوں کے لیے ہی یہ منقولہ ہے جس میں میاں راضی اسی میں ہم راضی“ یعنی فنا فی الزوج کا مرتبہ حاصل ہو گیا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا جب کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث



سنی ہوئی تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے عورت یاد رکھ! تیری جنت اور دوزخ تیرا خاوند ہے۔“ یعنی اپنے خاوند کی خوشی میں جنت کی مستحق بنے گی اور ناراضگی میں جہنم میں جلائے گی۔“

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ ”عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کو خوش رکھتی ہے۔ جب وہ اس کو دیکھتا ہے تو اس کا کہنا مانتی ہے۔ جب وہ کوئی حکم کرتا ہے تو اپنے مال و جان میں اس کے خلاف نہیں کرتی جس سے اس کو رنج پہنچے۔“ یعنی جو عورت اپنی جان و مال سے اپنے خاوند کے خوش کرنے میں لگی رہی اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ سب سے اچھی عورت ہے۔ غرض جو حدیثیں تم ”مسلمان بیوی“ کے پہلے حصے میں پڑھ چکی ہو وہ سب اس کے ذہن میں تھیں۔ اس لیے وہ کیوں نہ خاوند کی خوشی میں خوش ہوتی۔ ایک دن میاں کو خوش مزاج پا کر ڈرتے ڈرتے چھیڑا اور کہا کہ ”اگر آپ بُرا نہ مانیں اور مجھے معاف کریں تو کچھ عرض کروں۔“

میاں: ”شوق سے کہو کیا بات ہے؟“

بیوی: ”بات تو کچھ ایسی ہے نہیں مگر میرے دل میں کھٹک ضرور رہی ہے۔ آپ سارے دن تو باہر ہی رہتے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ مردوں کو صد کام ہیں۔ دن میں باہر رہیں تو کیا مضائقہ۔ مرد عورتوں کی طرح خانہ نشین ہو بھی نہیں سکتے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ رات کا ایک بڑا حصہ بھی آپ باہر ہی کاٹ دیتے ہیں اور مجھے اکیلے پڑے پڑے ڈر لگتا ہے۔“



ہیاں : ” دن بھر تو مجھے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ یہی رات تم جانتی ہو میں ہوا خوری کا عادی ہوں، باہر چلا جاتا ہوں اور وہیں سے کوئی نہ کوئی احباب (دوست) پکڑ لے جاتے ہیں۔ ہر چند میں خود چاہتا ہوں کہ جلدی چھٹکارا ملے مگر وہ لوگ چھوڑتے ہی نہیں۔ تاش، شطرنج، کیرم، چوہر وغیرہ میں کچھ اس قدر جلدی رات گزر جاتی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو سویرا ہی ہے اور یہاں آتے آتے بے شک دیر ہو جاتی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم کو انتظار کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ تم کل ہی سے دیکھ لینا اللہ تعالیٰ میں سویرے آنے کی کوشش کروں گا۔“

بیوی : (مسکرا کر) ”خدا ہمارے ارادے کو پورا فرمائے۔“

بات گئی گزری ہوئی۔ پھر بیوی نے اکٹ کر نہ پوچھا اور میاں کو بالکل اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ بارے اتنا تو ہوا کہ گیارہ بارہ کی جگہ اب وہ لگاتار تو ہی بچے گھر میں آجایا کرتے تھے۔ بیوی کی نصیحت کیسی کارگر ہوئی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ جو بات موقع محل پر کہی جاتی ہے وہ تو دل میں گھر ہی کر جاتی ہے۔ باہر کا حال عورتوں کو کیا معلوم کہ مرد کیا گل چھترے اڑاتے ہیں۔ مگر طرز عمل اور میاں کی بے رخی کھلے خزانے بتلا رہی تھی کہ ان کا دیدا ہوائی ہو گیا ہے۔ اور بیوی سے نہ انھیں انس ہے نہ دل بستگی۔ کچھ ہی روز بعد کان میں آواز پڑی کہ چند آوارہ، بد معاشرلوں کی صحبت میں پھنس گئے ہیں اور اپنی تندرستی اور اوقات عزیز ضائع کر رہے ہیں۔ اور چوری چھپے کبھی کبھار ناچ رنگ بھی شروع ہو گیا ہے۔ بازاری عورتیں آنے جانے لگی ہیں بلکہ اڑتی



ہوئی یہ بات بھی کان میں پڑی کہ شہر کی کسی طوائف کے کوٹھے تک بھی پہنچ گئے ہیں اور سینما، تھیٹر، تماشائی بنی بھی جزو اعظم بن گئی ہے۔

عزیزہ ایسی بے وقوف نہ تھی کہ ہتھیلی پر سرسوں جاتی۔ اور میاں سے دست و گریباں ہو جاتی اور فوراً ہی ان باتوں کی جواب طلبی کرتی۔ اگر ایسا کر بیٹھتی تو پھر میاں سے ہاتھ بھی دھو بیٹھتی اور رہا سہا لحاظ بھی اٹھ جاتا۔ اب جو کچھ ہو رہا تھا پردہ سے یعنی چوری چھپے ہو رہا تھا پھر علانیہ ڈنکے کی چوڑی ہونے لگتا۔ بیوی تیل دیکھتی تیل کی دھارا، موقع محل کی تلاش میں رہتی۔ وہ سمجھتی تھی کہ دیر آید درست آید، جو دوڑ کر چلتا ہے وہی گرتا بھی ہے اور بے موقع محل بات کہنا سمجھتا بھی فضول ہوگا اور بجائے فائدے کے نقصان ہوگا اور میاں کو وہ پابند بھی کرنا ضرور چاہتی تھی نہ کہ ایک دم بند۔ وہ بے موقع بات نہ کرتی تھی اور زبان پر بھول کر بھی حرفِ شکایت نہ لاتی تھی۔ وہ ایسی بھولی اور انجان بن گئی تھی کہ گویا میاں کے کرتوتوں کی اسے کچھ خبر ہی نہیں۔ اس تجاہل عارفانہ میں کچھ اور ہی لطف تھا۔ وہ ایسے موقع کی متلاشی تھی کہ بات کہوں تو خالی نہ جائے۔ وہ باتوں ہی باتوں میں میاں کو نشیب و فراز سمجھا یا کرتی تھی۔ اسی طرح کہ طعن و تشنیع و شکایت کا واہمہ بھی نہ ہو بلکہ سننے والا اس کو خیر خواہی، ہمدردی اور خلوص و محبت پر محمول کرے۔

ایک دن موقع پا کر کہنے لگی یہ جتنے تمھارے بار غار اور دوست کھلاتے ہیں بُرا نہ ماننا یہ سب ہوا کے ساکتی ہیں۔ جھوٹے لباڑے،



ڈینگے، شیخی خورے، گھر کھواؤ اور بیچ پوچھو تو عزت کھو، آبرو ڈوب رہیں۔ ان  
 کی صحبت تمہارے حق میں سم قاتل ہے یعنی ہلاک کرنے والے زہر کی طرح  
 اور دُسنے والے سانپ کی طرح ہیں جن کا متعدی اثر آئندہ بڑی بڑی  
 خرابیاں لانے والا ہے۔ یہ سب خود غرض، مطلب پرست، طوطے چشم  
 ہیں۔ خوشامدی، اپنی اپنی روٹی پر دال گھیٹنے والے ہیں۔ رتی برابر تمہاری  
 خیر خواہی ان جہشیوں میں سے کسی کے دل میں نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں  
 اس رقت میرا یہ کہنا تم کو گریباں گزر رہا ہو گا۔ تم ذی علم، سمجھ دار اور مرد  
 ہو۔ میں جاہل مطلق کندہ ناتراش عورت ہوں۔ تم سے کچھ کہنا لقمان کو  
 حکمت سکھانا اور چاند کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ لیکن کیا کردں مجبور  
 ہوں، دل نہیں مانتا کہ تم کو بے راہ چلتے یا بُری صحبت میں بیٹھتے دیکھ لوں  
 اور آنکھیں بند کر لوں۔ کیا ایسا دیکھ کر میرا دل خوش ہو سکتا ہے؟ کیا تمہارا  
 جانی اور مالی نقصان ہوتے دیکھوں اور چشم پوشی کردں۔ مجھ سے اپنی آنکھیں  
 بند نہیں کی جاسکتیں۔ یاد رکھئے اور میری بات کی گرہ باندھ لیجئے کہ اگر آج  
 خدا نخواستہ حاکم بدہن آپ کے دشمنوں پر ذرا سی بات آن پڑے تو جو  
 آج آپ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں تمہارا پسینہ  
 گرے گا ہم خون بہانے کو تیار ہیں۔ یہ سب چلتی گاڑی کے ساتھی ہیں  
 جدھر ہو گا رخ ہوتا ہے ادھر ان کا بھی رخ ہوتا ہے اور اگر ذرا ہوا  
 بگڑی تو یہ گویا پھٹے پیر کی چڑیاں ہیں۔ ایک بھی تو پاس نہ پھٹکے گا۔ تمہاری  
 ساری عمر تحصیلِ علم میں گزری۔ بی۔ اے ہوئے اور اب بھی علم کی ہی کشتی



میں سوار ہو۔ خود نہیں پڑھنے تو دوسروں کو پڑھاتے ہو۔ بات تو ایک ہی ہے یعنی ہے تو وہ ہی مشغلہ، وہی تین بیسی کے ساٹھ۔ کیا تم جیسے آدمی کو سوائے تعلیم و تعلم کے اور کوئی مشغلہ درکار ہے جو در بدر بھٹکتے پھرتے ہو؟ لوگ تم کو ایسی ناشائستہ صحبت میں دیکھ کر کیا کہتے ہوں گے۔ گو تمھارے منہ دیکھے یا لحاظ کے خاطر تمھارے سامنے کوئی کچھ نہ کہے مگر بیٹھ پیچھے تو ضرور ملامت کرتے ہوں گے۔

لکھے پڑھے آدمیوں کو کتب بینی سے زیادہ کون سا شائستہ اور دل چسپ مشغلہ ہو سکتا ہے؟ مگر آپ اپنے عزیز اوقات کو بری صحبتوں میں ضائع کرنے کے بجائے اپنے گھر میں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کیا کریں تو کیسی اچھی بات ہے۔ تمھارا دل بھی بہل جائے گا اور ان کم بخت لنگاروں کا بھی منہ کالا ہو۔ آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں کچھ اپنی غرض سے یہ کہتی ہوں اور میری غرض بھی ہو تو کیا مضائقہ آخر میں تمھاری بیوی ہوں۔ مجھ سے بڑھ کر تمھارا ہمدرد اور خیر خواہ دوسرا ہو نہیں سکتا۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ تم دن رات میرے گھٹنے سے لگے بیٹھے رہو۔ قطعاً نہیں۔ مرد غورتوں کی طرح گھر میں قید تھوڑی ہے۔ جو انھیں قید کرنا چاہے وہ پاگل ہے۔ اپنی تندرستی و صحت کے لیے تھوڑی بہت ہوا خوری یا کوئی درزش کرنی ضروری ہے۔ لیکن ہر چیز جو اعتدال سے کی جائے کھلی لگتی ہے۔

غرض میاں اپنی بیوی کی یہ باتیں سن کر دل ہی دل میں قائل اور محبوب بھی ہوا لیکن میاں معقول پسند تھا۔ اس وقت کچھ ایسا جھینپا کہ



جواب نہ بن پڑا۔ اور سیدھی سچی بات موقع محل دیکھ کر اور طریقہ سے کہی جائے تو اس کا جواب ہی کیا ہو سکتا تھا۔ بمصداق عذر گناہ بدتر از گناہ۔ وہ چپ سادھ گیا۔ مگر اسی وقت اپنے افعال کی ندامت اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی اور دل ہی دل میں غور کرنے لگا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ اگر ایک دم اپنی پالیسی بدل دوں تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض اس کا دل اس کو ملامت کر رہا تھا۔ اس نے اسی وقت مصمم ارادہ کر لیا کہ رفتہ رفتہ ان تعلقات کو ضرور کم کرنا ہے۔

اگر عزیزہ سمجھ دار اور دور اندیش نہ ہوتی اور جیسا کہ آج کل کی بیویوں کا قاعدہ ہے لڑنے بھڑنے پر اتر آتی ہیں۔ اگر یہ بھی وہ ہی طرہیت اختیار کرتی تو یقیناً ہمیشہ کے لیے میاں سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔ مگر وہ تھی تو لڑکی نا تجربہ کار مگر خدا نے اسے عقل کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ذرا میں نے سختی کی یا کوئی بات خلاف مرضی کہی تو یہ پھڑکتے ہوئے کبوتر کی طرح ہاتھ سے نکل جائے گا۔ وہ سب باتوں کو دیکھتی تھی مگر کیا مجال کہ کسی کے آگے منہ سے بات نکالے یا میاں کے منہ در منہ کچھ کہے۔ جوں جوں میاں کھینچتے گئے ووں ووں بھری جھکتی گئی۔ اپنی خواہش کے خلاف اپنے پتے کو مارا۔ اپنی راحت و آرام کو قربان کیا۔ کبھی میاں پر اس بات کو ظاہر بھی نہ ہونے دیا کہ اسے کچھ ان کے کرتوتوں کی خبر ہے جب اور جس حالت میں اور جس وقت میاں گھر میں آئے نہایت خندہ پیشانی سے ان کو لیا۔ جو کہا سو مانا۔ کبھی میاں کی کوئی بات نہ کاٹی۔ وہ بات ہی نہ کہی جس سے میاں کا دل دکھے۔



عزیزہ بگاڑ، لڑائی اور دباؤ سے میاں پر قابو حاصل کرنا نہیں چاہتی تھی۔ بلکہ اطاعت، خدمت گزاری اور فرماں برداری سے۔ جب خوش مزاج پایا، مخالفانہ طور پر نہیں، شکایت کے طور پر نہیں، طعن و تشنیع سے نہیں، جلی کٹی باتوں سے نہیں بلکہ خیر خواہانہ، ہمدردانہ، مخلصانہ طریقے پر محض بطور حکایت، نہایت نرمی، نہایت منت سماجت، عجز و انکساری کے ساتھ نشیب و فراز سے سمجھایا۔ جب دیکھا بات بڑھتی ہے اور ناگوار خاطر ہوتی ہے وہیں اسے چھوڑ دوسری بات چھیڑ دی۔ پھر جب کبھی موقع و محل دیکھا سلسلہ منبانی کی۔ غرض مرد کی مزاج داری اور سانپ کا کھلانا دونوں یکساں ہیں۔ یہ کام عزیزہ ہی کا تھا کہ اپنی دانش مندی اور فراست سے بگڑے ہوئے شہرہ کو سانپ کے میں ڈھال لیا۔ جتنے لوگوں کو کھسوٹ و بد معاش یا رہتھے سب سے علیحدہ ہو گئے۔ انھوں نے ان کے ہاں جانا چھوڑا انھوں نے آنا بند کیا۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ ایک دین دار سیدھے سچے مسلمان بن گئے تھے۔ اس وقت ان کے پورے واقعات سنانے کی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ ابھی اور باتیں عرض کرنی ہیں ورنہ اس میں بہت لمبا مضمون ہو جائے گا۔

میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ سسرال میں تمہیں اپنے شہر کے علاوہ اور جن ہستیوں سے سابقہ پڑے گا ان میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں ہستی ساس کی ہوگی۔ تم اس ہستی کی اہمیت کا اندازہ اسی طرح کر سکو گی جیسا کہ تم کو اپنی والدہ محترمہ کی اہمیت کا خیال تمہارے دل میں ہو۔ ہم شروع میں تمہیں بتا چکے ہیں کہ تمہاری ماں کی کس قدر اہمیت ہے اور تم اپنی ماں سے



کس قدر محبت کرتی ہو۔ فرض کر دو آج تمھاری بہن یا بھائی تمھاری ماں کا کہنا نہ مانے یا کوئی عزیز یا کوئی غیر انھیں بُرا بھلا کہے تو کیا تمھیں اس سے تکلیف نہ ہوگی۔ جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ سب تمھاری ماں کو اچھا کہیں، سب تمھاری ماں سے خوش رہیں، سب تمھاری ماں کا کہا مانیں۔ اسی طرح تمھارے شوہر کی بھی یہی تمنا ہوگی کہ سب ان کی ماں کو اچھا سمجھیں۔ سب ان کی تعریف کریں۔ سب ان کا کہنا مانیں۔ اس کے علاوہ تمھیں ایک بات اور ذہن نشین کرنی چاہیے کہ تم جس گھر میں جا رہی ہو اب تک اس گھر کی مالکہ تمھاری ساس ہی رہی ہیں۔ اب تک تمام گھر کا انتظام انھیں کی مرضی کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ اب تک گھر کے تمام معاملات میں انھیں کی رائے اور انھیں کے فیصلہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی رہی ہے اور تمھارے رفیقِ حیات بھی اب تک انھیں کے کہنے پر چلتے رہے ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ایک دم گھر کا نظام بدل نہیں سکے گا۔ اس گھر میں جو لوگ بھی برسرِ اقتدار ہیں اسی طرح برسرِ اقتدار رہیں گے۔ اب تک جن بزرگ ہستیوں کے اشاروں سے گھر کے کام کاج ہوتے رہے ہیں اب بھی ہوتے رہیں گے اور گھر والے جن بزرگوں کی اطاعت کرتے آئے ہیں اب بھی انھیں کی اطاعت کریں گے۔ اس میں ہمیں یا تمھیں بُرا ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر یہ امید کرو گی کہ تمھارے جلتے ہی اس گھر کا ہر شخص اپنے تمام اختیارات سے دست بردار ہو کر تمھیں اپنا بزرگ سمجھنے لگے تو یہ تمھاری نا سمجھی اور لڑکپن ہو گا اور اس قسم کی توقع سے سوائے اس کے



اور کچھ حاصل نہ ہوگا کہ تم خود اپنے لیے مُصیبت اور پریشانی کے اسباب فراہم کر لو۔

تمہارے سامنے اپنے گھر کی مثال موجود ہے کہ جب تمہاری بھابی جان گھر میں پہلے پہل آئی تھیں تو اس وقت سے لے کر جب تک تمہارے بھائی جان کا روبرو کے سلسلہ میں باہر نہ چلے گئے گھر کے انتظامات میں تمہاری بھابی جان کا زیادہ دخل نہ ہونے پایا۔ یہاں کہ وہ اپنی تمام ضروریات کی چیزیں بھی تمہاری والدہ سے کہہ کر منگوا کر آتی تھیں۔ اب تمہاری بھابی جان بھی اپنے شوہر کے پاس چلی گئی ہیں۔ اب ان کو پورا پورا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنی اور اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق گھر کے تمام انتظامات کریں۔ اور بالکل آزادی کے ساتھ اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کو پورا کریں۔

ایک بات اور بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس گھر میں تم جاؤ گی وہ گھر دراصل تمہاری ساس اور سرسرا کا ہوگا۔ تم اس گھر میں بحیثیت ایک مہمان کے جاؤ گی۔ مگر تم ایک ایسی ہی مہمان کی حیثیت سے جاؤ گی جسے تھوڑے ہی دنوں بعد میر بانی کرنی پڑے گی۔ اس لیے یہ مسئلہ امر ہے کہ سرسرا میں پہنچتے ہی تمہاری سرسرا کے لوگ تمہیں اپنا بڑا ماننے کے لیے کسی طرح بھی تیار نہ ہوں گے اور نہ انہیں ہوتا چاہیے۔ یہ اور بات ہے کہ تمہاری ساس بزرگانہ شفقت سے کام لے کر گھر کے معاملات میں تمہاری رائے یا مشورہ لیتی رہیں۔ اور یہ بھی بات ہے کہ تم تمام گھر والوں کو اپنی گفتگو اور عمل سے یہ یقین دلادو کہ تم ان سب کا بھلا چاہنے والی ہو اور تمہاری ہر رائے

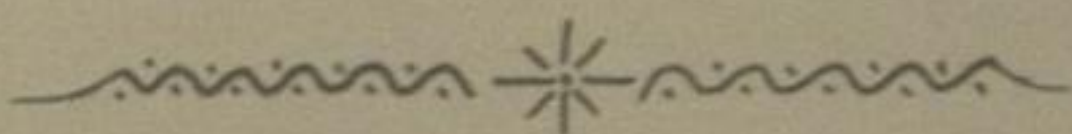


منایت مخلصانہ ہوتی ہے تو تمہارے اس رویہ سے وہ خوش ہو کہ تمہارے  
 ساس اور سرسہر بات میں تمہارا مشورہ لینے لگیں۔ لیکن حقیقت یہی ہے  
 کہ جو ہستیاں برسوں سے گھر کا تمام نظام اپنی مرضی کے مطابق قائم کی ہوئی  
 ہیں، وہ تمہارے پہنچنے ہی تمام اختیارات تمہیں دینے کے لیے کسی طرح بھی  
 تیار نہیں ہوں گی۔ اس لیے تمہیں اس قسم کی توقعات قائم ہی نہیں کرنی چاہئیں  
 اور اگر تمہارے دل میں گھر کی مالکہ بننے کا جذبہ زیادہ شدید ہو تو تم اس دن کا  
 انتظار کرنا جب تمہارے شوہر اپنا الگ کوئی گھر بنائیں اور اپنے گھر کا مختار کل  
 تم کو بنادیں اور پھر تم حسن و خوبی کے ساتھ اپنی انتظامی قابلیت کا مظاہرہ دکھاؤ۔

## لعنت کی بُرائی

اکثر عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ لعنت پھسکار بہت کرتی ہیں اور اس کے بہت سے  
 الفاظ اپنی اپنی زبان میں بولتی ہیں، یہ بہت بُرا ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جب کوئی لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے پس آسمان کے دروازے  
 اس پر بند ہو جاتے ہیں پھر لعنت زمین کی طرف اترتی ہے۔ مگر زمین کے دروازے  
 بھی اس پر بند ہو جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں چلتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی  
 تو اس شخص کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ لعنت کے قابل ہوتا  
 ہے تو اس پر پڑ جاتی ہے ورنہ کہنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

(البرداؤد)





# بعض عورتوں کی بے عقلی

نہ ہر زن زلفت و نہ ہر مرد مرد  
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

جیسے پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہیں اسی طرح تمام عورتیں بھی  
یکساں نہیں ہیں اور نہ تمام مرد یکساں ہیں۔

(۱) بعض عورتیں اپنے مردوں کی بالکل عزت و وقت نہیں کرتیں بلکہ  
ان کی آبروریزی پر کمر بستہ رہتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ مرد ہمارا غلام اور خدمت  
گزار ہے۔ اس کو ہمارے ماتحت رہنا چاہیے اور مرد پر اس قدر زور ڈالتی ہیں  
گو یا مرد بجاٹے عورت کے ہے۔

(۲) اور بعض عورتیں شادی کے روز سے پہنچتے ارادہ کر لیتی ہیں کہ ہم ساس  
سسرے سے علیحدہ ہو کر رہیں گے۔ آتے ہی ساس مندوں سے لڑائی جھگڑے  
فساد شروع کر دیتی ہیں اور دن رات ایسی ایسی تدبیریں کرتی ہیں جس سے  
گھر میں جھگڑے پیدا ہوں۔ بے چارے ساس سسر جو ہزاروں آرزو و تمنا  
سے بہو کو شادی کر کے لائے ہیں ان کی آرزو کا وہ خون کرتی ہیں اور ان



کی شادی کرنے کا مزہ جلد چکھا دیتی ہیں۔ اس نیک بخت بہو کو ذرا صبر نہیں ہوتا کہ موقع اور وقت کا انتظار کرے۔ اور سوچے کہ واقعی موقع و وقت سے جدا ہونا ہی پڑے گا۔ سدا ساس سُسرے کے ساتھ کوئی نہیں رہتا۔ اگر دنیا میں لوگ جدا نہ ہوتے تو یہ ہزاروں مکان، محلے، گاؤں اور قصبہ کہاں سے آباد ہو جاتے لیکن اس کو اتنی عقل اور تمیز ہی نہیں ہوتی کہ وہ اس بات کو سمجھے اور موقع و وقت کی منتظر رہ کر صبر کرے۔ مگر وہ تو یہ چاہتی ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ آج ہی ہو جائے۔ مرد کو ایسے ایسے طریقے سے دق کرتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں سناتی ہیں کہ مرد بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ ساس نندوں کی یا اور جو کوئی گھر میں رہتا ہو ان کی بُرائی طرح طرح سے کرتی ہیں کہ ہماری مرضی کے موافق علیحدگی ہو جائے۔

ایک دوست کا واقعہ یاد آیا۔ ان کی شادی ہوتے ہی بیوی نے ساس سُسرول سے علیحدہ رہنے کا پیغام دے دیا کہ میں تمہارے والدین کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ شوہر نے بہت سمجھایا کہ میں ابھی علیحدہ رہنے کے قابل نہیں ہوں تم ابھی ساتھ رہو۔ اس نے ساس نندوں پر وہ الزامات عائد کیے اور ایسی ایسی شکایات کیں کہ میاں کو کبھی یقین نہ آیا اور اس نے بات کو ٹالنے کے لیے یہ کہہ دیا کہ تم جا تو وہ جانیں۔ میں عورتوں کے معاملہ میں دخل نہیں دیتا۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ بیوی نے جواب دیا کہ میں تم کو جانتی ہوں میسر نکاح تم سے ہوا ہے۔ میں اور کسی کو نہیں جانتی۔ میرا تم سے واسطہ ہے۔

میاں : جو تم کو سر پر ہاتھ دھر کر لائیں وہ تمہارے نزدیک کسی



شمار قطار میں نہیں۔ اور میں بھی انھی کا جایا ہوں۔ وہ میری ماں ہیں۔ تم تو آج غصہ میں بھری ہوئی ہو۔ ان سے لڑ چکیں۔ اب کیا مجھ غریب سے لڑو گی؟

بیوی: میرا کیا سر پھرا ہے یا میں پاگل ہوں یا کسی باؤلے گیتے نے مجھے کاٹا ہے جو میں حق ناحق کسی سے لڑوں یا میرا دل چل گیا ہے کہ میں خواہ مخواہ تم سے جھگڑوں۔ لیکن ہاں میں یہ کہتی ہوں کہ میں کسی کی لونڈی یا باندی نہیں ہوں۔ کسی کی ذہیل بھی نہیں کہ جو چاہے کہہ لے اور میں سب کی سن لوں۔ کیا مجھ کو بے وارٹی سمجھ لیا ہے۔ کیا میں سب کی ٹھوکریں ہی کھانے کو آئی ہوں۔

ہیاں: اچھا تمہارا مطلب کیا ہے؟

بیوی: تمہارے سامنے تو خیر بھلی بُری جیسی گزرتی ہے وہ میرے خدا پر روشن ہے۔ لیکن تمہارے جانے کے بعد ہر شخص فرعون بے سامان ہو جاتا ہے۔ اور سیدھی بات یہ ہے کہ تمہارے پیچھے دم بھر کے لیے بھی میرا گزارا اس گھر میں نہیں ہو سکتا۔ میں نے بہت چاہا کہ یہ لوگ میرے ہوں مگر کوئی سیدھے منہ بات کا بھی روادار نہیں۔ بات بات میں میرے کچھ کے وہ خود لگاتے ہیں اور نام بدنام میرا کرتے ہیں۔

ہیاں: پھر اب کیا کرنی؟

بیوی: پھر یہی کہ تم میرا ہی منہ کالا کرو۔ مجھے الگ گھر لے کے دو کہ کسی طرح یہ آٹے دن کی لڑائی دور ہو۔ میرا گھر بھلا اور میں بھلی۔



میاں : کیا خوب ! اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اپنی ماں کو چھوڑ دوں۔  
بیوی : نہیں خدا نخواستہ میں تمہاری ماں کو چھڑانے والی کون،  
خیر مجھ ہی کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہت آسان ہے۔

میاں : اگر تمہارے یہ ہی لہجہ رہے تو دیر سویر ایک نہ ایک دن  
یہ ہو کر ہی رہے گا۔ الگ گھر کرنا کیا منہ کا نوالا ہے۔ میں الگ گھر کس بوتے پر  
کروں۔ باپ کی روٹیوں پر تو میں خود پڑا ہوں۔ نوکری ابھی تک کوئی ملی نہیں۔  
بیوی : تو پھر نوکری کرونا۔ منع کس نے کیا ہے۔

میاں : ہاں ڈھونڈ تو رہا ہوں۔ نوکری ملنا کیا آسان ہے۔ ہوتے  
ہی ہوتے ہوگی۔

بیوی : کل کلاں کو یہ الزام بھی میرے ہی سر دھرا جائے گا کہ بیوی  
نوکری نہیں کرنے دیتی اور لڑائی بھڑائی کی اس وقت کچھ بات نہیں۔ میں  
تو تم سے صاف صاف کہتی ہوں کہ میرا نبھاؤ اس ساجھے کے گھر میں  
ہونے والا نہیں۔

میاں نے بگڑ کر کہا۔ جھک مارتی ہو۔ اسی گھر میں تم کو رہنا ہوگا اور  
اسی میں مرنا ہوگا۔ نہ میں ماں کو چھوڑ سکتا ہوں نہ تم کو الگ لے کر بیٹھ  
سکتا ہوں۔

بیوی : (رو کر) ایسی ہی تم کو ماں کی پھر کن تھی اور تم دودھ  
پیتے بچے تھے تو شادی کرنی کیا ضروری تھی کہ اپنی بھلی چنگی جان کو اس  
جہنم میں پھنسا یا اور میری بھی مٹی خوار کی اور تعلقہ یہ پھوڑی۔



ہیاں : تقدیر پھوٹے یا سنورے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ چندے صبر کرو۔ جب میں تو کمر ہر جاؤں گا تو دیکھا جائے گا۔

بیوی : ہم سے تو صبر نہیں ہو سکتا۔ تم جو چاہو کہ مجھے جلا کر مارو تو میں ایسی زندگی سے خود بیترا ہوں۔ اگر حرام موت کا ڈر نہ ہوتا تو میں کبھی کا کچھ کھا لیتی کہ یہ پاپ کٹ جاتا۔

اس وقت ان کے پورے حالات لکھنے نہیں ہیں کیوں کہ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ میں عرض کر رہا تھا مرد کو عورت ہر وقت ایسے ایسے الفاظ کہتی ہے کہ اس کو سن کر پسینہ آ جاتا ہے مگر سوائے خاموشی کے اور کیا کرے۔ اگر زبان سے آنکھ سے یا ہاتھ سے کچھ عورت کی شان میں نکل جائے تو پھر دیکھو کیا تماشہ گھر والے محلے والے دیکھتے ہیں اور عورت رو رو کر تمام گھر اور محلہ کو فراہم کر کے سب کو مرد کا تماشہ دکھلاتی ہے۔ اگر مرد کسی مصلحت سے درگزر کرتا ہے یا بات کو ٹال کر باہر چلا جاتا ہے۔ تو بے عقل عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہم سے ڈر گیا۔ پھر آئندہ اور زیادہ پرنکالتی ہیں۔ حالانکہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے مرد میدان، توپ اور تلوار کا سامنا کرنے والا بنایا ہے۔ بھلا وہ عورتوں سے کب ڈرتا ہے۔ وہ صرف مصلحت وقت کو سمجھ کر ٹال جاتا ہے۔ مگر عورتوں کو اس کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے اسی جوش و خروش میں رہتی ہیں اور ان کو یہ بھی خیال نہیں ہوتا کہ مرد نہ معلوم کس کس مشکل اور پریشانی سے کما کر لاتا ہے اور طرح طرح کی مصیبت اٹھا کر ہمارے سامنے لا کر رکھتا ہے اس کی ہم قدر کریں۔ لیکن ان کو



بھول کر بھی ایسا خیال نہیں آتا۔ غرض عورتوں کی کم عقلی اور بے جا برتاؤ سے مرد تنگ آجاتا ہے اور کوئی خوش گواری کی صورت اس کو نظر نہیں آتی تو دق ہو کر پردیس کا راستہ لیتا ہے۔ پھر برسوں گھر آنے کا نام نہیں لیتا۔ اور عورت کی بد اخلاقی سے اس کا دل پتھر کا ہو جاتا ہے۔ پردیس میں جہاں اس کا روزگار لگ جاتا ہے وہ وہیں اپنی خوش نودی کا ذریعہ پیدا کر لیتا ہے۔ اب عورت گھر میں بیٹھی ساس سسرے سے لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے اور یہ لڑائی صرف اس لیے ہوتی ہے کہ مجھ کو خاوند کے پاس پہنچا دیا جائے۔ اور یہ نہیں سمجھتی کہ خاوند تو ہمارا ہی نکالا ہوا گیا ہے۔ اپنی بے عقلی پر کبھی نادم نہیں ہوتی۔

اگر عورتیں شادی کے دن سے مرد کی ہاں میں ہاں ملائیں اور ساس سسرے کی اطاعت کریں تو ان کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ ہم سے کسی وقت علیحدہ بھی ہو جائیگی اور سارے گھر کو اپنا غلام بنالیں۔ اور اگر فرض کرو کہ خاوند میں یا ساس سسرے میں کوئی غیب عورت کے مزاج کے خلاف ہو تو سہولت آہستگی سے خوشامد سے اور ایسے طریقہ سے اس کی اصلاح کرے کہ ان کو ناگوار بھی نہ گزرے اور بات سمجھ میں بھی آجائے تو وہ غیب ان سے چھوٹ بھی جائے گا۔ اور زور زبردستی سے کبھی ان کا غیب نہیں چھوٹے گا۔ مرد تو اور زیادہ ضد سے کرے گا۔ حقیقت میں عورتوں کو مرد کا دل رکھنا نہیں آتا۔ بعض عورتیں یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے امیر گھر کے ہیں۔ ہم اتنا اتنا ہینر اور سامان لے کر آئے ہیں۔ خاوند ساس سسرے کی اطاعت، فرماں برداری کرنے میں



ہماری کسرِ شان ہے۔ یہاں تک کہ اپنے مرد سے بھی سیدھے منہ نہیں بولتیں۔ خدمت کرنا تو درکنار وہ اپنا کام بھی خود نہیں کرتیں سوائے اس کے کہ تکیہ لگائے تمام دن سوتی یا بیٹھی رہتی ہیں اور ہر وقت منہ چڑھا رہتا ہے اور بعض کا یہ بھی طریقہ نراکت ہے کہ بیماری کا حیلہ کر کے تکیہ سے سر ہی نہیں اٹھاتیں کہ میرے سر میں درد ہے یا میرے سر میں چکر آ رہے ہیں۔ غرض گھر والوں کو دق کر ڈالتی ہیں۔ صد ہاروپے کی دوائیں، مربے، خمیرے وغیرہ غرض مقویات کھا جاتی ہیں اور سر کے درد اور چکروں کو کسی طرح آرام نہیں ہوتا۔ اور کبھی کبھی جن بھوت کو بھی لپٹا لیا جاتا ہے۔ مرد کو ہر طرح سے ناچ بچاتی ہیں اور اس کے عقل و ہوش کو کھو ڈالتی ہیں اور کاٹھ کا اُلونا کر کسی کام کا نہیں رکھتیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ میاں ہماری ہاں میں ہاں ملاتا رہے۔ اور ہماری فرماں برداری کرتا رہے اور جو کچھ ہم حکم کریں اس کی فوراً تعمیل کرتا رہے اور ہر دم ہماری خدمت کے لیے کمر بستہ رہے تب خیر ہے۔

غرض یہ چند باتیں نصیحت کے لیے تحریر کی ہیں۔ اس قسم کی حرکتیں کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ کی نافرمان ہیں۔ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوتی ہیں۔  
(بندہ رحمہ الہی)

فرمایا آنحضرتؐ نے کہ گالی بکنے والے اور بے حیائی کی بات کہنے والے کے پاس اسلام میں سے کچھ نہیں۔

(امام احمد، ابن ابی الدنیا)



(یہ مضمون حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔)

## بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی

(۱) جب رات کو دروازہ گھر کا بند کرنے لگو۔ بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتابتی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا چیز لبست کا نقصان نہ دے اور کچھ نہیں تو رات بھر کھڑکھڑاہی کرتا رہے اور نیند بھی اوجھاٹ ہو۔ (۲) کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ (۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع اور جگہ پر رکھو (۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب نہ بناؤ۔ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چٹائی کا پینا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کا تنا ہے۔ اس سے بدن درست رہتا ہے۔ (۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا نہ بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں نہ کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ (۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر وہیں رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا یا ڈھونڈھنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی۔ سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے بستے کی



ہیں، ان کی بھی جگہ مقرر کر لو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔  
 (۷) راہ میں چار پانی یا پیڑھی یا کوئی برتن، اینٹ پتھر سل وغیرہ نہ ڈالو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعضی دفعہ دن ہی میں کوئی جھپٹا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آ رہا ہے اور الجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ گئی تو تکلیف ہوگی۔ (۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جائے ورنہ ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہے۔ (۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو۔ کیوں کہ کم کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج مشکل ہے۔ (۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر نہ ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو۔ کیوں کہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آ جاتا ہے تو ان بیجوں سے منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ (۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگا کر پانی پیو تاکہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجائے۔ (۱۲) بچوں کو سنسنی میں مت اچھا لو اور کھڑکی وغیرہ سے نہ لٹکاؤ۔ خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور منہ کی گل پھنسی ہو جائے۔ اسی طرح ان کے پیچھے منہ میں نہ دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے (۱۳) جب برتن خالی ہو جائے تو اس کو دھو کر ہمیشہ اٹھا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا ہو تو پھر اس کو دھو لو۔ (۱۴) برتن زمین پر رکھ



کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسی ہی سیتی یا دسترخوان پر نہ رکھو بلکہ پہلے اس کے  
تیلے دیکھ لو اور صاف کر لو۔ (۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی  
فرمائش نہ کرو۔ بعض دفعہ چیز تو بے حقیقت ہوتی ہے۔ مگر وقت کی بات ہے  
گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا۔ ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔ (۱۶) جہاں اور  
آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر نہ تھو کو اور نہ ناک صاف کرو۔ اگر ضرورت ہو تو  
ایک کنارے جا کر فراغت ہو آؤ۔ (۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا  
نام نہ لو جس سے سنتے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو بہت  
مشکلیں ہوتی ہیں۔ (۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے  
ایسی باتیں نہ کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جاوے ناحق دل ٹوٹے گا۔  
بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔ (۱۹) اگر کسی  
کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے  
اُدھر اشارہ نہ کرو۔ بلاوجہ اس کو شبہ ہوگا۔ اور یہ بھی اس وقت ہو جب کہ  
اس بات کا کرنا شرع سے درست ہو۔ اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی  
کرنا گناہ ہے۔ (۲۰) بات کرتے وقت بہت ہاتھ نہ ٹکاؤ۔ (۲۱) دامن آچل  
آستین سے ناک صاف نہ کرو۔ (۲۲) پاٹخانہ کے قدمچہ میں طہارت نہ کرو۔  
آپ دست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو۔ (۲۳) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو۔  
شاید اس کے اندر کوئی موزی جانور بیٹھا ہو۔ اسی طرح کپڑا بستر بھی جھٹک لیا کرو۔  
(۲۴) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوٹا پھنسی ہو تو اس سے نہ پوچھو کہ کس جگہ ہے  
کیوں کہ اس کو بتاتے ہی شرم آئے گی۔ (۲۵) آنے جانے کی جگہ نہ بیٹھو۔



تم کو اور آنے جانے والوں کو بھی تکلیف ہوگی۔ (۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوپ کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو اور تہا ڈالو۔ (۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو نہ دلو۔ (۲۸) گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر نہ پھینکو اور نہ راستہ میں نہ ڈالو۔ (۲۹) چاقو یا پیچی یا سوئی یا اور ایسی چیز سے نہ کھیلو شاید غفلت سے کہیں لگ جائے۔ (۳۰) جب کوئی مہمان دور دراز سے آئے تو اس سے معلوم کر لو کہ اگر پینشاپ وغیرہ کی حاجت ہو تو فلاں جگہ فارغ ہو لیجئے اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑے کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس اور چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف نہ کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ کھانا وقت پر پکا لو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو۔ اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے سے ناشتہ تیار کر دو۔ غرض اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ (۳۱) پائخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند باندھتی ہوئی نہ نکلو بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ لو تب باہر آؤ۔ (۳۲) جب تم سے کوئی بات پوچھے پہلے اس کا جواب دے دو پھر اور کام میں لگو (۳۳) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف بات کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔ (۳۴) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دوسرے سے نہ پھینکو شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آ سکے تو نقصان ہو۔ پاس جا کر دے دو۔ (۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آ کر چلا نا یا کسی سے بات نہ کرنا چاہیے۔ (۳۶) اگر کوئی کسی کام میں یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس



سے اپنی بات نہ شروع کرو بلکہ موقع کا انتظار کرو۔ جب تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو۔ (۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو جب تک دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح نہ سنبھال لے اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ بعضی دفعہ ذرا سی بے خیالی میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔ (۳۸) اگر کسی کو شکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسی زور سے نہ جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔ (۳۹) کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف نہ پھیلاؤ۔ جب سب اکٹھے ہو جاؤں موقع سے ایک طرف ڈال دو۔ (۴۰) بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر نہ چلو۔ کبھی گرنے پڑو۔ (۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو۔ اکثر اول آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں۔ (۴۲) اپنے شوہر کے سامنے نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہیے۔ بعض مردوں کو ناگوار گزرتا ہے۔ (۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے۔ شاید اس کا دل اس پر آجادے اور بیوی سے ہٹ جائے۔ (۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت نہ پوچھنا چاہیے۔ (۴۵) مہینے میں تین یا چار دن خاص اس کام کے لیے مقرر کر لو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دیے۔ فرش اٹھوا دیا جھڑوا دیا۔ ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔ (۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہو یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر نہ دیکھنا چاہیے۔ اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کام لکھا ہو یا رکھا ہو جو



دوسرے سے پوشیدہ رکھنا ہو۔ (۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اتر دے چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو اور یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں لڑکیوں اور عورتوں کو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔ (۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکانا چاہیے کہ اس آدمی پر گر دپڑے۔ اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا چاہیے۔ بلکہ اس جگہ سے دُور جا کر صاف کرنا چاہیے۔ (۴۹) کسی کی غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جائے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے۔ کیوں کہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی ہوگی۔ پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بد فالی نکالی۔ (۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دُور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعے نہ کرے۔ ان کا خیال ہر وقت اسی طرف لگا رہے گا اور پریشانی کا باعث ہوگا۔ (۵۱) دیوار پر نہ تھکو اور پان کی پیک نہ ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کوار سے نہ لپچھو بلکہ دھو ڈالو لیکن جلے ہوئے تیل کو تاپاک نہ کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں۔ (۵۲) اگر دسترخوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن نہ اٹھاؤ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ (۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو تو اس کو ہلاؤ نہیں مگر پاس سے نکلو تو اس طرح نکلو کہ اس میں ٹھوکر یا گھٹنا نہ لگے۔ اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس



پر سے کوئی چیز اٹھاؤ تو ایسے وقت آہستہ سے اٹھاؤ آہستہ رکھو۔ (۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی نہ رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دسترخوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو ڈھانک کر رکھو۔ (۵۵) مہمان کو چاہیے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو کھوڑا سالن روٹی دسترخوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ (۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو۔ (۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو۔ کھسر کر نہ چلو اس میں جو تا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور رُبا بھی معلوم ہوتا ہے۔ (۵۸) چادر دوپٹے کا بہت خیال رکھو۔ اس کا پتہ زمین پر ٹکنا نہ چلے۔ (۵۹) اگر کوئی جمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے برتن میں لاؤ یا تھ میں رکھ کر نہ لاؤ (۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات نہ کرو ورنہ ان کی شرم جاتی رہے گی۔

## زنا کا عذاب

حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب کی حالت میں عجائبات کی سیر کرانے کے لیے اپنے ہمراہ لے گئے خواب کے ایک حصے میں ایک تنور ملاحظہ فرمایا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے پھیلا ہوا تھا اس کے نچلے حصہ میں آگ جلتی تھی کچھ ننگے مرد اور ننگی عورتیں اس میں شعلوں کے ساتھ اوپر آتے تھے اور پھر نیچے گر پڑتے تھے جب آگ بلند ہوتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس تنور سے نکل جانا چاہتے ہیں پھر وہ آگ نیچے ہوتی تو یہ لوگ پھر نیچے چلے جاتے تھے۔ فرشتوں نے بیان کیا کہ یہ زنا کرنا والے مرد و عورتیں آگ کے تنور میں قید ہیں آگ ان کو اچھا لیتی ہے اور پھر اندر کی طرف کھینچتی ہے۔ (بخاری)



# بعض باتیں عجیب اور تکلف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں !

(۱) ایک عجیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جاوے۔ بہت سی فضول باتیں ادھر ادھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو۔ پھر اس کا جواب ضرورت کے مطابق

دے دو۔

(۲) ایک عجیب یہ ہے کہ کسی کام کو ان سے کہا جاوے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہیں۔ کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انھوں نے سنا بھی ہے یا نہیں سنا۔ بعض دفعہ غلطی سے اس نے یہ سمجھ لیا کہ سن لیا ہوگا اور واقع میں سنا نہ ہو تو اس بھروسہ پر وہ کام نہیں ہوتا۔ اور یہ پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سنا۔ غرض وہ کام تو رہ گیا اور بعض دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہوگا۔ دوبارہ اس نے پھر کہا تو اس غریب کے لئے جلتے ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھائی۔ غرض جب بھی



آپس میں رنج ہوتا ہے۔ اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی۔

(۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما (تو کمرانی) کو جو کام بتلا دیں گی یا کسی سے گھر میں کوئی اور بات کہیں گی تو زور سے چلا کر کہیں گی۔ اس میں دو خرابیاں ہیں۔ ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعضے موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ دُور سے کوئی بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی۔ جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا۔ اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے کیوں نہ کیا۔ دوسری جواب دے رہی ہے کہ میں نے تو سُنا نہ تھا۔ غرض خوب تو تُو میں نہیں ہوتی ہے اور کام بگڑا سوا لگ۔ اسی طرح ان کی ماما (تو کمرانی) ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لادیں گی دروازے سے چلائی ہوئی آئیں گی۔ اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا۔ تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کرنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ کر سن لو۔

(۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے۔ ذرا پسند آئی اور لے لی اور خواہ قرض ہی ہو جاوے لیکن کچھ پرواہ نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہو تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار کھونا کون سی عقل کی بات ہے۔ فضول خرچی کرنا گناہ بھی ہے۔ جہاں خرچ کرنا ہو اول خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے میں دین کا فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے۔ اگر خوب سوچنے سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسہ



مت کھوڑا اور قرض تو جہاں تک ہو سکے مت لو۔ چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جاوے۔

(۵) ایک عیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر میں یا سفر میں وقت ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے۔ اگر سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی۔ اگر راستہ میں رات ہو گئی تو جان و مال کا اندیشہ ہے۔ اگر گرمی کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہوگی۔ اگر برسات ہے اول تو برسنے کا ڈر دوسرے کارے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے۔ اگر سویرے سے چلیں تو ہر طرح کی گنجائش رہے۔ اگر بستی ہی میں جانا ہے جب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پر لٹانی۔ پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہوگا۔ اپنے کاموں میں حرج ہوگا کھانے کے انتظام میں دیر ہوگی۔ کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا۔ کہیں میاں تقاضہ کر رہے ہیں کہیں بچے رو رہے ہیں۔ اگر جلدی سوار ہو جائیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں۔

(۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی اسباب بہت سالاد کر لے جاتی ہیں۔ جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے ان کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے۔ مزدوری کے پیسے بھی اُن ہی کو دینے پڑتے ہیں۔ غرض کہ تمام تر فکر ان بے چاروں کی جان پر ہوتی



ہے۔ یہ اچھی خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں اسباب ہمیشہ سفر میں کم لے جاؤ۔ اس سے ہر طرح کا آرام ملتا ہے اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو۔ بلکہ زیادہ اسباب لے جانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

(۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو یا ایک گوشے میں چھپ جاؤ۔ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں ہے۔ اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں۔ کبھی تو وہ بے چارے منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور سمجھ کر منہ کھول دیتے ہیں! سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے۔ یہ ساری خرابیاں دوبارہ نہ کہنے کی ہیں۔ اگر سب کو معلوم ہو جاوے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے پس سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کسے کوئی سامنے نہ آوے۔

(۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہوتے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرا دیا۔ راستہ کو ادا دیا بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھر میں چوچلے بگھا رہی ہیں۔

(۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر کر چھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے۔ نم کو چاہیے کہ ابھی گاڑی یا ڈولی سے مت اُترو پہلے کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھوالو اور اپنے آنے کی خبر کر دو۔ کوئی



مرد وغیرہ ہوگا تو علیحدہ ہو جائے گا۔ جب تم سن لو کہ اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تب اتھر کر اندر جاؤ۔

(۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں دو عورتیں جو باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم ہونے پہنچ پاتی دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے۔ نہ وہ اس کی سنے نہ یہ اس کی۔ بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جائے اس وقت دوسری کو بولنا چاہیے۔

(۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ نہ پور اور کبھی روپیہ پیسہ لے احتیاطی سے کبھی تنکیہ کے نیچے رکھ دیا کبھی کسی تان میں کھلا رکھ دیا۔ تالا کھنچے ہوئے سستی کے مارے اس میں حفاظت سے نہیں رکھتیں۔ پھر کوئی چیز جاتی رہی تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں۔

(۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ اُن کو ایک کام کے واسطے بھجوا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں۔ جب دونوں سے فراغت ہو جاویں تب ٹوٹتی ہیں اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے تو ایک کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا کام ہے۔ جب اتنی دیر گزر جاتی ہے تو پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور یہ عقلمند کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھ کرتے چلیں۔ ایسا نہ کرو۔ اول پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کر دو۔ پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام



کر لو۔

(۱۳) ایک عیب سستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر خرچ اور نقصان ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتیں کہ جلدی کا وقت ہے مختصر طور پر اس کام کو نبٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلف ہی سوچتا ہے اس تکلف تکلف میں بعضی دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔

(۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جائے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں۔ یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بیدھڑک کہہ دیا کہ بس جی اس کا کام ہے۔ حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کیے ہوں۔ اسی طرح اور بُری باتوں میں ذرا سے شبہ سے ایسا پکا یقین کر کے اچھا خاصہ گڑھ بڑھ کر دیتی ہیں۔

(۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ اس قدر بڑھا لیا کہ غریب آدمی تو سہارا ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اس کو گھٹانا چاہیے خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔

(۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملے میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور صلاح بتانے لگتی ہیں۔ جب تک تم سے کوئی صلاح نہ لے تم بالکل



گزنکی بہری بنی رہو۔

(۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آکر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے تیرپور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں۔ بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آگیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا۔

(۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرتا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو کبھی یہ انتظار نہ کریں گی کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں کہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں یہ بُری بات ہے۔ ذرا ٹھہر جانا چاہیے۔ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے اس وقت بات کرو۔

(۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کریں گی۔ پیغام ادھورا پہنچائیں گی۔ جس سے مطلب غلط سمجھا جاوے گا۔ بعضی دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعضی دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے۔

(۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جاوے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں۔ اسی میں اور کام بھی کر لیا۔ کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنے والے کا بات کر کے بھی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے کیونکہ جب پوری بات سنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح۔

(۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا بھی اقرار نہ کریں گی۔



جہاں تک ہو سکے گا بات کو بنا دیں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔

(۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی چیز ان کے حصے کی آوے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آوے تو اس کو ناک ماریں گی۔ طعنہ دیں گی کہ گھر کی ایسی چیز بھیجنے ہی کی کیا ضرورت تھی بھیتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بُری بات ہے۔ اس کی اتنی ہی ہمت تھی۔ تمھارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہی عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر تب قبول کرتی ہیں۔

(۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہہ اس میں جھک جھک کر لیں گی۔ پھر اس کو کریں گی۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہے پھر اس میں اہی تباہی سے کیا فائدہ نکلا۔ ناحق دوسرے کا بھی جی بُرا کیا۔

(۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پہنے پہنے سی لیتی ہیں۔ لہجہ سوتی چبھ جاتی ہے۔ بے ضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔

(۲۶) ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آوے مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔

(۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیے میں یا ویسے ہی سوتی رکھ کر اٹھ جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آ بیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے۔

(۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو سردی گرمی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں۔ پھر تعویذ گنڈا کراتی پھرتی ہیں یا دوا علاج



لیکن آئندہ کو احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔  
 (۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا  
 دھان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں۔ پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو  
 بھگتنی پڑتی ہے۔

## بعضی باتیں تجربہ اور انتظام کی

(۱) اپنے دولہوں کی یا دولہ کیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے  
 ایک دم نہ کرو۔ کیونکہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا۔ دامادوں میں ضرور  
 فرق ہوگا۔ خود دلہوں اور دلہ کیوں کی صورت شکل میں کپڑے کی سیاوٹ  
 میں، نور صبور میں، حیا و شرم میں ضرور فرق ہوگا۔ اور بھی بہت باتوں  
 میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی۔ اور  
 ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی۔ اس سے ناحق دوسری  
 کاجی بُرا ہوتا ہے۔

(۲) ہر کسی پر اطمینان نہ کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسہ پر گھر چھوڑ کر نہ  
 جایا کرو۔ غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے نہ آزمالو اس کا  
 اعتبار نہ کرو۔ خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جین بنی  
 ہوتی کعبے کا غلاف لیے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈا جھاڑ پھونک کرتی ہوئی  
 کوئی قال دیکھتی ہوئی کوئی تماشا لیے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں۔  
 ان کو تو گھر میں ہی نہ آنے دو۔ دروازے ہی سے روک دو۔ ایسی عورتوں



نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔

(۳) کبھی صندوق یا پانڈان جس میں روپیہ پیسہ گنتہ نہ پور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر نہ اٹھو۔ قفل لگا کر یا اپنے ساتھ لے کر اٹھو۔

(۴) جہاں تک ممکن ہو سکے سودا قرض نہ منگاؤ۔ جو بہت ناچاری میں منگنا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو۔ اور جب دام ہوں فوراً دے دو۔

(۵) دھو بن کے کپڑے۔ پسینہاری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو۔ زبانی یاد کا بھروسہ نہ کرو۔

(۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

(۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی بات ایسی نہ کیا کرو۔ جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرنا منظور نہ ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہتی ہیں۔

(۸) آٹا۔ چاول اٹکل سے نہ پکاؤ۔ اپنے خرچ کا اندازہ کر کے دونوں وقت سب چیزیں ناپ تول کر خرچ کرو۔ اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پرواہ نہ کرو۔

(۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں اُن کو زیور نہ پہناؤ اس میں جان و مال دونوں کا خطرہ ہے۔

(۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آکر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے



اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کا رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں نہ بلاؤ۔ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو نہ بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو زیادہ محبت و اخلاص مت کرو جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے۔ اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز نہ برتو اگر وہ بُرا ملے تو کچھ غم نہ کرو۔

(۱۱) اسی طرح اگر کوئی انجان عورت ڈولی کے ساتھ کہیں سے آکر کہے کہ مجھ کو فلاں گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے۔ ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی میں سوار نہ ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام نہ کرو۔ نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے مرد ہو چاہے عورت ہو وہ اپنے نام سے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔

(۱۲) گھر کے اندر کوئی ایسا درخت نہ رہنے دو جس کے پھل سے پوٹ لگنے کا ڈر ہو جیسے کیتھ کا درخت۔

(۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو۔ اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں۔ کہیں نہ کام ہو جاتا ہے۔ کہیں بخار ہو جاتا ہے۔

(۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرادو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تاکہ اس کو یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ بچہ کبھی کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کس کا لڑکا ہے۔ تیرے ماں باپ کون ہیں تو اگر بچے کو نام یاد ہوں گے تو بتلا دے گا۔ پھر کوئی



نہ کوئی تمھارے پاس اس کو پہنچا دے گا اور اگر یاد نہ ہو تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں۔ آیا کا ہوں۔ یہ خبر نہیں کہ کون اماں کون آیا۔

(۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنے بچہ کو چھوڑ کر کسی کام کو چلی گئی۔ پیچھے ایک بلی نے آکر اس کو اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بچہ کو کبھی تنہا نہ چھوڑنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جاتور کا کچھ اعتبار نہیں۔ بعضی عورتیں بے وقوفی کرتی ہیں کہ بلیوں کو ساتھ سلاتی ہیں۔ بھلا اس کا کیا اعتبار اگر رات کو کہیں دھوکہ میں پنچہ مارا یا دانت مارے یا ترخہ پکڑ لے تو کیا کرو۔

(۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھالو اور اس کو خوب صاف کر لو۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا، کچھ کی کچھ دیتا ہے۔ بعضی دفعہ اس میں ایسی کوئی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبیہ یا پڑیا میں بچ جاوے۔ اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو۔ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی۔ اس لیے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنی پڑی اور بعضی غلط یا درہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔

(۱۷) لحاظ کی جگہ قرض نہ دو اور زیادہ قرض بھی نہ دو۔ اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو وہ تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔



(۱۸) جو کوئی بڑا یا نیا کام کرو۔ اول کسی سمجھدار دین دار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لو۔

(۱۹) اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو۔ ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔

(۲۰) جب کسی کو خط لکھو پتہ صاف لکھو اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا پتہ لکھنا کیا ضرور ہے۔ کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو دوسرے آدمی کو کسی وقت پڑے گی کہ شاید اس کو زبانی بھی نہ یاد رہا یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے۔

(۲۱) اگر ریل کا سفر کرتا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو۔ یا اپنے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر نہ سوؤ۔ نہ کسی عورت مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو۔ نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو اور کسی کی دی ہوئی چیز پان پتہ مٹھائی کھانا وغیرہ نہ کھاؤ اور زیور پہن کر ریل میں نہ بیٹھو بلکہ اتار کر صندوق وغیرہ میں رکھ لو۔ جب منزل پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔

(۲۲) سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔

(۲۳) باؤ لے آدمی کو نہ چھیڑو۔ نہ اس سے بات کرو۔ جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے۔ کیا کر گزرے۔ پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔



(۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں نہ رکھو۔ اندھیرے میں کہیں ہاتھ نہ ڈالو۔ پہلے چراغ کی روشنی لے لو پھر ہاتھ ڈالو۔  
 (۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے نہ کہو۔ بعض آدمی اوجھڑوں سے بھید کہہ کر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا نہیں اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔

(۲۶) ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔  
 (۲۷) ہر کام کا انجام پہلے سوچ سمجھ کر پھر اس کو شروع کیا کرو۔  
 (۲۸) چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلا ضرورت زیادہ نہ خریدو کہ اس میں بڑا رویہ برپا جاتا ہے۔  
 (۲۹) اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس اسٹیشن پر اترتا ہو ریل کے پہنچنے کے وقت اس اسٹیشن کا نام سن کر ہاتھ پر لکھا ہوا دیکھ کر اترنا نہ چاہیے۔ بعض شہروں میں دو تین اسٹیشن ہوتے ہیں شاید ان کے ساتھ کا مرد دوسرے اسٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں۔ تو دونوں پریشان ہوں گے یا مرد کی آنکھ لگ گئی ہو اور وہ یہاں نہ اترتا ہو اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہوگی۔ بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آجاوے تب اتریں۔

(۳۰) سفر میں کبھی بڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی اپنے ساتھ رکھیں :  
 ایک کتاب مسئلوں کی۔ پنسل کاغذ۔ کھوڑے سے کارڈ۔ دستہ کا برتن۔  
 (۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش نہ کرو۔



کہ فلاں جگہ سے یہ خرید لانا۔ ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے۔ تم اپنے ساتھ لے آنا۔ یا یہ اسباب لے جاؤ۔ فلاں کو پہنچا دینا۔ یا یہ خط فلاں کو دے دینا۔ ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر دوسرا بے فکر ہو تو اس کے بھروسے رہنے سے تمہارا نقصان ہوگا۔ خط تین پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو اور چیز ریل میں منگاسکتی اور بھیج سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں ہی ملتی ہو تو ہنگی لے سکتی ہو۔ اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں ہے۔ بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے۔ اور اگر بہت ہی لاچاری آپڑے تو چیز منگانے میں پہلے دام بھی دیدو۔ اور اگر ریل میں آدے جاوے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شاید اُس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تو لینے کے قابل ہو جائے۔

(۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں اُن جان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاؤ۔ بعضے شریہ آدمی کچھ نہ سہر یا نشہ کھلا کر مال و اسباب لے بھاگتے ہیں۔

(۳۳) ریل کی جلدی میں اس کا خیال رکھو کہ جس درجے کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑے کرایہ کے درجہ میں مت بیٹھو۔ ٹکٹ اور گاڑی چار قسم پر ہیں۔ ۱۔ تیسرا درجہ جس میں زیادہ تر آدمی بیٹھتے رہتے ہیں اور سب سے کم کرایہ ہوتا ہے اس گاڑی کے دروازے پر تین لکیریں ہوتی ہیں۔ ۲۔ فرسٹ کلاس سب سے بڑھیا اس کا کرایہ بھی سب سے



زیادہ ہوتا ہے اس کے اوپر ایک لکیر۔ ۳۱ سیکنڈ کلاس دو گئے کرایہ والی اس پر دو لکیریں۔ ۳۲ اس کا نام انٹر ہوتا ہے ڈیڑھ گنا کرایہ۔ اس پر دو لکروں کے درمیان ایک اور حرف انگریزی کا ہوتا ہے۔ جس درجہ کا ٹکٹ خریدو اس میں پہچان کر بیٹھو۔

(۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جاوے تو اس کو درانت سے پکڑ کر نہ کھینچو۔ بعض دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے۔

(۳۵) ایک نہر فی ناخن تراشنے کی ضرورت اپنے پاس رکھو۔ اگر وقت بے وقت ٹائن کو دیر ہوگی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔ (۳۶) بنی ہوئی دوا کبھی نہ استعمال کرو۔ جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھ دار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لے لی جاوے۔ خاص کر آنکھ میں تو کبھی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہیے۔

(۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دو۔ ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا۔

(۳۸) کسی مصلحت میں دخل اور صلاح نہ دو۔ البتہ جس پر پورا اختیار ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں۔

(۳۹) کسی کو ٹھہرانے پر کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے۔ بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی محبت میں کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور ایذا ہو۔



(۴۰) اتنا بوجھ نہ اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے۔ ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھالیا اور ایسا کوئی بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہو گئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں انکے بدن کے جوڑ اور رگ پٹھے اور کھجی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔

(۴۱) سوا یا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر نہ اٹھو۔ شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جاوے۔

(۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرہ کی نہ دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے نہ دو۔ شاید ہاتھ سے چھوٹ جاوے۔

(۴۳) کسی بچے یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسے سے نہ مارو۔ اللہ بچاوے اگر کہیں تازک جگہ چوٹ لگ جاوے تو لینے کے دینے پڑ جاویں اور چہرہ اور سر پر بھی نہ مارو۔

(۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے اطلاع کر دو۔ کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود نہیں پوچھیں گے، بلکہ چپکے چپکے سب فکر کریں گے خواہ وقت ہو یا نہ ہو انھوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم نے تو کھالیا۔ اس وقت ان کو کتنا افسوس ہو گا۔ تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا تمھاری دعوت کرے یا تم کو ٹھیرائے تو گھر والے سے اجازت لو۔ اگر ایسی ہی مصلحت ہو۔ جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے سے ایسے وقت اطلاع کر دو کہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔



(۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلیف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی جگہ نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضا ہو سکتا ہے۔ ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔

(۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت نہ کریدو۔

(۴۷) پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی

رہے۔

(۴۸) جہاں تک ممکن ہو۔ رات کو تنہا مکان میں نہ رہے۔ خدا جانے کیا اتفاق ہو اور نا چارہ می کی بات علیحدہ ہے۔ بعض آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے۔ اور کئی کئی روز کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی۔

(۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر نہ چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈلو اگر ہر دنت فضل لگا رکھو۔ اور ان کو لوٹا دے کہ پانی لانے کے واسطے کبھی نہ بھیجے۔ شاید وہاں جا کر خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

(۵۰) پتھر۔ سل۔ اینٹ۔ بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کو دفعتاً نہ اٹھاؤ خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔

(۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو۔ شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔

(۵۲) ریشمی اور ادنی کپڑوں کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور یا



نٹائل کی گولیاں رکھ دیا کرو کہ اس سے کپڑا نہیں لگنا۔

(۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا

تم کو پورا اعتبار ہو ان کو بھی بتلا دو۔ ایک عورت پانچ سو روپیہ میاں کی  
کمائی کا دبا کر مر گئی۔ جگہ ٹھیک ٹھیک کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ سارا گھر کھوڑا  
کہیں پتہ نہ لگا۔ میاں غریب آدمی تھا۔ خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہو گا۔

(۵۴) بعض آدمی تالا لگا کر کبھی کبھی ادھر ادھر چابی پاس ہی رکھا دیتے

ہیں۔ یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔

(۵۵) مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے۔ اس کو نہ جلا دیں۔ اور چراغ

میں بتی اپنے ہاتھ سے بنا کر ڈالیں۔ مفت میں دو گنا گنا تیل برباد جاتا ہے  
اور چراغ میں بتی اکسانے کے لیے پابندی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے  
پتیل کا تار ضرور رکھیں ورنہ انگلی خراب کرتی پڑتی ہے اور چراغ گل کرنے  
کے وقت احتیاط رکھیں۔ اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آپڑے۔  
بلکہ اس کے لیے پنکھا یا کپڑا مناسب ہے اور مجبوری کو منہ سے بجھا دیں۔

(۵۶) رات کے وقت اگر روپیہ وغیرہ لگنا ہو تو بہت آہستہ سے گنو

کہ آواز نہ ہو۔ اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔

(۵۷) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ اسی طرح دیا سلائی

سگتی ہوئی ویسی ہی نہ پھینکو۔ اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی

وغیرہ سے مل ڈالو تاکہ بالکل اس میں چنگاری نہ رہے۔

(۵۸) بچوں کو دیا سلائی یا آگ سے یا آتش بازی سے ہرگز نہ کھیلنے دو۔



ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا۔ کُرتے میں آگ لگ گئی۔  
 تمام سینہ جل گیا۔ ایک جگہ آتش بازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔  
 (۵۹) پائخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط سے رکھو کہیں  
 کپڑوں وغیرہ میں نہ لگ جائے۔ بہت آدمی اسی طرح جل چکے ہیں۔ خاص کر  
 مٹی کا تیل تو اور بھی غضب کا ہے۔ لالٹین میں کوئی ہرج نہیں۔

## بچوں کی احتیاط کا بیان

(۱) ہر روز بچہ کا ہاتھ۔ مُتھ، گلا، کان، چڑھے وغیرہ گیلے کپڑے سے  
 خوب صاف کر دیا کریں۔ میل کے جتنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔  
 (۲) جب پیشاب یا پائخانہ کرے۔ فوراً پانی سے طہارت کر دیا کر دے۔  
 خالی چھٹڑے سے پونچھنے پر لیس نہ کرو اس سے بچے کے بدن میں خارش  
 اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لو۔  
 (۳) اس کو الگ سلا دیں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف  
 کی پیٹوں سے چار پاٹیاں ملا کر بچھا دیں۔ یا اس کی دونوں کروٹ پر دو  
 تیکٹے رکھ دیں تاکہ گر نہ پڑے۔ پاس سلا نے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے  
 میں کہیں کروٹ کے تلے دب جاوے ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی  
 ہیں۔ اگر صدمہ پہنچ جاوے تو تعجب نہیں۔ ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ  
 رات کو کروٹ میں دب گیا۔ صبح کو مرا ہوا ملا۔



(۴) جھوٹے کی بچے کو زیادہ عادت نہ ڈالیں کیونکہ جھوٹا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں۔ اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔  
 (۵) چھوٹے بچے کو عادت ڈالیں کہ سب کے پاس آجا یا کرے ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مر جائے یا نوکری سے چھڑا دیا جاوے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔

(۶) اگر بچہ کو اتنا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی اتنا تجویز کرنا چاہیے جس کا دودھ اچھا ہو اور جو ان ہو اور اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔ اور وہ خصلت کی اچھی ہو۔ اور دیندار ہو۔ احمق بے شرم بد چلن کنجوس لالچی نہ ہو۔

(۷) جب بچہ اپنا کھانا کھانے لگے۔ اتنا اور کھلانے والی پر بچہ کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں۔ تاکہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جاوے۔ اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنوادیں۔ اپنے سامنے پلا دیں۔

(۸) جب کچھ سمجھ دار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلا دیا کریں اور دہن ہاتھ سے کھانا سکھلا دیں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماری اور حرص سے بچا رہے۔

(۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچہ پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے۔ جب ہاتھ منہ



مبلا ہو جاوے فوراً دھلاوے۔

(۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچہ کے ساتھ رہے۔ کھیل کود کی وقت اس کا دھیان رکھے بہت دوڑنے کودنے نہ دے۔ بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلاوے۔ بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے۔ کمینوں کے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے۔ بازار وغیرہ میں اس کو لیے نہ پھرے۔ اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب سکھلاوے۔ بیجا باتوں سے اس کو روکے۔

(۱۱) کھلانے والی کو تاکید کر دیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے۔ اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دیوے تو گھر لاکر ماں باپ کے روبرو رکھ دے آپ ہی آپ نہ کھلاوے۔

(۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں کہ بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کسی کی دی ہوئی چیز لے۔

(۱۳) بچہ کا بہت لاڈ پیار نہ کرے ورنہ ابتر ہو جائے گا (یعنی) بگڑ جائے گا۔

(۱۴) بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہنا دیں اور بہت گڑبگڑ کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید الفطر وغیرہ میں مضائقہ نہیں۔

(۱۵) بچہ کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

(۱۶) اس کتاب کے پہلے حصہ میں کچھ ادب اور قاعدے کھانے پینے کے بولنے چالنے کے ملنے جلنے کے بیٹھنے اٹھنے کے لکھے گئے ہیں۔



ان سب کی عادت بچہ کو ڈالیں۔ اس بھروسے پر نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا یا اس کو اس وقت پڑھا دیں گے یاد رکھو آپ سے کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی اور جب تک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی، نالائقی، دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور کچھ اس کتاب کے پہلے حصے میں بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھو۔

(۱۷) پڑھنے میں بچہ پر بہت محنت نہ ڈالو۔ شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کر لو۔ پھر دو گھنٹہ۔ پھر تین گھنٹہ۔ اسی طرح اس کی طاقت اور سہارے کے موافق اس سے محنت کمینی چاہیے۔ ایسا نہ کرو کہ تمام دن پڑھاتے رہو۔ ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا۔ پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آ جاوے گا اور بیماریوں کی طرح سست رہنے لگے گا۔ پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔

(۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے سخت ضرورت کے بغیر یا ر یا ر

چھٹی بھی نہ دلو انہیں کہ اس سے طبیعت اُچاٹ ہو جاتی ہے۔

(۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم و فن سکھا دیں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو۔ بعض آدمی سستا معلم رکھ کر اس سے تعلیم دلاتے ہیں۔ شروع ہی سے بچہ بگڑ جاتا ہے پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے۔



(۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبح کو کیونکہ اخیر وقت میں طبیعت خشکی ہوتی ہوتی ہے۔ مشکل سبق سے گھبرا دے گی۔

(۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پچانا اور سینا ضرور سکھا دیں۔

(۲۲) شادی میں دُولہا دُولہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔

(۲۳) اور بہت کم عمر میں شادی نہ کریں اس میں بھی بڑے نقصان ہیں۔

(۲۴) لڑکوں کو تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجہ نہ سکھایا کریں۔

## بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پُرانی بات کا کسی کو طعنہ دینا بُری بات ہے۔ عورتوں کی ایسی بُری عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہوگی۔ پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج و غبار بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکہ میں جا کر نہ کرو۔ بعضی شکایت گناہ بھی ہے اور بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا



وہاں کی بڑائی نہ کرو۔ اس میں بھی بعض دفعہ فخر و تکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے قدر سمجھتی ہے اس لیے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔

(۳) نہ یادہ بکو اس کی عادت نہ ڈالو ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جس کا انجام دنیا میں رنج اور عقی میں گناہ ہوتا ہے۔

(۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے نہ لو۔ خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو۔ بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو۔ اس سے تم کو ثواب بھی ہوگا اور اس سے ہر دلعزیز ہو جاؤ گی۔

(۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ نہ لگاؤ اور نہ کان دیکر ان کی بات سنو جو ادھر ادھر کی باتیں گھر میں آکر سناویں۔ ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔

(۶) اگر اپنی ساس نہ۔ دیورانی جھٹانی یا دورنہ دیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سنو تو اس کو دل میں نہ رکھو۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کو جھوٹ سمجھ کر دل سے نکال ڈالو۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کا سامنا کرنا کر منہ در منہ اس کو صاف کر لو اس سے فساد نہیں بڑھتا۔

(۷) نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی نہ کیا کرو اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو کہ وہ ماما نوکروں کو یا ان کے بچوں کو نہ ستانے پاویں۔ کیونکہ



یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے کچھ نہ کہیں گے۔ لیکن دل میں ضرور کہیں گے پھر اگر نہ بھی کو سا جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہوگا۔

(۸) اپنا وقت فضول باتوں میں نہ کھریا کرو اور بہت سا وقت اس کام کے لیے بھی رکھو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن شریف اور دین کی کتابیں پڑھایا کرو۔ اگر نہ یاد نہ ہو تو قرآن شریف کے بعد یہ کتاب یا ہشتی زیور شروع سے ختم تک تو ضرور پڑھا دیا کرو۔ لڑکیاں چاہے اپنی ہوں یا پرانی اُن سب کے لیے اس کا خیال بھی رکھو کہ ان کو ضروری ہنر بھی آجاویں۔ لیکن قرآن شریف ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو اور جب قرآن شریف پڑھ چکیں اور صاف بھی کر لیں پھر صبح کے وقت تو پڑھایا کرو اور جب چھٹی لے کر کھانا کھا چکیں اُن سے لکھواؤ۔ پھر دن رہنے سے ان کو کھانا پکانے کا اور سینے پر رونے کا کام سکھاؤ۔

(۹) جو لڑکیاں تم سے پڑھنے آویں اُن سے اپنے گھر کے کام نہ لو۔ اُن سے اپنے بچوں کی ٹہل نہ کراؤ بلکہ ان کو بھی اپنی اولاد کی طرح رکھو۔ (۱۰) نام کے واسطے کبھی کوئی فکر، کوئی بوجھ اپنے اوپر نہ ڈالو۔ گناہ کا گناہ مصیبت کی مصیبت۔

(۱۱) کہیں آنے جانے کے وقت اس کی پابند نہ ہو کہ خواہ مخواہ جوڑا بھی ضرور ہی بدلا جاوے۔ کیونکہ اس میں یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہم کو بڑا سمجھیں۔ سو ایسی نیت خود گناہ ہے اور چلنے میں اس کے سبب دیر بھی ہوتی ہے جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے



ہیں۔ مزاج میں عاجزی اور سادگی رکھو۔ کبھی جو کپڑے پہنتے بیٹھی ہو یہی پہن کر چلی جایا کرو۔ اگر کپڑے زیادہ میلے ہوتے یا ایسا ہی کوئی موقع ہو یا مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی سے ہو سکا بدل ڈالالیں چھٹی ہوئی۔

(۱۲) کسی سے بدلا لیتے کے وقت اس کے خاندان کے یا مرے ہوئے کے عیب نہ نکالو۔ اس میں گناہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے۔

(۱۳) دوسروں کی چیز جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جائے فوراً واپس کر دو۔ اگر اتفاق سے کوئی لے جانے والا نہ ملے تو اس کو اپنے برتن کی چیزوں میں ملا جلا کر نہ رکھو بالکل علیحدہ اٹھا کر رکھ دو۔ تاکہ وہ چیز ضائع نہ ہو ویسے بھی بے اجازت کسی کی چیز کا برتنا گناہ ہے۔

(۱۴) اچھے کھانے پینے کی عادت نہ ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا۔ پھر کسی وقت بہت مُصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

(۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی سا ہو اس کو کبھی نہ بھولو اور اپنا احسان چاہے کتنا ہی بڑا ہو نہ جتاؤ۔

(۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے۔ اس کتاب کے ختم پر بعضی کتابوں کے نام لکھ دیے ہیں ان کو دیکھا کرو اور جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو ان کو کبھی نہ دیکھو۔

(۱۷) چلا کر کبھی نہ بولو باہر آواز جاوے گی کیسی شرم کی بات ہے۔



(۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھڑکھڑ دھڑ دھڑ نہ کرو۔ زور زور سے نہ چلو۔ تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا۔ جو کام کرو آہستہ کرو۔ آہستہ کو اٹ کھولو۔ آہستہ پانی لو۔ آہستہ تھکو۔ آہستہ چلو۔ آہستہ گھڑا بند کرو۔

(۱۹) بڑوں سے ہنسی نہ کرو۔ یہ بے ادبی کی بات ہے اور کم حوصلہ لوگوں سے بھی بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جائیں گے۔ پھر تم کو ناگوار ہوگا۔ یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہوں گے۔

(۲۰) اپنے گھرانے والوں یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف نہ کرو۔

(۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جاویں۔ تم بھی بیٹھی نہ رہو کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(۲۲) اگر دو شخصوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی بات نہ کہو کہ اگر ان میں میل ہو جاوے تو تم کو شرمندگی اُٹھانی پڑے۔

(۲۳) جب تک روپیہ پیسہ یا نرمی سے کام نکل سکے سختی اور خطرہ میں نہ پڑو۔

(۲۴) عہد کے سامنے کسی پر غصہ نہ کرو۔ اس سے عہد کا دل وایسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا پہلے تھا۔

(۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اس کی دشمنی نہ بڑھے گی۔



(۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی نہ پڑے رہنے دو اور جہاں دیکھو  
اٹھالو اور صاف کر کے کھالو۔ اگر نہ کھا سکو تو کسی جانور کو دیدو اور دسترخوان  
جس میں رینے ہوں اس کو ایسی جگہ نہ جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آئے۔  
(۲۷) جب کھانا کھا چکو اس کو چھوڑ کر مت اٹھو کہ اس میں بے ادبی  
ہے بلکہ پہلے برتن اٹھو اور تب خود اٹھو۔

(۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں  
دونوں کی عادت بگڑتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آویں چاہے وہ چھوٹے  
ہی ہوں اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔

(۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی ہرگز نہ کرو۔ اکثر توجہ نہ ہو جاتا ہے  
اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی نہ کرو  
جس سے دوسرا چڑنے لگے اس میں بھی تکرار ہو جاتی ہے۔ خاص کر ہمان  
سے ہنسی کرنا اور کبھی بے ہودہ بات ہے جیسے بعض آدمی براتیوں سے  
ہنسی کرتے ہیں۔

(۳۰) اپنے بزرگوں کے سر ہانے نہ بیٹھو لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود  
حکم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اس وقت ادب بھی یہی ہے کہ کہا مان لو۔  
زیادہ عذر نہ کرو۔

(۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگے کے طور پر لو تو ایک تو اس کو خوب  
احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہو جاوے فوراً اس کے پاس پہنچا دو۔  
یہ راہ نہ دیکھو کہ وہ خود مانگے۔ اول تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہو گئی۔



دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے ہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہوگی۔ اسی طرح کسی کا قرض ہو تو اس کا خیال رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو۔ فوراً جتنا ہو سکا قرض اتار دیا۔

(۳۲) اگر کبھی کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات بیدل چلنے کا موقع ہو تو چھڑے کڑے وغیرہ پاؤں میں سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔ راستہ میں بجاتی ہوئی نہ چلو۔

(۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھڑی وغیرہ میں ہو اور کیواڑ وغیرہ بند ہوں تو دفعۃً کھول کر اندر نہ چلی جاؤ۔ خدا جانے وہ آدمی ننگا ہو۔ کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق کو بے آسام ہو بلکہ آہستہ آہستہ پہلے پکارو اور اندر آنے کی اجازت لو۔ اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ۔ نہیں تو خاموش ہو جاؤ۔ پھر دوسرے وقت سہی۔ البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگا لو۔ مگر جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی نہ جاؤ۔

(۳۴) جس آدمی کو پہچانتی نہ ہو۔ اس کے سلسلے میں کسی شہر یا کسی قوم کی بُرائی نہ کرو۔ شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو۔ پھر تم کو شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنے والا تم کو معلوم نہ ہو تو یوں نہ کہو۔ کہ یہ کس بے وقوف نے کیا ہے یا ایسی ہی کوئی بات نہ کہو۔ شاید کسی



ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو۔ پھر معلوم ہوئے پیچھے شرمندہ ہونا پڑے۔

(۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور خطا کرے تو تم کبھی اپنے بچے کی طرف داری نہ کرو۔ خاص کر بچہ کے سامنے تو ایسا کرنا بچے کی عادت خراب کرنا ہے۔

(۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ داماد کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو۔ ایسا شخص اپنی بی بی کو آرام سے رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت بہت کچھ ہو اور دین نہ ہو اور وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہچانے گا اور اس کے ساتھ وفاداری نہ کریگا بلکہ روپیہ پیسیہ بھی نہ دے گا اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ ہلاوے گا۔

(۳۸) بعض عورتوں کی عادت ہے کہ پردے میں کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کے لیے آڑ میں کھڑی ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے۔ ایسا کام کرنا نہ چاہیے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹکھٹا دینا چاہیے۔

(۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھو بی کے ہاں کپڑے بدلے نہ جاویں۔ ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہوگا۔ اور دنیا کا بھی نقصان ہوگا اور آخرت کا بھی۔



(۴۰) عرب میں دستور ہے جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے اُن بزرگ کے پاس لاکر کہتے ہیں کہ آپ اس کو ایک دو روز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے۔ اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا۔ ورنہ اگر بیس آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گھڑی میں ایک چنٹھرا بھی نہ رہے۔ ہمارے ہندوستان میں بے دھڑک مانگ بیٹھتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو سوچ ہو جاتی ہے اور تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے۔

(۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف کوئی مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کے نام سے نہ کہو کہ تم تو یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سن کر رنجیدہ ہو گا۔

(۴۲) محض اٹکل اور گمان سے بغیر تحقیق کیے ہوئے کسی پر الزام نہ لگا دو اس سے بہت دل دکھتا ہے۔

## تھورا سا بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشہ کا

بعضی لاوارث غریب عورت جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسا پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اس کا علاج دو باتوں سے ہو سکتا ہے۔ یا تو نکاح کر لیں یا اپنے ہاتھ کے ہنر سے



چار پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نکاح اور ہنردوئوں کو عیب سمجھتے ہیں۔ اور یہ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے۔ پھر بتلاؤ بیچاروں کی کیوں کر گزر رہا ہو۔

بی بیو! دوسروں پر تو کچھ زور چلتا نہیں مگر اپنے دل پر اور ہاتھ اور پاؤں پر خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہے۔ دل کو سمجھاؤ اور کسی کے بُرا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نکاح کر لے اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی مگر ویسے ہی دل نہیں چاہتا۔ یا بکھیرے سے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گزر کسی پاک ہنر کے ذریعہ سے کرو۔ اگر کوئی حقیر سمجھے ہرگز پروا نہ کرو۔ دوسرے نکاح کا بیان بہشتی زیور کے چھٹے حصہ میں دیکھ لو۔ اور ہنر اور دستکاری کا کام سیکھنا معیوب نہیں۔

بی بیو! اگر اس میں کوئی بات بے عزتی کی ہوتی تو پیغمبرانِ کاموں کو کیوں کرتے، ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔

حدیث میں ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر سے کھلتے تھے۔ یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔ اور پیغمبروں کے بعض کاموں کا بیان آگے آ رہا ہے۔



# اسلامی سیاست

معروف بہ اعتدال فی مراتب الرجال

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ سہارنپوری

جب سیاسی معرکے گرم ہوں، اکابر میں اختلاف ہو جس کی وجہ سے مسلمان پریشان ہو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ حضرت نے ان کوسات سوالوں کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت تھانویؒ اور حضرت مدنیؒ میں باوجود دونوں کے مخلص اور اہل اللہ ہونے کے اتنا شدید اختلاف کیوں ہے۔ کیا مخلصوں اور دینداروں میں بھی ایسا اختلاف ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟

۲۔ تیرے نزدیک کون حق پر ہے اور ان مسائل میں تیری کیا رائے ہے؟

۳۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے کیا مر رہنا چاہیے۔ تو کہیں شریک کیوں نہیں ہوتا؟

۴۔ مسلمان تباہ ہوتے جا رہے ہیں آخر ان کو کیا کرنا چاہیے؟

۵۔ اغراض آج کل زیادہ کام کر رہی ہیں ہر شخص اپنی اغراض کے پیچھے چل رہے ہیں۔

۶۔ علماء کا وقار عمداً گرایا جا رہا ہے۔ بے تکلف نسب و شتم کیا جاتا ہے۔

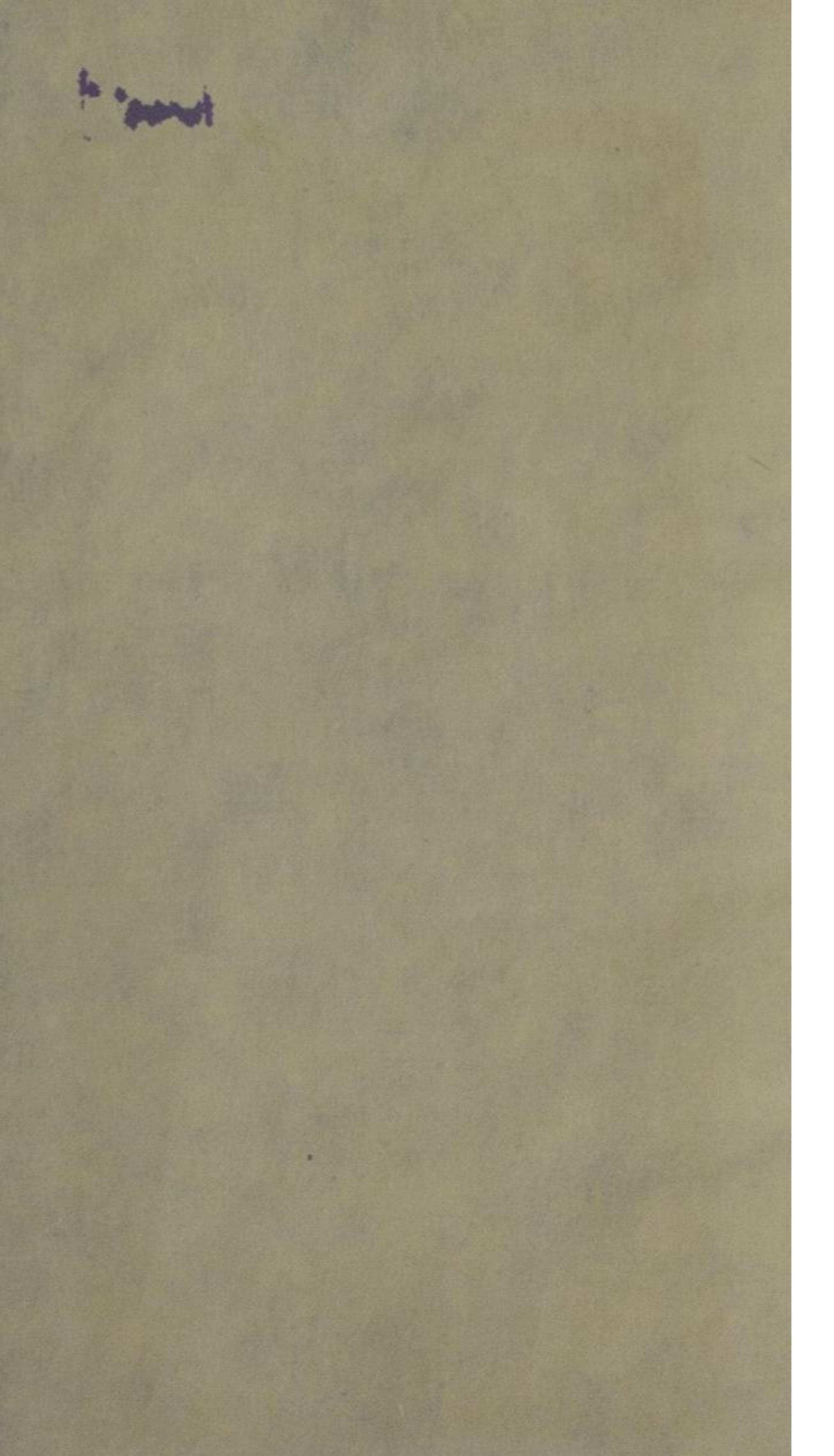
۷۔ علماء کے اختلاف سے بہت نقصان پہنچ رہا ہے؟

ہر طبقے اور ہر مکتب فکر کو اس کتاب کو اپنے زیر مطالعہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

کاغذ سفید عام مجد ۷ قسم اعلیٰ پلاسٹک کور آفٹ پوٹ

ناشر: مکتبہ زکریا بالمقابل جامع مسجد عالمگیر مارکیٹ لاہور







اَحْلِلْ لِلَّهِ الْبَيْعَ وَحَرِّمْ الرَّبَّوْ  
اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے

# صَّفَاتُ مَعَامِلَاتِ

مبلیغی تحریک کی ابتدا  
اور اس کے

## بُنْيَادِیْ اَصُوْل

## حَقُوْقِ الدِّیْنِ

جامع الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

## مَكْتَبَةُ دِیْنِیَّاتِ

بیسرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور نمبر ۶۳